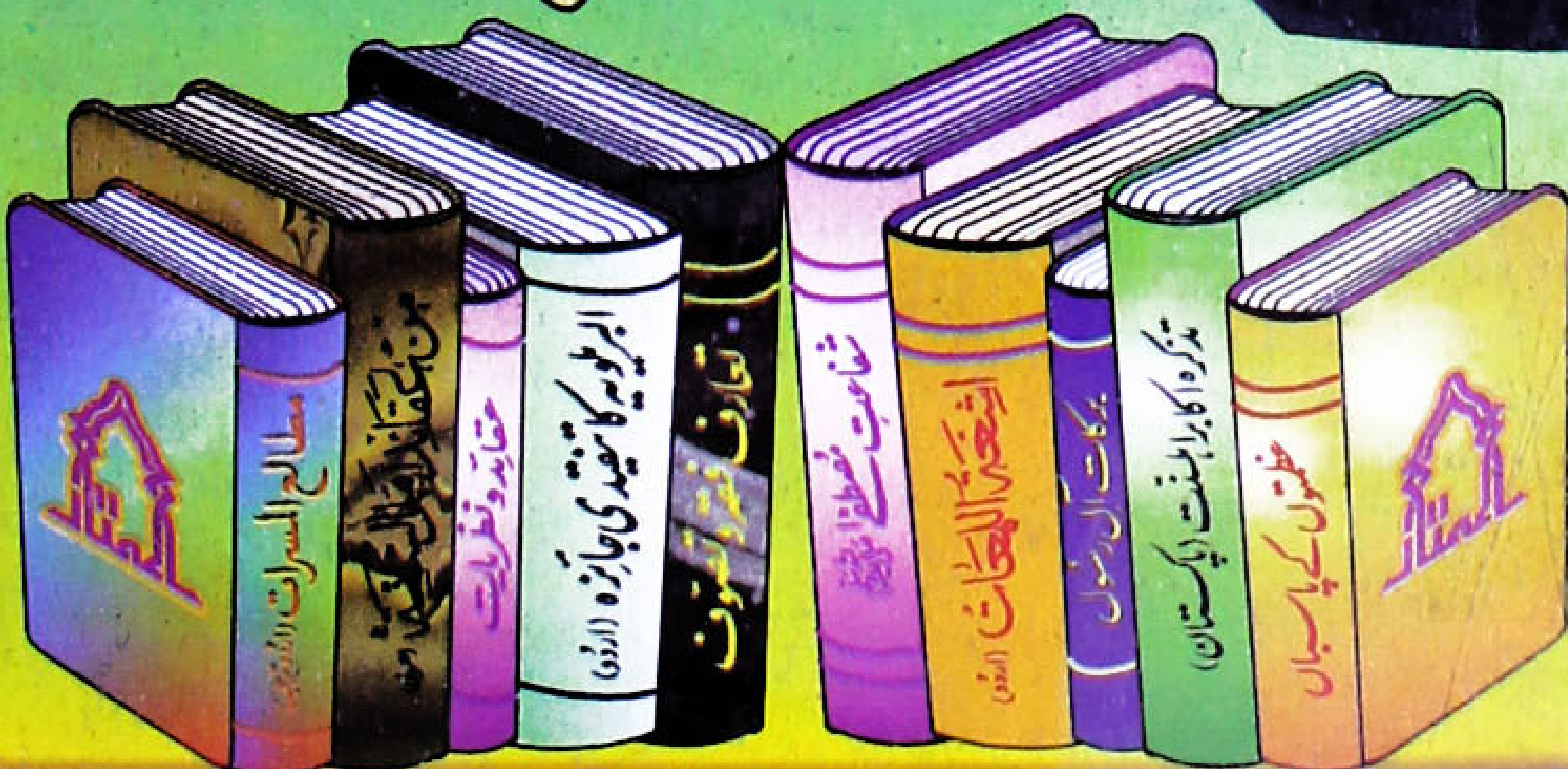
تذکارِ شرف

علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری
شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

مُرتّب

محمد عبدالستار طاہر



الممتاز پبلی کیشنز ۔ لاہور

تذکارِ شرف

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری
شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

مرتب:
محمد عبدالستار طاہر

المُمتاز پبلی کیشنز ۔ لاہور

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب ____________ تذکار شرف

مرتب ____________ محمد عبدالستار طاہر

طباعت بار اول ____________ جمادی الآخرہ ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء

صفحات ____________ ۱۶۰

کمپوزنگ ____________ الحجاز کمپوزرز۔ اسلام پورہ' لاہور 7225944

تعداد ____________ ۱۰۰۰

مطبع ____________

قیمت ____________ -/38 روپے

ناشر ____________ الممتاز پبلی کیشنز' لاہور

باہتمام ____________ حافظ نثار احمد قادری

ملنے کے پتے

مکتبہ قادریہ' جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

مکتبہ قادریہ' داتا دربار مارکیٹ لاہور

فون 7226193

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلی بات

"تذکار شرف" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ سیرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور کی دوسری کڑی ہے۔ اس سے قبل آپ "احوال و آثار محسنِ اہل سنت فاضل لاہوری علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری" ملاحظہ فرما چکے ہوں گے۔ اس کا انداز جدا، اِس کا انداز الگ!

یہ حیاتِ شرف ملت کے حوالے سے محررہ تمام دستیاب مقالات کا مجموعہ ہے۔ اس کی ترتیب ضخامت کے اعتبار سے نہیں رکھی گئی بلکہ اس طریق پر رکھی گئی ہے کہ جس ترتیب سے مقالات سن وار لکھے گئے ہیں انہیں اسی ترتیب سے پیش کیا جائے البتہ جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف میں پیش کیا جانے والا "منظوم استقبالیہ" اور "سپاسنامہ" ابتدا میں شامل کر دیا گیا ہے۔ ان مقالات میں کچھ ضخیم ہیں، کچھ ایک دو ورقی۔ دورانِ مطالعہ بعض باتیں بہ تکرار محسوس ہوں گی، لیکن ہر لکھنے والے کا انداز تحریر چونکہ اپنا ہے، اس لئے آپ اس پہلو سے صرفِ نظر کرتے ہوئے مطالعہ فرمائیں۔

کچھ قارئین جزئیات پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور کچھ بالتفصیل پڑھنا چاہتے ہیں۔ ہر ایک کی طلب اپنی اپنی ہے۔ بغیر جستجو کے تمام مقالات کا یک جا مل جانا بھی کسی ذہنی کوفت سے محفوظ رکھتا ہے۔ لہذا تسکین ذوق و طبع کی خاطر مطالعہ فرمائیں کہ جس ذات سے محبت ہوتی ہے، جس سے کچھ تعلق خاطر ہوتا ہے اس کے بارے میں اگر زیادہ سے زیادہ جاننے کی خواہش میں کچھ مل جائے، تو جانیئے کہ وہ نعمت ہے۔ اور اصل نعمت تو ان اہل اللہ کے دامن سے وابستگی ہے۔ جن کی صحبت اور ہم نشینی قربِ الٰہی اور تعظیم و توقیر رسول اکرم ﷺ سے ادب آشنا کرتی ہے۔ یہ آداب، یہ رکھ رکھاؤ ہی حاصل نسبت ہیں۔

اِن لکھنے والوں میں دانشور بھی ہیں، صحافی بھی اور اہل دین حضرات بھی ! اللہ پاک کے حضور دعا ہے کہ ہمیں اپنے رحم و کرم اور اپنے حبیب اکرم ﷺ کے لطف و کرم سے ثمر بار فرمائے ____ اور ہمارے ممدوح علامہ شرف قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی برکات و فیوضات سے بہرہ ور فرمائے۔ اللھم آمین۔

خاکپائے صاحبدلاں

محمد عبدالستار طاہر،

جویری کلاتھ ہاؤس

پیر کالونی ۔ والٹن،

لاہور کینٹ نمبر۔ ۵۴۸۱۰

۹ر صفر المظفر ۱۴۱۹ھ

۵ر جون ۱۹۹۸ء

جمعۃ المبارک

دعائیہ کلمات

از مولانا محمد عبدالغفار ظفر صابری

شادباش اے مولوی عبدالحکیم
ذات حق بخشد ترا ذوقِ سلیم
اے مولوی عبدالحکیم خوش رہو!
اللہ تعالیٰ تمہیں ذوق سلیم عطا فرمائے

حق نگہدارد ترا از ہر بلا
حسبنا اللہ گو و اللہ ہم کفی
اللہ تعالیٰ تمہیں ہر بلا سے محفوظ رکھے
یوں کہو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے کافی و وافی ہے

محو شو ہر آن در ذکر رسول
تا تو باشی زُمرۂ اہلِ قبول
ہر ساعت رسول اللہ ﷺ کے ذکر میں مشغول رہو
تا کہ تم مقبول بندوں کے گروہ میں ہو جاؤ

سُنّتِ خیر البشر داری عزیز
در نظر جز ایں نیاید ہیچ چیز
حضرت خیر البشر ﷺ کی سُنّت کو عزیز رکھو
اس کے علاوہ کوئی چیز نظر میں نہ آئے

تا توانی دُور شو، از اہلِ کیں
مسلکِ احمد رضا حق بالیقیں
جہاں تک ہو سکے کینے والوں سے دور رہو
امام احمد رضا کا مسلک یقیناً سچا ہے

حق بہ بیں و حق شنو، حق بر زباں
باخدا و مصطفےٰ یابی اماں
حق دیکھو، حق سنو اور حق کہو!
اللہ تعالیٰ اور نبی اکرم ﷺ کی نظر عنایت سے محفوظ رہو گے

جز درِ حق بر درِ دیگر مَبیں
بس ہمیں است مشربِ اہلِ یقیں
اللہ تعالیٰ کے دروازے کے علاوہ کسی طرف نہ دیکھو
یقین والوں کا یہی طریقہ ہے

مالِ دُنیا ہست چوں خاشاک و خَس
یکتاں اللہ بس، باقی ہوس
یاد کُن شعرِ جناب بو علی
"در سوادِ ہند نام او جلی"
حضرت بو علی (قلندر) کا شعر یاد رکھو
جن کا نام سر زمین ہند میں روشن ہے

زہد و تقویٰ چیست اے مردِ فقیرا
لا طمع بُودن ز سلطان و امیر
اے مرد فقیر! زہد و تقویٰ کیا ہے؟
امراء و سلاطین سے آرزو نہ رکھنا ہے

خویش را از اہلِ دنیا دُور دار
اپنے آپکو دُنیا داروں سے دور رکھو!
با ظفرؔ دارد ترا حق دائما
اللہ تعالیٰ تمہیں ہمیشہ ظفر (برادر محترم) کے ساتھ رکھے
ہم اخی احمد حسن، فیض الحسن
نیز برادرم احمد حسن اور فیض الحسن کو اللہ تعالیٰ حفاظت میں رکھے
خواہراں را شاد دار در کردگار
اللہ تعالیٰ بہنوں کو بھی خوش رکھے
دائما اولادِ شاں آباد باد
ان کی اولاد ہمیشہ خوش رہے
پدر و مادر را دِہد جنت مقام
اللہ تعالیٰ والدین کو جنت میں مقام عطا فرمائے
رُوحِ من از جسم چوں گردد جدا
میری روح جب جسم سے جدا ہو
از پئے سردار احمد ذی وقار
ذی وقار مرشد مولانا محمد سردار احمد کے طفیل
از طفیل برق آں عالی نظر
عالی نظر ڈاکٹر برق چشتی کے صدقے

رَبنا سَلِّم الیٰ یوم القرار
اے ہمارے رب! ہمیں قیامت تک محفوظ رکھنا
یاد داری در دعا صبح و مسا
ہر صبح و شام دعا میں یاد رکھنا
در اماں دار دبہ ایشاں ذُوالمنن
تا نیاید نزدِ ایشاں اضطرار
تاکہ بے چارگی ان کے قریب بھی نہ آئے
از غم و رنج و الم آزاد باد
رنج و غم اور مصائب سے آزاد رہے
یاد کُن اندر دعا ہر صبح و شام
ہر صبح و شام دعا میں انہیں یاد رکھو
بر زبان جاری شود نامِ خدا
زبان پر اللہ تعالیٰ کا نام جاری ہو۔(آمین)
دوستاں را ہم بعالَم شاد دار
دوستوں کو بھی دُنیا میں خوش رکھ
ہم ظفر باشد بعالَم با ظفرؔ
ظفر بھی جہان میں کامیاب رہے (آمین)

منظوم استقبالیہ

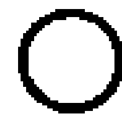
جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف

افتخارِ اہل سنت، ثروتِ اربابِ فن
نازشِ بزم ادب، سرمایۂ اہل سخن
اے نگارِ گلستاں، اے آبروئے انجمن
اے رہینِ دین و ملت، مایۂ اہلِ سخن

گوہر یکتائے حکمت، روحِ گلزارِ قلم
حضرت عبدالحکیم قادریِ محترم

شستہ اندازِ سخن، شائستہ اسلوبِ بیاں
فکر سنجیدہ، متانت آفریں رنگ زباں
دل نشیں طرزِ تکلم، پُرکشش حسنِ بیاں
پُر شکوہ الفاظ، مفہوم و معانی بھی عیاں

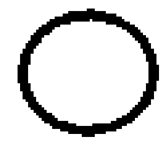
مرغ فردوس تخیل کی الگ پرواز ہے
کیا عجب ہے بانکپن کیا سوز ہے کیا ساز ہے؟



سیّدی واھاً لك شرّفتنا بالمقدم
كنت في أعماق قلبي أكرم من أكرم
أشرقت أنوار فضلك الكريم الاعظم
أينعت أثمار علمك العظيم الاكرم

قد بذلت جُهدك المسعودَ فی کسب العُلٰی

ظلّل اللہ تعالیٰ بالنجاح المکرم



اے کہ اوجِ بامِ گردوں پیشِ تو شرمندہ است
آفتابِ فضل از تنویرِ تو تابندہ است
کشت زارِ فضل از تحریرِ تو پایندہ است
شورشِ قلزم زسیلِ آہِ تو زایندہ است
مرحبا صد مرحبا اھلاً و سھلاً مرحبا
آمدی در صحنِ ما اھلاً و سھلاً مرحبا

صغیر اختر المصباحی الرامفوری
استاذ جامعہ نوریہ رضویہ
باقر گنج بریلی شریف

۲۰ رجب المرجب ۱۴۱۹ھ
۱۰ نومبر ۱۹۹۸ء

سپاسنامہ

پیش کردہ مولانا محمد شکیل مصباحی نوری

مدرس جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف

ماہر علم و فن رئیس القلم مفکر اسلام حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب قبلہ، لاہور، پاکستان، کی مورخہ ۱۰ر نومبر ۱۹۹۸ء بروز منگل بریلی شریف تشریف آوری پر جامعہ نوریہ رضویہ میں پُر جوش خیر مقدم۔ نیز جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ کی جانب سے آپکی خدمت میں

"ہدیہ تشکر وامتنان"

"شیخ الجامعہ، ناظم ادارہ، اساتذہ کرام، طلبہ اور جملہ حاضرین محفل"!

یہ روح پرور منظر، وجد آفرین لمحات، کیف و سرور میں ڈوبی ہوئی ساعات اور مقدس و مشرف دن ہمارے لئے باعث عز و افتخار اور سعاد تمندی و فیروز بختی کی تابندہ علامت اور روشن نشانی ہے کہ آج ہم یہاں جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف میں ایک ایسی مفخم و محتشم، بارونق و پُر وقار شخصیت کو استقبالیہ دینے، عقیدت و محبت کے پھول اور اپنے تاثرات و جذبات کا حسین گلدستہ پیش کرنے کیلئے حاضر ہوئے ہیں۔ جس نے امام عشق و محبت، مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی ہمہ گیر و عبقری شخصیت اور ان کی دینی و ملیّ، علمی و فنّی خدمات کو اجاگر کرنے اور ساری دنیا کے عوام و خواص بلکہ کالجوں اور یونیورسٹیوں تک پہنچانے میں اپنی تمامتر توانائیاں صرف کر دی ہیں اور ایک طویل عرصہ سے جس نے علمی دُنیا میں امام احمد رضا کے نام کا سکہ اپنوں اور غیروں کے اذہان و افکار پر جمار کھا ہے اور ان کے نوک قلم سے

نکلے ہوئے ہزار ہا علمی، تحقیقی ادبی اور فنی مسائل سے انھیں روشناس کرایا ہے۔ جسے آج دُنیا ـــ آبروئے علم وفن، شہنشاہِ قلم حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب قبلہ کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔ جنکی تصانیف، مقالات اُردو، عربی، تالیفات، تبصرے، تقدیمات اور مکاتیب و پیغامات پڑھکر اہلسُنت کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اور اغیار امام احمد رضا کے علم وفضل کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہتے، سچ ہے

"الفضل ما شهدت به الاعداء"

آج موصوف ہمارے درمیان جلوہ فگن اور ضو فشاں ہیں، جنکے دیدار سے ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک، جگر کو تازگی، قلوب کو فرح و سرور اور اذھان کو سکون واطمینان میسر ہو رہا ہے۔

ایک طرف بریلی شریف میں آستانہ رضویہ پر حاضری جہاں ان کے لئے سعادت و نیک بختی کا سرچشمہ ہے، وہیں دوسری جانب دیار رضا کے ایک عظیم ادارے جامعہ نوریہ رضویہ میں ان کا قدوم میمون ہمارے لئے سعادت و فیروز مندی کا اہم ذریعہ ہے۔

وقت کی قلت کے پیشِ نظر تفصیل میں نہ جاکر موصوف کے رشحات قلم کی ادنٰی سی جھلک ملاحظہ ہو۔

موصوف نے عقائد، اخلاق، سیرت و فضائل، افتاء، منطق، تاریخ، نقد، ترجمہ وغیرہ مختلف عناوین و موضوعات پر اپنی تصنیفات کے جواہر پارے پیش کئے ہیں، اور کئی کتابوں کا ترجمہ نہایت ہی انوکھے اور جدید طرز پر اُمت مسلمہ کو بیش قیمت تحفہ کے طور پر عطا کیا ہے۔ آپکی کچھ کتب کے اسماء درج ذیل ہیں:

☆الشرف المؤبد لآل محمد للنبھانی ☆کشف النور عن اصحاب القبور للنابلسی
☆وادلة اھل السنة والجماعة ☆اشعة اللمعات شرح مشکوٰة ✓

☆ تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ ☆ منطق میں عربی حاشیہ مرضاۃ ، حاشیہ مرقاۃ
☆ تحفہ نصائح ☆ بدائع منظوم ☆ کریما ☆ نام حق ☆ حاشیہ نحو میر وغیرہ

مختصر یہ کہ موصوف بے مثال مدرّس، محقق، مفکر، مدبر، مصنف اور شارح ہونے کے ساتھ ساتھ حدیث، تفسیر، فقہ، اصول فقہ، نحو، صرف، منطق و فلسفہ، بلاغت و عروض اور قدیم و جدید عربی ادب پر کامل مہارت و دسترس رکھتے ہیں۔ اور رئیس القلم، شہنشاہِ تحریر کے نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔

یہ ہے آپکی تصنیفات و تالیفات و تراجم کا اجمالی تعارف جس سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں اور واضح ہو جاتی ہے کہ آپ کا وجود مسعود ملّت اسلامیہ کی ایک عظیم امانت ہے۔

اِس پس منظر میں بلاشبہ رئیس القلم والتحریر، علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب قبلہ دامت برکاتھم القدسیہ کی بریلی شریف تشریف آوری نہایت ہی معنی خیز اور خاص اہمیت کی حامل ہے۔ اگر ان کی آمد پر یہاں اپنے احساسات و جذبات کی ترجمانی اور اپنے خیالات کا اظہار نہ کیا جاتا تو بڑی ناسپاسی ہوتی، نیز یہ ان کی کرم فرمائی و نوازش اور خلوص و محبت کی بین و واضح دلیل ہے کہ دیار رضا کے ایک عظیم ادارے جامعہ نوریہ رضویہ میں قدم رنجہ فرمایا اور جامعہ کے حسن انتظام کو بچشم خود ملاحظہ کیا، یہ ادارہ اہم مقاصد کی تکمیل اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت میں نمایاں کردار ادا کرنے کیلئے معرض وجود میں آیا ہے۔ جو مستقبل قریب میں ان شاء اللہ تعالیٰ مختلف حیثیات سے قابل قدر کارنامے انجام دے گا۔ یہ اپنے اندر اس وقت بھی کچھ خصوصیات لئے ہوئے ہے جس کا مختصر خاکہ اس طرح ہے۔

اس کے بانی تاج الاسلام جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ مفتی محمد اختر رضا خانصاحب قبلہ ازہری دامت برکاتہم العالیہ ہیں، اسکے شیخ الحدیث معتمد مفتی

اعظم ہند، استاذ العلماء، بقیہ السلف، حجتہ الخلف، نبیرۂ استاذ زمن حضرت علامہ شاہ تحسین رضا خانصاحب قبلہ مدظلہ النورانی ہیں۔ اس کے صدر المدرسین عین الفضل والفخار، رئیس محافل اهل العز و الوقار، مفکر اسلام حضرت علامہ مولینا محمد حنیف خانصاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ ہیں۔ اس کے ناظمِ اعلیٰ نبیرۂ اعلیٰ حضرت خلیفہ مفتئی اعظم ہند حضرت مولانا محمد منّان رضا خانصاحب، قبلہ منانی میاں ہیں۔ جو خانوادۂ رضا کے ایک اہم فرد اور عظیم شخصیت کے مالک ہیں جنہوں نے جامعہ کے فروغ واستحکام کی ذمہ داری پورے طور پر سنبھال رکھی ہے اور مستقبل قریب میں ان کے عزائم نہایت بلند ہیں اسکے ماسوا دیگر اساتذۂ کرام بھی اپنی ذمہ داریوں کو پورے طور پر انجام دینے میں مصروف ومنہمک ہیں۔ جنکی کل تعداد ۱۵ ہے۔

آخر میں جملہ اراکینِ جامعہ، اساتذہ کرام اور طلبہ کی جانب سے شرف ملّت کی خدمت میں ھدیۂ تشکر وامتنان پیش کررہا ہوں کہ آپ نے جامعہ نوریہ رضویہ تشریف لاکر ہماری ہمت افزائی کی اور ہم پر کرم فرمایا۔ ساتھ ہی ہم سب آپ کو اس سعادت عظمٰی پر ھدیہ تبریک پیش کرتے ہیں کہ جس عظیم شخصیت کے آپ عاشق صادق ہیں اس نے عالم جسمانی میں اپنے آستانے پر بُلا کر اپنے روضۂ انور کے انوار و تجلیات سے مشرف فرمایا۔

رَب کریم اپنے حبیبِ لبیب علیہ السلام کے صدقہ ان کے سایہ کو ہم سب اہلِ سنّت وجماعت پر صحت وسلامتی کے ساتھ قائم ودائم رکھے اور اہلِ سنّت وجماعت کو ان کی دینی وملّی خدمات سے بیش از بیش مستفید ومستفیض فرمائے۔ آمین!

بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم۔

مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری

پیدائش ۱۴/ اگست ۱۹۴۴ء بمقام مرزاپور ضلع ہوشیار پور میں ہوئی۔ قیامِ پاکستان کے بعد ان کے والد مولوی اللہ دتا صاحب انجن شیڈ، لاہور میں قیام پذیر ہوئے ہیں پرائمری تک تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں جامعہ رضویہ لائل پور میں ابتدائی کتب پڑھیں۔ کتبِ متوسط جامعہ نظامیہ رضویہ، لوہاری دروازہ، لاہور میں اور حدیث شریف سمیت آخری کتب اُستاد العلماء مولوی عطا محمد بندیالوی مد ظلہ سے دارالعلوم امدادیہ مظہریہ، بندیال ضلع سرگودھا میں پڑھیں۔ فراغت کے بعد ایک سال ۱۹۶۵ء میں جامعہ نعیمیہ، گڑھی شاہو لاہور میں مدرس رہے۔ دو سال جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور پھر چار سال جامعہ رحمانیہ ہری پور، ہزارہ اور دو سال اشاعت العلوم، چکوال میں صدر مدرس رہے۔

۱۹۷۴ء میں جامعہ نظامیہ رضویہ میں صدر مدرس اور ۱۹۷۵ء میں استاذ الحدیث مقرر ہوئے۔ "سوانح سراج الفقہاء" مطبوعہ مرکزی مجلس رضا، لاہور اور "یاد اعلیٰ حضرت" مطبوعہ ھری پور، "تذکرہ اکابر اہلسنت"، "حاشیہ کریما" و "نام حق" اور "حاشیہ مرقاۃ" وغیرہ کتابیں لکھیں۔

اچنت گڑھ نزد انجن شیڈ، لاہور میں مکتبہ رضویہ قائم کیا۔ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں مکتبہ قادریہ قائم کیا۔ ان کی کوششوں سے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مندرجہ ذیل رسائل طبع ہوئے :۔

☆الحجۃ الفائحۃ واتیان الارواح ☆ایذان الاجر ☆اقامتہ القیامہ

☆شرح الحقوق ☆غایۃ التحقیق ☆بذل الجوائز

☆رادالقحط والوباء + اعزالاکتناہ۔ ☆النیرۃ الوضیہ۔ [1]

[1] محمد دین کلیم، مؤرخ لاہور: ماہنامہ عرفات، لاہور شمارہ نومبر دسمبر ۱۹۷۵ء

مولانا عبدالحکیم شرف قادری

از پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

آپ ۱۳ر اگست ۱۹۴۴ء کو مرزا پور ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔

تقسیمِ ملک کے بعد لاہور آئے۔ والدِ گرامی مولوی اللہ دتہ صاحب علماء کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ بیٹے کو دینی تعلیم کیلئے وقف کر دیا۔ چنانچہ جامعہ رضویہ، لائل پور میں داخل ہوئے اور اِبتدائی دینی علوم کا مطالعہ کیا۔ اُس وقت کے اساتذہ مولانا منصور شاہ ____ مفتی محمد امین، حافظ احسان الحق ____ اور حاجی محمد حنیف سے استفادہ کیا۔ ۱۹۵۷ء میں جامعہ نظامیہ میں داخل ہوئے۔ صرف و نحو کی ابتدائی کتابوں سے لے کر ملا جلال تک مطالعہ کیا۔ مولانا مفتی عبدالقیوم، مولانا غلام رسول شیخ الحدیث اور مولانا شمس الزماں سے پڑھتے رہے۔ ۱۹۶۱ء میں بندیال کے مدرسہ امدادیہ مظہریہ میں "حسامی"۔ "قاضی مبارک" "خیالی" اور "صحاح ستہ" کا مطالعہ کیا۔ ۱۹۶۴ء میں سند فضیلت لی۔ ۱۹۶۵ء میں جامعہ نعیمیہ، لاہور میں مدرّس ہوئے۔ ۶۵۔۱۹۶۶ء جامعہ نظامیہ، لاہور میں مدرّس رہے۔ اِن دنوں جامعہ نظامیہ، لاہور کے صدر مدرّس اور استاذ الحدیث ہیں۔

مفتی اعجاز ولی خاں مرحوم کے جانشینِ خطابت ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے رسائل کو بڑی نفاست سے چھپوایا۔ مکتبہ رضویہ، مکتبہ قادریہ قائم کئے۔ "حاشیہ نام حق"۔ "کریما"۔ "مرقاۃ" آپ کی درسی تالیفات ہیں۔ "تذکرہ اکابر اہل سنت" ترتیب دے رہے ہیں۔ [1]

---

[1] اقبال احمد فاروقی، پیرزادہ: تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت، حاشیہ ص ۳۱۰، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء

مولانا عبدالحکیم شرف قادری لاہوری

از شریف احمد شرافت نوشاہی

۲۳ رشعبان ۱۳۶۳ھ / ۱۳راگست ۱۹۴۴ء کو مرزاپور ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد ان کے والد مولوی اللہ دتا صاحب انجن شیڈ لاہور میں قیام پذیر ہوئے۔ انہوں نے پرائمری تک تعلیم حاصل کی۔[۳] بعد ازاں جامعہ رضویہ، لائل پور میں ابتدائی کتب پڑھیں۔ اس وقت کے اساتذہ مولانا منصور شاہ، مفتی محمد امین، حافظ احسان الحق، حاجی محمد حنیف سے استفادہ کیا۔ ۱۳۷۶ھ / ۱۹۵۷ء میں جامعہ نظامیہ، لاہور میں داخل ہوئے۔ صرف و نحو کی کتابوں سے لے کر ملّا جلال تک مطالعہ کیا۔ مولانا مفتی عبدالقیوم، مولانا غلام رسول شیخ الحدیث اور مولانا شمس الزماں سے پڑھتے رہے۔ ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء میں دارالعلوم امدادیہ مظہریہ بندیال، ضلع سرگودھا میں چلے گئے۔ آخری کتب "حسامی"۔ "قاضی مبارک"۔ "خیالی" اور "صحاح ستہ" وغیرہ استاذ العلماء مولانا عطا محمد سے پڑھیں۔ ۱۳۸۴ھ / ۱۹۶۶ء میں جامعہ نظامیہ، لاہور میں مدرّس رہے۔ ۱۳۸۸ھ / ۱۹۶۸ء میں دارالعلوم رحمانیہ ہری پور اور ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء میں مدرسہ اشاعت العلوم چکوال میں صدر مدرس رہے۔[۴]

۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء میں جامعہ نظامیہ رضویہ میں صدر مدرس اور ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء میں استاذ الحدیث مقرر ہوئے۔ تاحال اسی منصب پر فائز ہیں۔

میرے خاص کرم فرما ہیں۔ میں (شرافت) جب لاہور جاؤں تو ان سے اکثر ملاقات ہوتی رہتی ہے۔ نیک اخلاق، بزرگوں کے محب، عاشقانِ غوثِ اعظم سے ہیں۔

۳۔ ماہنامہ عرفات، لاہور، شمارہ نومبر دسمبر ۱۹۷۵ء
۴۔ اقبال احمد فاروقی، پیرزادہ: تذکرہ علمائے اہل سنت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء

مؤدب، متواضع ہیں۔

تصنیفات :

مولانا شرف صاحب کی تصانیف (اور مطبوعات) سے یہ کتابیں مشہور ہیں :۔

☆سوانح سراج الفقہاء (مطبوعہ مرکزی مجلس رضا، لاہور)

☆شرح کریما

☆تذکرہ اکابر اہل سنت (اس کا قطعہ تاریخ طباعت میں نے لکھا ہے)

☆یاد اعلیٰ حضرت

☆نام حق معہ حاشیہ فضل حق

☆سیف الجبار

☆اقامتہ القیامہ

☆ایذان الاجر

☆قوالی کی شرعی حیثیت

☆حاشیہ مرقاۃ

☆الکافی حاشیہ ایساغوجی ر ۵

۵۔ شرافت نوشاہی، سید : شریف التواریخ، جلد نمبر ۳ جزء نمبر ۱۲، مطبوعہ لاہور، اکتوبر ۱۹۸۴ء

تعارف صاحبِ "تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان"

از علامہ غلام رسول سعیدی، شارح مسلم شریف

حضرت مولانا محمد عبدالحکیم صاحب شرف ایک نوجوان عالم دین ہیں۔ ان کے دل میں سُنّیت کا بے پناہ درد ہے۔ مسلک کیلئے کام کرنے کی انتھک لگن اور بھرپور جذبہ رکھتے ہیں۔ مسلکِ اہلِ سُنت کی تبلیغ واشاعت کیلئے اپنے وسائل سے بڑھ کر کام کرتے ہیں۔ ان کے عزائم اور حوصلے بلند اور ان کی خدمات قابلِ رشک اور لائقِ تقلید ہیں۔

میں شرف صاحب سے زمانۂ تعلیم سے متعارف ہوں۔ جب نوری کتب خانہ کے سوا اہلِ سُنت کی تبلیغ واشاعت کا کوئی مرکز نہ تھا، کوئی قابلِ ذکر رسالہ تھا، نہ مکتبہ، تصنیف و تالیف اور اشاعت کے کام پر مکمل جمود طاری تھا، اس کے بر خلاف اغیار کے بے شمار رسائل، کتابیں اور پمفلٹ شائع ہو رہے تھے۔ شرف صاحب اس صورت حال پر اکثر افسوس کیا کرتے تھے۔ ان کا دل اِس جمود سے مضطرب رہتا تھا اور یہ خواہش دل میں کروٹیں لیتی رہتی تھی کہ اشاعت کے ذریعہ مسلک اہل سنت کی زیادہ سے زیادہ تبلیغ کی جائے۔

پھر چند سال بعد اہل سنت میں بیداری کی ایک لہر دوڑی۔ ملک میں کئی خوبصورت علمی اور معیاری ماہناموں کا اجرا ہوا۔ مختلف شہروں میں کئی نئے مکتبے قائم ہوئے۔ اسلاف اہلِ سُنت کی متعدد کُتب زیور طباعت سے آراستہ ہوئیں اور حال کے لکھنے والوں کو بھی حوصلہ ملا اور کئی نئی کتابیں مارکیٹ میں آگئیں۔ اس سلسلہ میں شرف صاحب نے بھی کئی اہم خدمات انجام دیں، جن کا تفصیلی ذکر آئندہ سطور میں آرہا ہے۔

شرف صاحب ۱۳ راگست ۱۹۴۴ء/۱۳۶۴ھ کو مرزا پور ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد ماجد مولوی اللہ دتہ صاحب ابنِ نور بخش ایک صوفی منش بزرگ ہیں۔ پہلے لاہور میں پرائمری تک پڑھا۔ اس کے بعد دینی علوم کی طرف متوجہ ہوئے

مولانا بچپن میں اکثر اپنے والد ماجد کے ساتھ مولانا غلام الدین رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور وہ انہیں پیار سے "علامہ" اور "فاضل لاہوری" کہا کرتے تھے اور یہ ان کی زبان ہی کا اثر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں واقعی علامہ بنا دیا ہے۔

پرائمری کے بعد شرف صاحب کو ان کے والد ماجد نے جامعہ رضویہ، لائلپور میں داخل کرا دیا جہاں وہ حضرت شیخ الحدیث قبلہ مولانا سردار احمد صاحب قدس سرہ، کی زیر نگرانی پڑھتے رہے اور خود ان سے بھی منطق کے ابتدائی رسالہ "صغریٰ" کو پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ جن اساتذہ سے مولانا نے وہاں تعلیم حاصل کی ان میں مولانا حافظ احسان الحق، مولانا سید منصور شاہ، مولانا حاجی محمد حنیف، مولانا حاجی محمد امین اور مولانا محمد عبداللہ جھنگوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اسماء قابلِ ذکر ہیں۔ اسی دوران مولانا جھنگوی کے ساتھ سیال شریف گئے اور وہاں مولانا صوفی حامد علی صاحب علیہ الرحمہ مہتمم مدرسہ نعمانیہ رضویہ، لیہ (مظفر گڑھ) سے "نحو میر" پڑھی۔

ابتدائی کتب لائلپور میں پڑھنے کے بعد متوسط کتب کی تعلیم کیلئے شرف صاحب جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں حضرت مولانا غلام رسول صاحب (حال شیخ الحدیث جامعہ رضویہ، لائلپور) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے علمی استفادہ کیا۔ اس مدرسہ میں اگرچہ مولانا نور محمد صاحب، مولانا شمس الزماں صاحب، مولانا محمد ایوب صاحب، اور مولانا غلام مصطفیٰ صاحب سے بھی چند کتابیں پڑھیں لیکن اکثر و بیشتر کتب حضرت مولانا غلام رسول صاحب اور حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم صاحب ہزاروی حال مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور و ناظمِ اعلیٰ تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان سے پڑھیں۔

بعد ازاں آخری کتب پڑھنے کیلئے مولانا شرف صاحب بندیال میں استاذ الاساتذہ حضرت مولانا حافظ عطا محمد صاحب (متعنا اللہ تعالیٰ بطول حیاتہم) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولانا نے تقریباً ہر فن میں حضرت سے استفادہ کیا ہے۔ نحو میں عبدالغفورو

تکملہ "بلاغت میں "مختصر معانی و مطول" "منطق میں "ملا جلال"، "رسالہ قطبیہ"، "قاضی اور حمد اللہ"۔ فلسفہ میں "میبذی"، "صدرا، اور شمس بازغہ"۔ علم هیئت میں "تصریح"۔ هندسہ میں "اقلیدس"۔ فقہ میں "هدایہ مکمل"۔ اصول فقہ میں "حسامی"، "مسلم الثبوت"۔ حدیث میں "مشکوٰۃ" و "ترمذی"۔ اور تفسیر میں "بیضاوی" پڑھی۔ ان کے علاوہ بعض کتابوں کا سماع بھی کیا ہے جن میں "بدیع المیزان، مرقاۃ، قال اقول، شرح تہذیب، قطبی مع میر، "ملا حسن" اور "رشیدیہ" شامل ہیں۔

حضرت علامہ بدیالوی دامت الطافہم درسی کتب پر بے پناہ عبور رکھتے ہیں۔ جب کسی کتاب کے کسی مقام کی تقریر کرتے ہیں تو یوں لگتا ہے کہ مصنف کے مقاصد ان کے بیان کے تابع ہیں۔ تقریر کے دوران ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کی سطریں ان کے الفاظ میں ڈھلتی جارہی ہیں۔ ان کی تدریس میں یہ خاصیت ہے کہ وہ جس فن کو پڑھاتے ہیں طالب علم میں اس فن کا صحیح شعور پیدا کردیتے ہیں۔ وہ استاذ گر استاد ہیں۔ جن خوش نصیبوں نے ان سے تعلیم حاصل کی ہے ان میں سے اکثر اس وقت ملک کے دینی مدارس میں چوٹی کی کتابیں پڑھا رہے ہیں۔ مولانا اشرف صاحب بھی حضرت کے ان تلامذہ میں ہیں جنھوں نے تعلیم و تدریس میں نہایت اونچا اور قابلِ فخر مقام حاصل کیا ہے۔

مولانا اشرف صاحب نے جنوری ۱۹۶۵ء میں جامعہ نعیمیہ، لاہور سے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا۔ ۱۹۶۶ میں اُن کے مربّی اور مشفق استاذ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب نے انہیں جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں بلا لیا۔ پھر ۱۹۶۷ء تک وہیں پڑھاتے رہے اسی دوران انہوں نے اپنی اشاعتی زندگی کا آغاز کیا اور "حاشیہ احمد حسن" جو "حمد اللہ" کا ایک معروف حاشیہ ہے اور عرصہ سے نایاب تھا، طبع کرایا۔ ۱۹۶۸ء میں جامعہ رحمانیہ، ہری پور کے ناظمِ اعلیٰ جناب صاحبزادہ طیّب الرحمان صاحب بصد اصرار مولانا کو مفتی صاحب سے اجازت لے کر ہری پور لے گئے۔

شرف صاحب چار سال تک ہری پور پڑھاتے رہے۔وہاں پر مولانا صدر مدرّس تھے۔ علاوہ ازیں افتاء کا کام بھی مولانا کے سپرد تھا۔ ہری پور کے دوران قیام مولانا نے متعدد تعمیری کام انجام دئے۔وہاں کے بکھرے ہوئے سنی علماء کو جمع کیا۔اور ''جمعیت علمائے پاکستان، سرحد'' قائم کی۔ مولانا ہی کو جمعیت کا ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ افتاء، تدریس اور تنظیمی کاموں کے علاوہ مولانا تصنیف و تالیف میں بھی لگے رہتے تھے۔ نیز اشاعت کی ذمہ داریاں بھی سنبھال لی تھیں۔ مولانا نے جمعیت کی طرف سے اس قلیل مدت میں ''فضائل اذکار''۔''الحجتہ الفائحہ''۔''بذل الجوائز''۔''نور الانوار''۔''یادِ اعلیٰ حضرت''۔''شرح الحقوق''۔''مسائل اہل سنت''۔''عقد الجید، اور ذکر بالجہر ''کتب شائع کیں۔ مولانا نے اپنے طرزِ تبلیغ سے لوگوں کے دلوں میں مسلکِ رضوی سے محبت پیدا کی۔اعلیٰ حضرت کی علمی اور تحقیقی خدمات سے انہیں متعارف کرایا اور پہلی مرتبہ ہری پور میں مولانا کی قیادت میں ''یوم رضا'' منایا گیا۔

چار سال بعد دسمبر ۱۹۷۱ء میں مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم، چکوال کے منتظمین کی ضرورت اور ان کے شدید اصرار پر مولانا چکوال چلے گئے اور وہاں تدریس اور تبلیغ کا سلسلہ شروع کر دیا۔وہاں کا ماحول بہت حوصلہ شکن اور مایوس کن تھا۔ طلبہ کی تعداد کم تھی۔ مخالفوں کی یورش تھی۔ تبلیغ و اشاعت کے ذرائع اور وسائل نہ تھے۔ لیکن مولانا حوصلہ ہارنے والوں میں سے نہیں تھے۔ ان کی ژرف نگاہی نے وہاں بھی جذبہ اور لگن رکھنے والے نوجوانوں اور فعال کارکنوں کو ڈھونڈ نکالا، وہاں بھی ''جماعت اہل سنت'' کی تنظیم قائم کر دی اور اشاعت دین کا کام شروع کر دیا۔

مولانا نے اگرچہ چکوال میں تھوڑا عرصہ قیام کیا اور دو ہی سال بعد وہاں سے لاہور آگئے لیکن اس عرصہ میں انہوں نے وہاں کے لوگوں میں سنیت اور رضویت کی روح پھونک دی۔ مولانا نے وہاں بھی بڑی دھوم دھام اور جوش و خروش سے ''یوم رضا'' منایا جماعت کی طرف سے دو رسالے ''راد القحط و الوباء'' اور ''غایۃ التحقیق''

81050

بھی شائع کیے۔

مولانا نے تبلیغ واشاعت کی خاطر ۱۹۶۷ء میں مکتبہ رضویہ بھی قائم کیا اس مکتبہ سے "حاشیہ احمد حسن بر حمد اللہ"۔ "اقامتہ القیامہ" ۔ "ایذان الاجر"۔ "قوالی کی شرعی حیثیت"۔ "الکافی حاشیہ ایساغوجی"۔ "شرح کریما"۔ "نام حق مع حاشیہ فضل حق"۔ اور "سیف الجبار" جیسے مفید رسائل، شروح اور حواشی شائع کیے۔

شرف صاحب بڑی مصروف زندگی گزارتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے وقت میں برکت رکھی ہے۔ اتنی ساری مصروفیات کے باوجود وہ تصنیف و تالیف کا اہم کام بھی کرتے ہیں۔ انہوں نے منطق کی مشہور و معروف کتاب "قاضی مبارک" پر حواشی لکھے ہیں۔ یہ حاشیہ ابھی طبع نہیں ہو سکا۔ "مرقاۃ" پر بھی عربی میں ایک مبسوط حاشیہ لکھا ہے جو چھپ چکا ہے۔

مولانا فضل حق خیر آبادی کی سوانح پر بھی مولانا نے بہت تحقیق کی ہے اور کافی مواد جمع کر لیا ہے۔ لیکن اس کی تبییض کی فی الحال فرصت نہیں ملی۔ "نام حق" پر "فضل حق" کے نام سے مفید اردو حاشیہ لکھا ہے۔ فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی سوانح میں "یادِ اعلیٰ حضرت" لکھی۔ بعض سوالات کے جواب میں "احسن الکلام فی مسئلتہ القیام" اور "مسائل اہل سنت" وغیرہ لکھے۔ حیلۂ اسقاط کے بارے میں "غایۃ الاحتیاط فی جواز حیلتہ الاسقاط" کے نام سے ایک رسالہ لکھا۔ مولانا سراج احمد خانپوری کی سوانح تحریر کی۔ یہ تمام کتابیں مختلف مکتبوں کی طرف سے شائع ہو چکی ہیں۔

علاوہ ازیں شرف صاحب نے "سیف الجبار" اور "باغی ہندوستان" پر تحقیقی اور مبسوط مقدمے لکھے ہیں۔ ملک کے مشہور اور متداول رسائل کی فرمائش پر وقت نکال کر مضامین بھی لکھتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور، ماہنامہ ترجمانِ اہل سنت، کراچی، ماہنامہ نور اسلام، شرقپور شریف، ماہنامہ عرفات، لاہور، اور دیگر رسائل میں

اکثر ان کی علمی، تحقیقی اور سوانحی نگارشات شائع ہوتی رہتی ہیں۔

تبلیغ و اشاعت کو وسعت دینے کے ارادے سے مولانا دسمبر ۱۹۷۳ء میں لاہور آگئے۔ یہاں آنے کے بعد مولانا نے مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب، مولانا محمد منشا تابش قصوری صاحب کے تعاون سے جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں "مکتبہ قادریہ" قائم کر دیا۔

قلیل عرصہ میں مولانا اس مکتبہ سے اعلیٰ حضرت کا رسالہ مبارکہ "النیرہ الوضیہ" مولانا محمد خلیل خاں برکاتی صاحب کی تصنیف "ہمارا اسلام" (پانچ حصے)، مولانا عبدالشاہد شروانی کی شہرہ آفاق تصنیف "باغی ہندوستان"، سو سالہ پرانی تاریخ "تاریخ تناولیاں" اور مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب کی تصنیف "کوثر الخیرات" شائع کر چکے ہیں۔

شرف صاحب نے تدریس کے میدان میں بھی یادگار قسم کی خدمات انجام دی ہیں۔ ان کے تلامذہ میں سے اکثر مختلف مدارس میں کام کر رہے ہیں۔ چند ایک یہ ہیں

☆ مولانا حافظ عطا محمد، مہتمم مدرسہ خوشاب

☆ مولانا عزیز اللہ صاحب، لاڑکانہ

☆ مولانا غلام نبی صاحب صدر مدرس مدرسہ حنفیہ سراج العلوم، گوجرانوالہ

☆ مولانا احمد دین صاحب، صدر مدرس توگیرہ شریف (حال لاہور)

☆ قاری عبدالرشید صاحب ، شیراکوٹ

☆ قاری عبدالرسول صاحب ، کوٹ اڈو

☆ مولانا محمد رفیق چشتی صاحب ، مؤلف شرح کریما

☆ مولانا عبدالرشید صاحب (راولپنڈی)

☆ مولوی سید محمد صاحب (آزاد کشمیر)

☆ مولوی عصمت اللہ صاحب، آزاد کشمیر

☆ صاحبزادہ حمید الدین صاحب، دواریاں

شرف صاحب کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ سے والہانہ عقیدت ہے، ان کے علاوہ صدر الشریعۃ مولانا امجد علی اعظمی، صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی اور محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد لائلپوری قدست اسرارہم سے بھی بہت عقیدت رکھتے ہیں۔ موجودہ علماء کرام میں حضرت سیّد احمد سعید کاظمی اور حضرت سیّد ابوالبرکات رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (م۔۲۰؍شوال ۱۳۹۸ھ/۲۴؍ستمبر ۱۹۷۸) سے ارادت رکھتے ہیں۔ حضرت سید ابوالبرکات علیہ الرحمہ کے دستِ حق پرست پر ۲۵؍مارچ ۱۹۷۰ء کو بیعت سے مشرف ہوئے۔ مولانا بہت ھنس مکھ، ملنسار اور بذلہ سنج ہیں طبعاً فیاض اور مہمان نواز ہیں۔بادی النظر میں لگتا ہے کہ شائد کم گو اور ریزرو قسم کے آدمی ہیں لیکن ان سے ملنے والا بہت جلد اپنی رائے بدلنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

۱۹۶۳ء میں مولانا کی شادی ہو گئی تھی۔ اب ماشاء اللہ دو صاحبزادے مسمّٰی ممتاز احمد قادری اور مشتاق احمد قادری ہیں۔اس کے علاوہ دو صاحبزادیاں بھی ہیں۔ مولانا اپنی مصروفیات کے باعث بچوں کے ساتھ زیادہ وقت نہیں گزار سکتے اور اہل و عیال کے حقوق کا بیشتر حصہ بھی مسلک کی خدمت کی نذر ہو جاتا ہے۔

علامہ ارشد القادری مدظلہٗ العالی مولانا محمد منشا تابش قصوری کے نام ایک مکتوب محررہ ۱۳؍فروری ۱۹۷۹ء میں لکھتے ہیں:۔

"کل "الحدیقۃ الندیۃ" کی زیارت سے نگاہیں شاداب ہوئیں۔دل مسرور ہوا مولانا شرف قادری کا کلمۂ تقدیم اپنے معاصرین کیلئے بھی کلمۂ تقدیم ہے۔خدا پردۂ غیب سے اس امام کا مقتدی پیدا کرے۔بڑا ہی پُر مغز، جاندار، فکر انگیز اور معلوماتی مقدمہ ہے۔زبان سے بھی عجمیت نہیں ٹپکتی۔خدائے قدیر آپ حضرات کو جزائے

خیر عطا کرے اور آپ لوگوں پر غیبی وسائل کے دروازے کھول دے۔ علم و دانش کے اعزاز و تکریم کی بڑی اچھی طرح ڈالی ہے آپ حضرات نے۔"

اخیر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ شرف قادری صاحب کے علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے۔ ان کی جملہ خدمات اور مساعی کو اپنی بارگاہ میں مقبول اور مشکور فرمائے اور قوم کے نوجوانوں کو مسلک کی خدمت کیلئے وہی درد عطا فرمائے جس سے مولانا کا دل آباد رہتا ہے۔ آمین! یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ [1]

---

[1] غلام رسول سعیدی، علامہ: تعارف صاحب تذکرہ اکابر اہل سنت، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۶ء

مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری

از مولانا محمد منشا تابش قصوری

حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری اہل سنت و جماعت کی ایک معروف شخصیت ہیں۔ جن کی تحقیقی ، علمی ، تاریخی کاوشیں اظہر من الشمس ہیں۔ بڑے وسیع القلب اور شفیق و مخلص انسان ہیں۔ اہل سنت و جماعت کے تحریری خلا کو محسوس فرماتے ہوئے انہوں نے ایک عرصہ سے اس محاذ پر کام کیا اور آج یہ عالم ہے کہ اہل سنت و جماعت نے اس میدان میں قابل فخر کارنامے انجام دے کر مخالفین کو حیران و ششدر کر دیا ہے۔ آپ بہت سی تاریخی ، درسی ، فقہی (عربی ، اردو ، فارسی) کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ کی ضخیم و عظیم تاریخی کتاب " تذکرہ اکابر اہل سنت " کو عوام و خواص میں بڑی پذیرائی حاصل ہو چکی ہے۔ آپ استاذ العلماء علامہ عطا محمد صاحب چشتی بندیالوی کے تلامذہ میں سے ہیں۔ خلیفہ امام اہل سنت احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا سید ابو البرکات سے شرفِ نسبت رکھتے ہیں۔

دار العلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ، مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم ، چکوال میں آپ نے تدریسی خدمات انجام دیں۔ آخر مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ کے ایماء پر جامعہ نظامیہ رضویہ میں چلے آئے اور حضرت مفتی صاحب نے آپ کی فنی صلاحیتوں کے باعث آپ کو جامعہ کے صدر المدرسین کا عہدہ تفویض فرمایا۔

تدریس کے ساتھ ساتھ آپ نے تحریری میدان میں کمی نہیں آنے دی بلکہ اسے بامِ عروج پر پہنچانے کیلئے ایک وسیع منصوبہ مرتب کیا اور چند ساتھیوں کی شرکت سے مکتبہ قادریہ قائم فرمایا۔ ن مکتبہ قادریہ اہل سنت و جماعت کے اشاعتی اداروں میں بلند مقام رکھتا ہے۔ مولانا شرف قادری مدظلہ کی تربیت سے طلباء کرام کے تحریری ذوق میں

خاصا اضافہ ہوا ہے۔ بعض ہونہار طلباء نے اپنی گرہ سے قابلِ قدر رسائل شائع بھی کیے۔ اسی طرح آپ کے فیوض سے طلباء میں عشقِ مصطفےٰ علیہ السلام کی دولت بڑھ رہی ہے۔ جب تحریکِ نظامِ مصطفےٰ شروع ہوئی تو آپ جانثاری کیلیے بیقرار نظر آتے۔ بارہا گرفتاری پیش کرنے کی تیاری کی۔ خصوصاً جب قائدِ اہلِ سُنت مولانا شاہ احمد نورانی کو بھٹو کے حکم پر گرفتار کر لیا گیا، اس روز بڑے بیتاب ہوئے، اُسی روز آپ کے خُسر صاحب کا وصال ہو گیا۔ مگر اپنے خسر کے وصال سے زیادہ مولانا شاہ احمد نورانی کی گرفتاری سے متاثر تھے۔ اور راقم الحروف سے کہنے لگے۔

"اب ہمیں بھی گرفتاریاں پیش کرنی چاہیں۔" میں نے جواباً کہا!

"اگر ہماری گرفتاری تحریک کیلیئے باہر رہنے سے زیادہ موثر ہے تو اس پر فوری عمل کیلیئے تیار ہوں۔ مگر جذبات پر قابو رکھیے اور سوچیے تحریک کیلیئے آپ کا باہر رہنا از حد ضروری ہے کیونکہ طلباء جو تحریک کا ایک کردار بن چکے ہیں۔ ان کی تربیت اور ان کو ہدایات سے نوازنا اور ان کے حوصلے بڑھانا گرفتاری سے بھی اہم ہے۔"

چنانچہ آپ نے میری اس بات کو پسند کیا اور جیل سے باہر ہی طلباء کو گائڈ کرتے رہے۔ آپ نے متعدد جلوسوں میں شرکت فرمائی۔ خصوصاً تحریکِ نظامِ مصطفےٰ کے جواز میں اکابر علماء اہلِ سُنت نے جو فتویٰ جاری کیا۔ اس فتویٰ کے محرک آپ ہی ہیں۔ اور فتویٰ کا مضمون آپ نے ہی ترتیب دیا۔ جس پر اکابر علماء نے اپنے اپنے دستخط ثبت فرمائے جسے بعد میں اشتہارات کے ذریعہ مشتہر کیا گیا اور فتویٰ نے تحریک کو مزید جِلا بخشی۔ تاریخ میں آپ کا یہ کارنامہ ہمیشہ یاد رہے گا۔ [1]

---

[1] محمد منشا تابش قصوری، مولانا: تحریکِ نظامِ مصطفےٰ اور جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور مطبوعہ لاہور اپریل ۱۹۷۸ء

فاضل نوجوان مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری

از علامہ محمد صدیق ہزاروی

میدان تحریر و تدریس کے شاہسوار حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری ابن مولانا اللہ دتہ بن نور بخش ۱۳۶۴ھ / ۱۹۴۴ء میں بمقام مرزاپور ضلع ہوشیار پور پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ ماجد ایک متقی اور پابندِ شریعت بزرگ ہیں۔ حضور پُر نور سید عالم ﷺ سے عشق اور اولیاء کرام سے محبت ان کے افعال اور اعمال میں نمایاں دیکھی جا سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی اولاد کی صحیح تربیت اسی نہج پر فرمائی ہے۔ چنانچہ ان کی دین سے والہانہ محبت کا نتیجہ ہے کہ حضرت علامہ شرف قادری کو خاص طور پر علومِ اسلامیہ کی تعلیم سے آراستہ کیا جن کی صلاحیتوں کا زمانہ معترف ہے۔

قیامِ پاکستان کے وقت آپ کا خاندان ہجرت کر کے لاہور پہنچا۔ آپ کے والد ماجد مستقل طور پر یہیں مقیم ہو گئے۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً چار سال کے لگ بھگ تھی آپ نے پرائمری تک تعلیم لاہور میں حاصل کی۔ پھر علومِ اسلامیہ کی تعلیم کیلئے آپ کو والدِ ماجد نے جامعہ رضویہ فیصل آباد داخل کرا دیا۔ جہاں آپ نے حضرت محدّثِ اعظم مولانا محمد سردار احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگرانی میں درسِ نظامی کا نصاب شروع کیا۔ خود ان سے بھی منطق کا ابتدائی رسالہ "صغریٰ" پڑھنے کا اتفاق ہوا۔

فیصل آباد میں آپ نے مولانا حافظ احسان الحق، سید منصور شاہ، مولانا حاجی محمد حنیف، مولانا حاجی محمد امین اور مولانا محمد عبداللہ جھنگوی علیہ الرحمہ (م۔ ۲۵ ذوالحجہ ۱۳۹۳ھ) کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔

۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۶ھ / ۲ جنوری ۱۹۵۷ء کو آپ سیال شریف پہنچے اور وہاں حضرت مولانا صوفی حامد علی رحمہ اللہ (م۔ ۱۹ رجب ۱۳۹۶ھ / ۱۶ جولائی

۱۹۷۶) مہتمم مدرسہ نعمانیہ رضویہ، لیہ ضلع مظفر گڑھ سے نحو میر پڑھی، علاوہ ازیں حضرت مولانا محمد اشرف سیالوی حال شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور سے بھی کچھ اسباق پڑھے

متوسط کتب کی تعلیم کیلئے آپ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں حضرت مولانا غلام رسول حال شیخ الحدیث جامعہ رضویہ، فیصل آباد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے علمی استفادہ کیا۔ اس دارالعلوم میں اگرچہ آپ نے مولانا نور محمد، مولانا شمس الزماں، مولانا محمد ایوب اور مولانا غلام مصطفیٰ سے بھی چند کتابیں پڑھیں۔ لیکن اکثر و بیشتر کتب کی تعلیم حضرت مولانا غلام رسول اور حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ناظمِ اعلیٰ تنظیم المدارس (اہلِ سنت پاکستان) سے حاصل کی۔

بعد ازاں آخری کتب پڑھنے کیلئے مولانا شرف قادری، بندیال میں استاد الاساتذہ حضرت مولانا عطا محمد بندیالوی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہاں آپ نے تقریباً ہر فن میں استفادہ کیا۔ نحو میں "عبدالغفور" و "تکملہ" ---بلاغت میں "مختصر المعانی" و "مطول" ---منطق میں "مُلّا جلال"، "رسالہ قطبیہ"، "قاضی" اور "حمد اللہ" ---فلسفہ میں "میبذی"، "صدرا" اور "شمس بازغہ" ---علم ہیئت میں "تصریح" ---ہندسہ میں "اقلیدس" ---فقہ میں "ھدایہ مکمل" ---اصول فقہ میں "حسامی" و "مسلم الثبوت"، حدیث میں "مشکوٰۃ" و "ترمذی" اور --- تفسیر میں "بیضاوی" پڑھی۔ اس کے علاوہ بعض کتب کا سماع بھی کیا جن میں "بدیع المیزان" ---"مرقاۃ" ---"قال اقول" --- "شرح تہذیب" --- قطبی مع میر" ---"مُلّا حسن" اور ---"رشیدیہ" شامل ہیں۔

علامہ شرف قادری نے تدریسی زندگی کا آغاز ۱۹۶۵ء میں جامعہ نعیمیہ لاہور سے کیا۔ ۱۹۶۶ء میں حضرت استاذ العلماء مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی نے انہیں جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں بلا لیا۔ جہاں انہوں نے ۱۹۶۷ء تک تدریسی فرائض سرانجام دئے

۱۹۶۸ء میں پیر طریقت حضرت صاحبزادہ محمد طیّب الرحمان چھوہروی آپ

کو حضرت مفتی صاحب کی اجازت سے دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور لے گئے۔ جہاں آپ نے صدر مدرس اور مفتی کی حیثیت سے چار سال تک کام کیا۔

دسمبر ۱۹۷۱ء میں مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم، چکوال کے منتظمین کی دعوت اور شدید اصرار پر چکوال آگئے۔ یہاں دو سال تک فرائض تدریس انجام دیئے۔

۱۹۷۳ء میں آپ لاہور آئے اور دوبارہ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں صدر مدرس اور استاذ الحدیث مقرر ہوئے۔

ہری پور میں قیام کے دوران آپ نے وہاں کے بکھرے ہوئے سنی علماء کو جمع کیا اور وہاں "جمعیت علماء سرحد، پاکستان" کے نام سے ایک تنظیم قائم کی۔ آپ ہی کو جمعیت کا ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا اور دیگر تبلیغی امور کے علاوہ پہلی مرتبہ آپ کی قیادت میں ہری پور کے سُنیوں نے امام اہلِ سُنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ العزیز کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے "یومِ رضا" منایا۔

چکوال میں بھی آپ نے نوجوان اور فعال کارکنوں کو اکٹھا کر کے "جماعتِ اہلِ سُنت، چکوال" قائم کی اور وہاں کے لوگوں میں سُنیت اور رضویت کی روح پھونک دی اور بڑی دھوم دھام سے "یومِ رضا" منایا گیا۔

مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری نے ہری پور قیام کے دوران اپنی اشاعتی زندگی کا باضابطہ طور پر آغاز کیا۔ نیز مکتبہ رضویہ، لاہور قائم کر کے آپ نے "حاشیہ مولانا احمد حسن برحمہ اللہ"----"اقامتہ القیامہ"----"ایذان الاجر"----"الکافی شرح ایساغوجی"----"نام حق مع حاشیہ فضل حق"----"شرح کریما"---- اور "سیف الجبار" ایسے مفید رسائل، شروح اور حواشی شائع کیے۔

"جمعیت علماء پاکستان، سرحد" کی طرف سے "فضائل اذکار"----- "الجنۃ الفاتحہ"----"بذل الجوائز"----"نور الانوار"----"یادِ اعلیٰ حضرت"

---"شرح الحقوق"---"مسائلِ اہل سنت"---"عقد الجید"---اور" ذکر بالجہر"
ایسی عقائدِ اہلِ سُنت پر مشتمل کتابیں شائع کیں۔

تبلیغ واشاعت کو وسعت دینے کے ارادے سے آپ نے دسمبر ۱۹۷۳ء میں دار العلوم جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں حضرت مولانا محمد عبدالقیوم ہزاروی، مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری اور مولانا الحاج محمد جعفر ضیائی کے تعاون سے "مکتبہ قادریہ" قائم کیا۔ اور قلیل عرصہ میں مکتبہ قادریہ، لاہور کی طرف سے مندرجہ ذیل کتب شائع ہوئیں :۔

۱۔	النیرۃ الوضیہ	از امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز
۲۔	ہمارا اسلام (پانچ حصے)	از مولانا مفتی خلیل خان برکاتی
۳۔	باغی ہندوستان	از مولانا عبدالشاہد شروانی
۴۔	تاریخ تناولیاں	(سو سالہ پرانی تاریخ)
۵۔	کوثر الخیرات	از مولانا محمد اشرف سیالوی
۶۔	تذکرۃ المحدثین	از مولانا غلام رسول سعیدی
۷۔	ذکر بالجہر	از مولانا غلام رسول سعیدی
۸۔	محمدؐ "نور"	از مولانا محمد منشا تابش قصوری
۹۔	اغثنی یا رسول اللہ	از مولانا محمد منشا تابش قصوری
۱۰۔	مقامِ سُنت	از مولانا محمد مشتاق احمد چشتی
۱۱۔	المبین	از مولانا سید سلیمان اشرفؒ

مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری جہاں تدریسی و تقریری صلاحیتوں سے بہرہ ور ہیں، وہاں اللہ تعالیٰ نے فنِ تحریر کا بھی ملکہ ودیعت فرمایا ہے۔ چنانچہ مختلف رسائل و جرائد میں آپ کے تحقیقی مضامین کی اشاعت اس بات پر شاہدِ عادل ہیں۔

"الحدیقۃ الندیہ "----" حاشیہ امام فضل حق خیر آبادی" ----دو اہم فتوے"----"سیف الجبار"----اور "باغی ھندوستان" پر مبسوط مقدمے آپ کی تحریری خوبیوں کا منہ بولتا ثبوت ہیں اور اس پر طرہ یہ کہ آپ نے تدریس کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل کتب تصنیف فرمائیں :-

☆یاد اعلیٰ حضرت (اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ کی سوانح

☆حاشیہ کریما ☆فضل حق حاشیہ نام حق ☆احسن الکلام فی مسئلۃ القیام

☆مسائل اہلِ سُنّت ☆حاشیہ مرقاۃ (عربی) ☆غایۃ الاحتیاط فی جواز حیلۃ الاسقاط

☆تذکرہ اکابر اہل سنت، پاکستان ☆سوانح سراج الفقہاء [8]

(یہ مقالہ امام احمد رضا نمبر اور انوار رضا میں شائع ہو چکا ہے)

☆ترجمہ : کشف النور عن اصحاب القبور (از علامہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی)

☆حواشی قاضی مبارک (غیر مطبوعہ)

۲۵ / مارچ ۱۹۷۰ء کو آپ نے حضرت مفتی اعظم پاکستان ابو البرکات سید احمد رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور تبرکاً سندِ حدیث بھی حاصل کی۔

۱۹۶۳ء میں آپ کی شادی ہوئی۔ اس وقت آپ کے تین صاحبزادے ممتاز احمد، مشتاق احمد، نثار احمد اور دو صاحبزادیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اولاد کو اسلاف کا نمونہ بنائے۔ آمین!

آپ کی تدریسی زندگی میں بے شمار طلباء نے اکتسابِ فیض کیا۔ تاہم چند مشہور تلامذہ یہ ہیں :-

---

[8] شائع کردہ مرکزی مجلس رضا، لاہور

☆ مولانا حافظ عطا محمد، مہتمم مدرسہ خوشاب

☆ قاری عبدالرسول، کوٹ ادو

☆ مولانا عزیز اللہ، ڈسٹرکٹ خطیب لاڑکانہ، سندھ

☆ مولانا غلام نبی، صدر مدرس مدرسہ حنفیہ سراج العلوم، گوجرانوالہ

☆ مولانا احمد دین، صدر مدرس تونسہ شریف

☆ مولانا محمد عصمت اللہ، آزاد کشمیر

☆ قاری عبدالرشید، ناظم اعلیٰ مدرسہ شیر اکوٹ، لاہور

☆ مولانا محمد رفیق چشتی، مولف " شرح کریما"

☆ صاحبزادہ حمید الدین ، دواریاں، آزاد کشمیر [9]

---

[9] محمد صدیق ہزاروی، مولانا: تعارف علمائے اہل سنت، ص ۱۴ تا ۱۸، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء

مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری

از سید محمد عبداللہ قادری

جناب مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب کا شمار موجودہ دور کے فاضل ترین افراد میں ہوتا ہے۔ وہ جہاں درس علوم اسلامیہ کے مستند استاد ہیں وہاں تصنیف و تالیف کی دنیا میں بھی اہم مقام کے مالک ہیں۔ ان کے علمی کارناموں کا اجمالی خاکہ ذیل میں دیا جارہا ہے۔

تصانیف:

نمبر شمار	نام کتاب	ناشر	سن اشاعت
۱۔	یادِ اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہٗ	مکتبہ قادریہ، لاہور	
۲۔	تذکرہ اکابر اہلِ سنت (پاکستان)۔	مکتبہ قادریہ، لاہور	
۳۔	سوانح سراج الفقہاء مع فتویٰ مبارکہ امام احمد رضا	مرکزی مجلس رضا، لاہور	
۴۔	احسن الکلام فی مسئلۃ القیام	ہری پور ہزارہ	
۵۔	مسائلِ اہلِ سنت جواب مسائلِ نجدیت	ہری پور ہزارہ	
۶۔	غایۃ الاحتیاط فی مسئلۃ حیلۃ الاسقاط	ہری پور ہزارہ	
۷۔	سُنّی کانفرنس، ملتان (پس منظر)	مکتبہ قادریہ، لاہور	۱۹۷۸ء
۸۔	سُنّی کانفرنس، ملتان (روئیداد)	مکتبہ قادریہ، لاہور	۱۹۷۹ء

مطبوعہ تراجم:

۱۔ الجنۃ الفائحہ، تصنیف امام احمد رضا بریلوی ہری پور ہزارہ

۲۔ نورالانوار (مسئلہ نور) مولانا عبدالحق غورغشتی، ہری پور ہزارہ

۳۔ کشف النور عن اصحاب القبور،
علامہ عبدالغنی نابلسی — مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور ۱۹۷۸ء

۴۔ تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ تصنیف — شاہ عبدالحق محدث دہلوی ۱۹۷۹ء
علامہ فضل حق خیرآبادی — اکیڈمی، بندیال

۵۔ الشرف المؤبد لآل محمد
علامہ یوسف بن اسماعیل — رضا پبلی کیشنز، لاہور

۶۔ حاشیہ بدائع منظوم — مکتبہ قادریہ، لاہور ۱۹۸۲ء

مطبوعہ حواشی :

ا۔ المرضاۃ حاشیہ مرقاۃ منطق (عربی)	مکتبہ قادریہ، لاہور	۱۹۷۸ء
۲۔ فضل حق حاشیہ نام حق (اردو)	مکتبہ قادریہ، لاہور	۱۹۸۵ء
۳۔ حاشیہ کریما (اردو)	مکتبہ قادریہ، لاہور	۱۹۸۴ء
۴۔ حاشیہ تحفہ نصائح (اردو)	مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور	۱۹۸۰ء

غیر مطبوعہ تراجم :

ا۔ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات، علامہ محمد مہدی فاسی

غیر مطبوعہ حواشی :

ا۔ قاضی مبارک (عربی)	۲۔ مطول (عربی)
۳۔ حمداللہ (اردو)	۴۔ صدرا (اردو)
۵۔ میر زاہد رسالہ قطبیہ (اردو)	۶۔ میبذی ناتمام (اردو)

مبسوط مقدمات :

ا۔ سیف الجبار (شاہ فضل رسول بدایونی) مکتبہ رضویہ، لاہور

۲۔ باغی ہندوستان (علامہ فضل حق خیرآبادی) مکتبہ قادریہ، لاہور

۳۔ دواہم فتوے۔ (امام احمد رضاؒ، مولوی اشرف علی) مکتبہ قادریہ، لاہور

۴۔ الحدیقۃ الندیہ، عربی (علامہ عبدالغنی نابلسی) مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد

۵۔ حاشیہ قاضی مبارک (علامہ فضل حق خیرآبادی) ضیاء شمس الاسلام، سیال شریف

۶۔ غایۃ التحقیق (امام احمد رضا بریلوی) مکتبہ قادریہ، لاہور

۷۔ تحقیق الفتوی (علامہ فضل حق خیرآبادی) شاہ عبدالحق اکیڈمی، بندیال

۸۔ مدارج النبوۃ (فارسی) شاہ عبدالحق محدث دہلوی مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر

۹۔ فوائد مکیہ مع حاشیہ لمعات شمسیہ (قاری عبدالرحمٰن مکی) نوری کتب خانہ لاہور

۱۰۔ قوالی کی شرعی حیثیت، علامہ عطا محمد گولڑوی بندیالوی مکتبہ رضائے حبیب، مرید کے

۱۱۔ شفاء قاضی عیاض مکتبہ نبویہ، لاہور

۱۲۔ مرأۃ التصانیف، حافظ عبدالستار سعیدی مکتبہ قادریہ، لاہور

مندرجہ بالا کے علاوہ اسلامی موضوعات پر شرف صاحب کے درجنوں مقالے ملک کے اعلیٰ علمی اور دینی رسائل و جرائد میں شائع ہو چکے ہیں۔

مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری ۱۹۴۴ء کو بمقام مرزاپور ضلع ہوشیار پور (مشرقی پنجاب) پیدا ہوئے۔ باپ کا اسمِ گرامی مولوی اللہ دتہ ہے۔ مولوی صاحب ۱۹۴۷ء میں اپنے بیوی بچوں سمیت ہجرت کر کے لاہور میں آباد ہو گئے۔

شرف صاحب ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۱ سال کی عمر میں جامعہ رضویہ، فیصل آباد میں داخل ہوئے۔ جہاں فارسی اور صَرف کی اِبتدائی کُتب حافظ محمد احسان الحق، مولانا سید منصور شاہ اور مولانا محمد عبداللہ سے پڑھیں۔ یہاں ہی آپ نے منطق کی ابتدائی کتاب (صغریٰ) محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری رضوی رحمتہ اللہ علیہ سے پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔

۱۹۵۷ء میں چند ماہ سیال شریف کے مدرسہ ضیاء شمس الاسلام میں مولانا صوفی حامد علی علیہ الرحمہ (م۔۱۹۷۶ء) سے نحو کی چند کتابیں پڑھیں۔

۱۹۵۸ء میں جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں داخل ہوئے۔ جہاں آپ کو مولانا شمس الزماں قادری، مولانا محمد ایوب، مولانا غلام مصطفٰے، مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی اور مولانا غلام رسول جیسے فاضل اور مشاہیر اساتذہ سے ادب، منطق، نحو اور فقہ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔

۱۹۶۱ء میں بندیال شریف ضلع خوشاب کے دینی مدرسہ مظہریہ امدادیہ میں داخل ہوئے۔ جہاں آپ نے استاذ الاساتذہ مولانا عطا محمد بندیالوی سے منطق، فلسفہ، عقائد، معانی، ھیئت، ھندسہ، فقہ اور اصولِ فقہ کی آخری کتابیں پڑھیں اور تفسیر و حدیث کا درس بھی لیا۔ بندیال شریف میں تدریس کے زمانہ میں جب آپ کے استاذِ مکرم مولانا عطا محمد صاحب مدظلہٗ العالی حج کیلئے حجاز مقدس تشریف لے گئے تو آپ نے چند ماہ سیال شریف میں رہ کر مولانا محمد اشرف سیالوی سے "مسلم الثبوت"، "سراجی" اور "شرح وقایہ" کا درس لیا۔

دینی علوم کی تکمیل کے بعد آپ نے تدریسی زندگی کا آغاز ۱۹۶۵ء میں جامعہ نعیمیہ، لاہور سے کیا۔ ایک سال بعد جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں تشریف لے آئے، جہاں دو سال تک تدریسی خدمات سرانجام دیں۔

۱۹۶۸ء میں حضرت صاحبزادہ محمد طیب الرحمٰن چھوہروی کے اصرار پر دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور میں چار سال تک بطور صدر مدرس کام کیا۔

۱۹۷۱ء میں احباب چکوال کی دعوت پر مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم میں بطور صدر مدرس تشریف لے گئے اور دو سال تک خدمات سرانجام دیں۔

۱۹۷۳ء میں اپنے استاذِ مکرم مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور کے اِرشاد پر لاہور تشریف لے آئے۔ اور اُس وقت سے لے کر اب تک یہاں

بطور صدر مدرس اور استاذالحدیث خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

۲۵ر مارچ ۱۹۷۰ء کو آپ نے مفتئی اعظم پاکستان ابوالبرکات سید احمد قادری علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ تبرکاً سندِ حدیث بھی حاصل کی۔

۱۹۷۴ء میں مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، مولانا محمد منشا تابش قصوری، الحاج محمد جعفر ضیائی، کے تعاون سے آپ نے مکتبہ قادریہ قائم کیا، جہاں سے اس وقت تک دینی علوم پر بکثرت کتابیں شائع ہو چکی ہیں، شرف قادری صاحب مکتبہ قادریہ، لاہور کے ناظم اعلیٰ کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

۱۹۸۰ء میں آل پاکستان سُنی رائٹرز گلڈ کا اجلاس ہوا تو آپ گلڈ کے صدر چنے گئے شرف صاحب اردو، فارسی اور عربی زبان پر مکمل عبور رکھتے ہیں۔ آپکے تلامذہ پاکستان بھر میں پھیلے ہوئے ہیں جن میں سے چند ممتاز نام یہ ہیں:

☆ مولانا حافظ عطا محمد مہتمم مدرسہ خوشاب

☆ مولانا عزیز اللہ، ڈسٹرکٹ خطیب لاڑکانہ، سندھ

☆ مولانا محمد رفیق چشتی، مؤلف، شرح کریما

☆ مولانا محمد عصمت اللہ، آزاد کشمیر

شرف صاحب ۱۹۷۴ء سے لیکر اب تک جامع مسجد عمر روڈ، اسلام پورہ (کرشن نگر) لاہور میں خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ مرکزی مجلسِ رضا (رجسٹرڈ) لاہور کے ممبر بھی ہیں۔ آپکی اولاد نرینہ میں تین صاحبزادے ہیں، جن کے نام یہ ہیں:-

☆ ممتاز احمد ☆ مشتاق احمد ☆ نثار احمد

آپکے مشاہیر سے بھی گہرے مراسم ہیں، چند اسماء گرامی ملاحظہ فرمائیں:-

☆ حکیم اہلسنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری، لاہور

☆ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، پرنسپل گورنمنٹ کالج ٹھٹھہ، سندھ

☆ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، لاہور

☆ میاں زبیر احمد قادری، لاہور،

☆ سید نور محمد قادری (چک نمبر ۱۵ شمالی) گجرات

ستمبر ۱۹۸۱ء تا نومبر ۱۹۸۳ء قیامِ لاہور کے دوران مجھے شرف صاحب کی خدمت میں کئی دفعہ حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ وہ ہر بار بڑے تپاک اور شفقت سے ملے۔ میری آٹوگراف بک پر انھوں نے بڑی محبت سے یہ شعر اپنے قلم سے لکھا ۔

ٹھوکریں کھاتے پھروگے ان کے در پر پڑ رہو
قافلہ تو اے رضا اول گیا آخر گیا

۱۵

---

۱۵ محمد عبداللہ قادری، سید: ماہنامہ المعین، ساہیوال شمارہ اکتوبر ۱۹۸۴ء

میدانِ تحریر و تدریس کے شہسوار

از ابوالانوار محمد عبدالرحمٰن الحسنی، شاہوالا، ضلع خوشاب

میدانِ تحریر و تدریس کے شاہ سوار حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری ابنِ مولانا اللہ دتہ بن نور بخش ۱۳۶۴ھ / ۱۹۴۴ میں بمقام مرزاپور ضلع ہوشیارپور پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ ماجد ایک متقی اور پابندِ شریعت بزرگ تھے۔ حضور سیدِ عالم ﷺ سے عشق اور اولیاء کرام سے محبت ان کے افعال اور اعمال میں نمایاں تھی۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اپنی اولاد کی صحیح تربیت اسی نہج پر فرمائی۔ چنانچہ ان کی دین سے والہانہ محبت کا نتیجہ ہے کہ حضرت علامہ شرف قادری کو خاص طور پر علومِ اسلامیہ کی تعلیم سے آراستہ کیا جن کی صلاحیتوں کا زمانہ معترف ہے۔

قیامِ پاکستان کے وقت آپ کا خاندان ہجرت کر کے لاہور پہنچا۔ آپ کے والدِ ماجد مستقل طور پر یہیں مقیم ہو گئے۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً چار سال کے لگ بھگ تھی، آپ نے پرائمری تک تعلیم لاہور میں حاصل کی، اور پھر علومِ اسلامیہ کی تعلیم کے لئے آپ کو والد ماجد نے جامعہ رضویہ، فیصل آباد میں داخل کرا دیا۔ جہاں آپ نے محدثِ اعظم حضرت مولانا سردار احمد صاحب کی نگرانی میں درس نظامی کا نصاب شروع کیا۔ خود ان سے بھی منطق کا ابتدائی رسالہ "صغریٰ" پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ فیصل آباد میں آپ نے مولانا حافظ احسان الحق صاحب، سید منصور شاہ، مولانا حاجی محمد حنیف، مولانا حاجی محمد امین اور مولانا محمد عبداللہ جھنگوی رحمہم اللہ تعالیٰ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ ۲/ جنوری ۱۹۵۷ء کو آپ سیال شریف پہنچے اور وہاں حضرت مولانا صوفی حامد علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (م ۱۹/ رجب ۱۳۹۶ھ) مہتمم مدرسہ نعمانیہ رضویہ، لیہ سے "نحو میر" پڑھی۔ علاوہ ازیں حضرت مولانا محمد اشرف سیالوی شیخ الحدیث سیال شریف سے بھی کچھ اسباق پڑھے۔ متوسط

کتب کی تعلیم کیلئے آپ دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں حضرت مولانا غلام رسول صاحب شیخ الحدیث جامعہ رضویہ، فیصل آباد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے علمی استفادہ کیا اس دارالعلوم میں اگرچہ آپ نے مولانا نور محمد، مولانا شمس الزماں، مولانا محمد ایوب اور مولانا غلام مصطفیٰ صاحب سے بھی چند کتابیں پڑھیں۔ لیکن اکثر و بیشتر کتب کی تعلیم حضرت مولانا غلام رسول صاحب اور حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس اہلِ سُنت پاکستان سے حاصل کی۔ بعد ازاں آخری کتب پڑھنے کیلئے مولانا شرف صاحب بندیال میں استاذ الاساتذہ حضرت مولانا علامہ الحافظ عطا محمد بندیالوی چشتی گولڑوی دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہاں آپ نے تقریباً ہر فن میں استفادہ کیا نحو میں "عبدالغفور" و "تکملہ" ---بلاغت میں "مختصر المعانی" و "مطول" --- منطق میں "ملا جلال"، "رسالہ قطبیہ"، "قاضی" اور "حمداللہ" --- فلسفہ میں "میبذی"، "صدرا اور شمس بازغہ" --- علم ھیئت میں "تصریح" --- ھندسہ میں "اقلیدس" --- فقہ میں "ھدایہ مکمل" --- اصولِ فقہ میں "حسامی" و "مسلم الثبوت" --- حدیث میں "مشکوٰۃ" "ترمذی" اور --- تفسیر میں "بیضاوی" پڑھی۔ اس کے علاوہ بعض کتب کا سماع بھی کیا، جن میں "بدیع المیزان"، "مرقاۃ"، "قال اقول"، "شرح تہذیب"، "قطبی مع میر ملا حسن"، اور "رشیدیہ" شامل ہیں۔

علامہ شرف قادری نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز ۱۹۶۵ء میں جامعہ نعیمیہ، لاہور سے کیا۔ ۱۹۶۶ء میں استاذ العلماء مفتی عبدالقیوم صاحب ہزاروی نے انھیں جامعہ نظامیہ، لاہور میں بلا لیا۔ جہاں انھوں نے ۱۹۶۷ء تک تدریسی فرائض سر انجام دیئے۔ ۱۹۶۸ء میں پیر طریقت حضرت صاحبزادہ طیب الرحمان چھوہروی آپ کو مفتی عبدالقیوم صاحب کی اجازت سے دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور لے گئے۔ جہاں آپ نے صدر مدرس اور مفتی کی حیثیت سے چار سال تک کام کیا۔ ۱۹۷۱ء میں مدرسہ اسلامیہ اشاعت

العلوم، چکوال کے منتظمین کی دعوت پر چکوال آگئے۔ دو سال تک یہاں فرائض تدریس سر انجام دئے۔ ۱۹۷۳ء میں آپ لاہور آئے اور دوبارہ جامعہ نظامیہ میں صدر مدرس اور استاذ الحدیث مقرر ہوئے۔

حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری جہاں تدریسی و تقریری صلاحیتوں سے بہرہ ور ہیں، وہاں اللہ تعالیٰ نے فنِ تحریر کا ملکہ بھی عطا کیا ہے۔ چنانچہ مختلف رسائل و جرائد میں آپ کے تحقیقی مضامین اور معرکتہ الآراء مسائل پر آپ کی محققانہ تصانیف اہلِ علم سے دادو تحسین وصول کر چکی ہیں۔

۱۹۷۰ء میں آپ نے سید ابوالبرکات قدس سرہٗ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی ۱۹۶۳ء میں آپ کی شادی ہوئی، اس وقت آپ کے تین صاحبزادے ممتاز احمد، مشتاق احمد اور نثار احمد اور دو صاحبزادیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اولاد کو اسلاف کا نمونہ بنائے۔ آمین! [1]

---

[1] محمد عبدالرحمٰن الحسنی: فیوضاتِ بارودیہ، مطبوعہ، فتح پور ضلع لیہ، ۱۹۸۵ء

محمد عبدالحکیم شرف قادری

از زاہد حسین انجم

۱۳/ اگست ۱۹۴۴ء ـــــ عالم دین، مترجم اور مصنف - پیدائش مرزاپور، ضلع ہوشیارپور ـــــ والدِ بزرگوار مولوی اللہ دتا نے پرائمری کے بعد انھیں دینی تعلیم کے لئے جامعہ رضویہ، فیصل آباد میں داخل کرا دیا۔ جہاں انہوں نے ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ پھر جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں مولانا غلام رسول رضوی اور ناظمِ اعلیٰ تنظیم المدارس مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی اور دیگر اساتذہ سے درسِ نظامی کی متوسط کتابیں پڑھیں۔ جامعہ مظہریہ امدادیہ، بندیال شریف، خوشاب میں مولانا عطاء محمد بندیالوی سے تمام فنون کی منتہی کتب اور تفسیر و حدیث پڑھی۔

تعلیم سے فراغت کے بعد جامعہ نعیمیہ لاہور میں تدریس (۱۹۶۵ء تا ۱۹۶۶ء) کا فریضہ انجام دیا۔ پھر چار سال دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور ـــــ دو سال مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم، چکوال میں تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد ۱۹۷۳ء کے اواخر میں پھر جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں درس نظامی کی آخری کتابیں اور حدیث شریف میں ابو داؤد، ابنِ ماجہ اور مسلم شریف پڑھا رہے ہیں۔

تالیفاتِ عمومی :

☆ تذکرہ اکابرِ اہل سنت

☆ یادِ اعلیٰ حضرت بریلوی

☆ سوانح سراج الفقہاء

☆ سنی کانفرنس ملتان

تالیفاتِ درسی :

☆کریما

☆نام حق

☆بدائع منظوم

☆تحفہ نصائح

☆نحوِ میر پر اردو حواشی

☆اور مرقاۃ (منطق) پر عربی حواشی

ترجمہ :

☆ تحقیق الفتویٰ (علامہ فضلِ حق خیر آبادی) اور

☆الشرف المؤبد لآل محمد (علامہ یوسف نبہانی)

۱۹۷۴ء میں مکتبہء قادریہ قائم کیا۔ ۱۲

حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری کی تحقیقی، علمی اور تاریخی کاوشوں کے نتیجہ میں شعبۂ تصنیف و تالیف خاصی ترقی کر چکا ہے۔ چنانچہ اب تک اس شعبہ نے ☆باغی ھندوستان۔ ☆تذکرہ اکابر اہل سنت۔ ☆یادِ اعلیٰ حضرت۔ ☆سیف الجبار۔ ☆تذکرۃ المحدثین شائع کی ہیں۔ ۱۳

۱۲۔ اردو جامع انسائیکلوپیڈیا (حصہ دوم) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء، ص ۱۴۹۲

۱۳۔ اردو جامع انسائیکلوپیڈیا (حصہ اول) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء، ص ۴۴۹

"اشعۃ اللمعات" کے جلیل القدر مترجم

از علامہ محمد منشا تابش قصوری

استاذ العلماء حضرت علامہ الحاج محمد عبد الحکیم شرف قادری مد ظلہٗ اہلِ سنت و جماعت کی ایک نامور علمی شخصیت ہیں۔ جن کی تحقیقی، فنی اور تاریخی کاوشیں مثالی ہیں۔ بڑے وسیع القلب، نہایت مخلص، مہمان نواز اور شفیق انسان ہیں۔ سُنّیت کے تحریری خلا کو پُر کرنے کے لئے عرصہ سے قلمی جہاد میں مصروف قابلِ فخر کارنامے انجام دے رہے ہیں۔ آپ کی ذات گوناگوں اوصافِ حمیدہ کی جامع ہے۔ تبلیغ کا ہر شعبہ آپ پر ناز کرتا ہے۔ تحریر، تقریر، تدریس میں تعمیرِ سیرت، کردار سازی، اخلاقی بلندی اور روحانی برتری کی طرف خصوصی توجہ رکھتے ہیں۔ سنگین حالات، کٹھن مراحل اور دشوار گزار منازل میں صبر و استقامت، حلم و تحمل کے پیکر جمیل نظر آتے ہیں۔

راقم کی آپ سے شناسائی قلم کا فیضان ہے۔ شہید جنگ آزادی ۱۸۵۷ء مولانا سیّد کفایت علی کافی مرادآبادی رحمہ اللہ تعالیٰ پر میں نے ایک مختصر سا مضمون لکھا جو "ضیائے حرم" میں شائع ہوا۔ میرے ممدوحِ مکرم نے ملاحظہ فرمایا اور پسندیدگی کے گرامی نامہ سے سرفراز کرتے ہوئے حوالہ کی کتابیں طلب فرمائیں۔ "باغی ہندوستان"۔ "ایسٹ انڈیا کمپنی" اور "باغی علماء" وغیرہ۔ پہلے مراسلت پھر ملاقات تک سلسلہ محدود رہا اور اب رفیق کار کی نسبت سے تعلق مستحکم ہے۔ (الحمد للہ علی منہ و کرمہ تعالیٰ)

مولانا شرف قادری صاحب ۲۴ر شعبان ۱۳۶۳ھ ر ۱۳ر اگست ۱۹۴۴ء کو مرزاپور ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد مولانا اللہ دتہ صاحب ابنِ نور بخش صاحب مرحوم نہایت پابندِ صوم و صلوٰۃ صوفی بزرگ تھے۔ جن کی خصوصی تربیت اور مقبول ادعیہ کے سایہ میں پروان چڑھے۔

پاکستان کے ظہور کے ساتھ ہی ہجرت کر کے لاہور مقیم ہوئے۔آپ کے گھر کے قریب ہی خطیبِ ملت مولانا علامہ غلام الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جامع مسجد انجن شیڈ میں خطابت کے جوہر دکھایا کرتے تھے۔والدِ ماجد علیہ الرحمہ کی مولانا المرحوم سے عمدہ رفاقت تھی۔شرف صاحب جب اپنے والدِ مکرم کے ہمراہ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تو بڑے پیار سے آپ کو "علامہ" اور "فاضلِ لاہوری" کے القاب سے نوازتے اس جلیل القدر شخصیت کی مبارک زبان سے نکلے ہوئے کلمات اب مولانا شرف صاحب قادری کے وجودِ مسعود پر بالکل صادق آتے ہیں۔

ابتداءً پرائمری پاس کیا۔پھر دینی علوم کی طرف مائل ہوئے اور درج ذیل درس گاہوں سے اپنی علمی پیاس بجھائی :۔

☆ جامعہ رضویہ ، فیصل آباد

☆ جامعہ امدادیہ مظہریہ ،بندیال، ضلع خوشاب

☆ جامعہ نظامیہ رضویہ ، لاہور

☆ دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام ، سیال شریف

وقت کے جلیل المرتبت اساتذہ سے جملہ علوم وفنون اسلامیہ کی دولت حاصل کی۔ جسے بڑی فیاضی سے ہر سطح پر تقسیم فرما رہے ہیں۔آپ کے اساتذہ میں سے مشاہیر کے نام یہ ہیں :۔

☆ محدّث اعظم پاکستان حضرت مولانا الحاج محمد سردار احمد چشتی قادری رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ ، فیصل آباد

☆ حضرت علامہ مولانا غلام رسول رضوی شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر الاسلام فیصل آباد۔

☆ رئیس المدرسین حضرت علامہ مولانا عطاء محمد چشتی گولڑوی بندیالوی مد ظلہ۔

☆حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
☆حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امین جامعہ امینیہ رضویہ ، فیصل آباد
☆حضرت علامہ مولانا محمد اشرف سیالوی شیخ الحدیث دار العلوم ضیاء شمس الاسلام ،سیال شریف۔

علوم و فنونِ اسلامیہ کے حصول کے ساتھ ہی آپ نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز فرمایا۔ جن اداروں میں آپ نے علوم درسیہ کی تعلیم دی ، ان میں درج ذیل خصوصیت سے قابل ذکر ہیں :-

☆ دار العلوم اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور ہزارہ
☆ مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم، چکوال
☆ جامعہ نعیمیہ ،لاہور

ان اداروں میں ایک مدت تک مسندِ درس پر فائز رہے۔ پھر ۱۹۷۴ء میں جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ لاہور میں تشریف لے آئے اور تادمِ تحریر یہاں پر آپ بڑی تندہی، جانفشانی، انتہائی خلوص اور لگن کے ساتھ خدمات درس و تدریس تحقیق و تصنیف میں پیہم مصروف ہیں۔ آپ کی ماہرانہ فنّی و تدریسی صلاحیتوں کے پیشِ نظر حضرت مفتی مد ظلہٗ نے آپ کو صدر المدرّسین کا عہدہ تفویض فرمایا۔ یہاں پر آپ نے جُملہ علومِ نقلیہ وعقلیہ کی تدریس فرمائی۔ ۱۹۷۴ء سے استاذ الحدیث کے اعلیٰ منصب پر فائز ہیں۔

علامہ شرف قادری صاحب بہت سی تاریخی ، درسی ، فقہی ، علمی (عربی، فارسی، اردو) کتب کے مصنف ، مترجم، محشّی اور شارح کی حیثیت سے متعارف ہیں آپ کی ہر کتاب اور ہر مقالہ اہلِ علم و قلم سے خراج تحسین وصول کر چکا ہے۔ ذیل میں آپ کے قلم حقیقت رقم سے نکلے ہوئے شاہکار ملاحظہ ہوں، جو بار بار زیورِ طباعت سے آراستہ ہو رہے ہیں :-

"تذکرہ اکابر اہل سنت" ----"یادِ اعلیٰ حضرت بریلوی"----" سوانح سراج الفقہاء "----"احسن الکلام "----" مسائلِ اہل سنت"----" سنی کانفرنس ملتان" "سنی کانفرنس ملتان کا پس منظر "----"اندھیرے سے اجالے تک"----" شیشے کے گھر"----"غایۃ الاحتیاط فی مسئلہ حیلۃ الاسقاط"

اردو تصانیف کے علاوہ عربی زبان میں قابلِ قدر کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے درج ذیل بفضلہٖ وکرمہٖ تعالیٰ منصہ شہود پر جلوہ افروز ہو چکی ہیں :-

"الحیاۃ الخالدۃ "----" حول مبحث التوسل "----"مدینۃ العلم"----"المعجزۃ وکرامات الاولیاء"-

آپ نے اکابر کی بعض عربی و فارسی کتب کے نہایت عمدہ، آسان اور پرُ کشش ترجمے کیے۔ جنھیں مشاہیر اہلِ علم و قلم نے تراجم کی بجائے اصل تصانیف کے مترادف قرار دیا۔ نام ملاحظہ ہوں :-

☆ کشف النور عن اصحاب القبور
☆ تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ
☆ الشرف المؤبد لآل محمد ﷺ
☆ ادلۃ اہل السنۃ والجماعۃ
☆ اشعۃ اللمعات اردو (جلد چہارم)

درج ذیل کتابوں کے حواشی لکھ کر علماء و طلباء کی دیرینہ آرزو کی تکمیل فرمائی :-

"کریما---- نامِ حق ---- تحفہ نصائح ---- بدائع منظوم ---- نحوِ میر ---- مرقاۃ (منطق) کا عربی حاشیہ المرضاۃ"

نیز آپ کی غیر مطبوعہ قلمی خدمات کی فہرس بھی دیکھتے جایئے :

"ترجمہ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات ---- قاضی مبارک ---- مطول---- ، کا عربی میں اور "رحمہ اللہ ---- صدرا ---- میر زاہد ---- رسالہ قطبیہ ---- میبذی" کے حواشی اردو میں قلمبند فرمائے۔ علاوہ ازیں "سیف الجبار"---- "باغی ھندوستان"---- "دو اہم فتوے"---- "الحدیقۃ الندیۃ"---- "حاشیہ قاضی مبارک ---- علامہ فضل حق خیر آبادی"---- "غایۃ التحقیق"---- "تحقیق الفتویٰ" "مدارج النبوۃ"---- "فوائد مکیہ"---- "قوالی کی شرعی حیثیت"---- "مرآۃ التصانیف" "غنیۃ الطالبین"---- "فیوض غوث یزدانی"---- "شفاء شریف"----وغیرہ کتب پر مبسوط مقدمات لکھے جو آپ کی تحقیق و تدقیق کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ نیز پاک و ہند کے ممتاز رسائل و جرائد میں آپ کے مضامین و مقالات بڑے اہتمام سے شائع کئے جاتے ہیں۔ متعدد مشہور اداروں نے آپ کی تصانیف کو شائع کرنے کا فخر حاصل کیا۔ بعض کے نام یہ ہیں:

- ☆ رضا پبلی کیشنز، لاہور ☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
- ☆ مکتبہ قادریہ، لاہور ☆ فرید بک سٹال، لاہور
- ☆ رضا اکیڈمی، لاہور ☆ مرکزی مجلسِ رضا، لاہور
- ☆ مکتبہ اشرفیہ، مرید کے ☆ حنفیہ پبلی کیشنز، کراچی
- ☆ المجمع الاسلامی، مبارک پور (بھارت)

ہم عصر علماء و مشائخ کی آراء و تحسین، کسی بھی شخصیت کے لئے ایک سند کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ہر زمانہ میں مشاہیر و اکابر نے اس روایت کو اپنایا اور اپنی سیر چشمی، بلند ہمتی کا ثبوت دیتے ہوئے اصاغر نوازی کے جواہرات بکھیرے۔ ماہ و سال کی برتری اور علم و فضل میں درجۂ کمال کے باوجود حقائق کے اظہار میں اپنے سے عمر اور مرتبہ میں کم ہونے پر بھی کسی شخص میں اوصافِ حمیدہ اور کمالاتِ جمیلہ دکھائی دئے تو برملا قرطاس و قلم سے اس

کے مستقبل کو تابناک بنانے میں بصیرت افروز کلمات سے نوازا۔ اور اس شخصیت کو نمایاں کرنے میں بڑی فراخدلی کا مظاہرہ فرمایا۔ چنانچہ علامہ شرف قادری مدظلہ' کے لئے بھی ملتِ اسلامیہ کی نامور شخصیات نے جب ان کی مفید ترین قلمی خدمات کو ملاحظہ فرمایا تو نہایت عمدہ انداز میں اکابر و مشاہیر نے کلمات تحسین و آفرین سے سرفراز فرمایا۔ اختصار کے پیشِ نظر چند آراء ملاحظہ ہوں :-

حضرت علامہ تقدس علی خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ :

"مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور اہل سنت کی قابل قدر شخصیت ہیں۔ وہ اپنی ذات کو درس و تدریس ، تالیف کے لئے وقف کر چکے ہیں ان کی تصانیف ان کے علم و فضل کا بین ثبوت ہیں۔ ایک عالم متقی ہونے کے ساتھ خاموش طبع بھی ہیں"۔ (شیشے کے گھر)

غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ تعالیٰ :

"رسوائے زمانہ کتاب "البریلویہ" کے رد میں فاضل جلیل نے "اندھیرے سے اجالے تک" کتاب لکھی جو اسم با مسمی ہے ۔ مصنف ممدوح نے نہایت خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ حقائق بیان کئے ہیں ۔ مدلل و مسکت جوابات دیے ہیں۔ انتہائی مسلسل اور پاکیزہ اندازِ بیان ہے"۔ (شیشے کے گھر)

مولانا محمد احمد مصباحی (جامعہ اشرفیہ، مبارکپور، انڈیا) :

"اندھیرے سے اُجالے تک" آپ کا عظیم جماعتی اور علمی و تاریخی کارنامہ ہے "البریلویہ" کے ہر الزام کا جواب بسط و شرح سے پیش کیا گیا ہے۔ ہر موضوع سے متعلق امام احمد رضا کے حالات و خدمات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا جو بجائے خود ایک سوانحی خدمت ہے۔ جس کی روشنی میں الزامات خود ہی تارِ عنکبوت کی طرح

اُڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔(شیشے کے گھر)

فیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری مد ظلہٗ، ایم-اے ،پی-ایچ ڈی :

"نوازش نامہ اور تحفۂ رُفیقہ موصول ہوئے۔ آپ نے بڑی محنت کی اور تحقیق کا حق ادا کر دیا۔ مدلل ، محقق، مختصر نگارشات دور جدید کا تقاضا ہے۔ آپ نے اس تقاضے کو حسن و خوبی پورا فرمایا۔ آپ ان ممتاز اہل قلم میں سے ہیں جن سے فقیر استفادہ کرتا ہے۔آپ کی مساعی لائق تحسین و آفرین ہیں"(شیشے کے گھر)

حسین تسبیحی (ایرانی محقق) :

"امروز از طرف مولانا محمد منشا تابش قصوری یک مجلد "تذکرہ اکابرِ اہل سنت" بہ دست من رسید آں را تصفح کردم وحظ او فرو فائدہ احسن بردم، آفریں صد آفریں بر شما و قلم شما"(تذکرہ اکابرِ اہل سنت)

مہ سید محمود احمد رضوی(شارح بخاری) :

"مولانا شرف قادری اہل سنت و جماعت کی قابلِ قدر علمی شخصیت ہیں۔ متعدد درسی کتابوں اور ان کے حواشی اور متعدد موضوعات پر ان کی تصانیف ان کے علم و فضل کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔وہ ایک متقی عالم دین اور خاموش طبع شخصیت ہیں۔یہ مبالغہ نہیں حقیقت ہے۔انھوں نے اپنی ذات کو درس و تدریس اور تالیف و تصنیف کے لئے وقف کر دیا ہے اور خلوص کے ساتھ مسلک اہلِ سنت و جماعت کی قابل قدر خدمت کر رہے ہیں"(اسلامی عقائد)

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مد ظلہٗ کے حالات و واقعات کے لئے ج ذیل کتب سے استفادہ کیا جا سکتا ہے :

☆تذکرہ علماءِ اہلِ سنت — از علامہ اقبال احمد فاروقی

☆شریف التواریخ جلد نمبر ۱۲ از سید شریف احمد شرافت نوشاہی رحمہ اللہ تعالیٰ
☆ تحریکِ نظامِ مصطفےٰ میں جامعہ نظامیہ کا کردار از علامہ محمد منشا تابش قصوری
☆تعارف علماء اہلِ سنت از مولانا محمد صدیق ہزاروی
☆انسائیکلوپیڈیا آف اسلام شائع کردہ غلام علی اینڈ سنز، لاہور
☆ تذکرہ اکابرِ اہلِ سنت از علامہ شرف قادری صاحب
☆ اسلامی عقائد از علامہ شرف قادری صاحب
☆ شیشے کے گھر از علامہ شرف قادری صاحب

آپ کا تازہ شاہکار ترجمہ اردو "اشعۃ اللمعات" جلد چہارم کی حسین صورت میں پیش کیا جارہا ہے۔ تراجم کے مسلسل تجربات کے بعد قدرت نے اس عظیم شرح کے ترجمہ و حواشی کے لئے علامہ شرف قادری صاحب مد ظلہٗ کو منتخب فرمایا ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

فقط

محمد منشا تابش قصوری

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

خطیب جامع مسجد ظفریہ، مریدکے (ضلع شیخوپورہ)

۲۵؍ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ

۲۸؍ اگست ۱۹۸۹ء

۴۱

۴۱۔ مشمولہ "اشعۃ اللمعات" مترجم جلد چہارم مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء

محقق العصر حضرت علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری

از مولانا محبوب احمد چشتی

شاہسوارِ میدانِ تحریر و تدریس حضرت علامہ مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری بن مولانا اللہ دتہ رحمہ اللہ تعالیٰ بن نور بخش کی ولادت ۱۳۶۴ھ / ۱۹۴۴ء کو ضلع ہوشیار پور (انڈیا) کے ایک مقام مرزاپور میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار متقی، پرہیزگار اور پابندِ شریعت تھے۔ دین کے ساتھ ان کو اس قدر لگاؤ تھا کہ اپنی اولاد کو علوم دینیہ کی طرف راغب کیا۔ ان کے خلوص کی زندہ مثال علامہ شرف قادری ہیں۔

تعلیم :-

قیام پاکستان کے وقت آپ کا خاندان ہجرت کر کے پاکستان آ گیا۔ اس وقت آپ کی عمر چار سال تھی۔ پرائمری تک لاہور میں آپ نے تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں والد ماجد نے دینی تعلیم کے لئے جامعہ رضویہ مظہر اسلام، فیصل آباد میں داخل کرا دیا۔ ابتدائی کتب پڑھنے کے بعد جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور تشریف فرما ہوئے۔ اکثر کتابیں یہیں پڑھیں تکمیلِ فنون کے لئے جامعہ امدادیہ، بندیال شریف میں چلے گئے اور وہاں سے فراغت حاصل کی جن اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا ان میں استاذ الاساتذہ مولانا علامہ عطا محمد بندیالوی مولانا علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی، مولانا محمد اشرف سیالوی، مولانا علامہ شیخ الحدیث غلام رسول رضوی، مولانا نور محمد، مولانا محمد شمس الزماں قادری، مولانا صوفی حامد علی ضلع مظفر گڑھ، مولانا احسان الحق اور سید منصور شاہ شامل ہیں۔

عملی زندگی :-

تدریسی زندگی کا آغاز ۱۹۶۵ء میں جامعہ نعیمیہ لاہور سے کیا۔ دو سال تک یہاں بڑی محنت سے پڑھایا۔ اس کے بعد دو سال جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں پڑھاتے

رہے۔ ۱۹۶۸ء میں جامعہ اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور گئے۔ چار سال تک وہاں حیثیت صدر مدرس و مفتی کام کرتے رہے۔ دسمبر ۱۹۷۱ء میں مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم، چکوال میں تشریف فرما ہوئے۔ اس جامعہ میں دو سال تدریسی فرائض انجام دیے۔ ۱۹۷۳ء میں آپ دوبارہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں تشریف لائے۔ صدر المدرسین اور استاذ الحدیث مقرر ہوئے۔ تا حال آپ اسی عہدے پر فائز ہیں۔ ۱۹۷۳ء ہی میں موصوف نے مکتبہ قادریہ کے نام سے اشاعتی ادارہ قائم کیا۔ جس نے گراں قدر خدمات سر انجام دیں۔

۲۵ / مارچ ۱۹۷۰ء کو آپ نے حضرت مفتی اعظم پاکستان علامہ ابو البرکات سید احمد قادری کے دستِ حق پر بیعت کی اور سلسلہ قادریہ سے منسلک ہوئے۔ آپ ایک مرتبہ زیارت حرمین شریفین سے فیض یاب ہو چکے ہیں۔

قلمی خدمات :۔

نام کتاب	کیفیت	زبان	سن تصنیف	صفحات	ناشر
۱۔ الرضاۃ حاشیہ مرقاۃ	منطق	عربی	۱۹۷۸ء	۱۳۶	مکتبہ قادریہ، لاہور
۲۔ حول مبحث التوسل	عقائد	عربی	۱۹۸۸ء	۳۲	مکتبہ قادریہ، لاہور
۳۔ مدینۃ العلم	عقائد	عربی	۱۹۸۹ء	۵۶	مکتبہ قادریہ، لاہور
۴۔ المعجزۃ وکرامات الاولیاء	عقائد	عربی	۱۹۸۹ء	۴۰	مکتبہ قادریہ، لاہور
۵۔ الحیاۃ الخالدہ	عقائد	عربی	۱۹۸۹ء	۲۴	رضا اکیڈمی، لاہور
۶۔ جہاد افغانستان در نظر علماء اہل سنت پاکستان	فتویٰ	فارسی	۱۹۸۸ء	۱۲	رضا اکیڈمی، لاہور
۷۔ سوانح سراج الفقہاء	تذکرہ	اردو	۱۹۷۲ء	۴۰	مرکزی مجلس رضا، لاہور
۸۔ تذکرہ اکابر اہل سنت	تذکرہ	اردو	۱۹۷۶ء	۵۹۲	مکتبہ قادریہ، لاہور

۹۔ برکات آل رسول	فضائل	اردو	۱۹۷۶ء	۲۵۶	مکتبہ قادریہ، لاہور
۱۰۔ سنی کانفرنس ملتان کا پس منظر	تاریخ	اردو	۱۹۷۸ء	۸۸	مکتبہ قادریہ، لاہور
۱۱۔ کشف النور عن اصحاب القبور	فقہ	اردو	۱۹۷۸ء	۳۷	مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہو
۱۲۔ سنی کانفرنس ملتان کی روئیداد	رپورٹ	اردو	۱۹۷۹ء	۶۴	مکتبہ قادریہ، لاہور۔
۱۳۔ ترجمہ تحقیق الفتویٰ	عقائد	اردو	۱۹۷۹ء		شیخ عبدالحق اکیڈمی، ہندیال
۱۴۔ حاشیہ تحفہ نصائح	اخلاقیات	اردو	۱۹۸۰ء	۱۳۶	مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر
۱۵۔ حاشیہ بدائع منظوم	فقہ	اردو	۱۹۸۲ء	۶۴	مکتبہ قادریہ، لاہور
۱۶۔ حاشیہ نحو میر	نحو	اردو	۱۹۸۳ء	۱۱۲	مکتبہ قادریہ، لاہور
۱۷۔ اسلامی عقائد	عقائد	اردو	۱۹۸۴ء	۲۹۶	مکتبہ قادریہ، لاہور
۱۸۔ حاشیہ کریما	اخلاقیات	اردو	۱۹۸۴ء	۱۶	مکتبہ قادریہ، لاہور
۱۹۔ اندھیرے سے اجالے تک	تنقید	اردو	۱۹۸۵ء	۲۸۰	مرکزی مجلس رضا لاہور
۲۰۔ ندائے یا رسول اللہ	عقائد	اردو	۱۹۸۵ء	۱۲۸	مرکزی مجلس رضا لاہور
۲۱۔ حاشیہ نام حق	فقہ	اردو	۱۹۸۵ء	۲۸	مکتبہ قادریہ، لاہور
۲۲۔ شیشے کے گھر	تنقید	اردو	۱۹۸۶	۱۶۸	مرکزی مجلس رضا، لاہور
۲۳۔ امام احمد رضا اور رد شیعہ	تنقید	اردو	۱۹۸۶ء	۵۴	برکاتی پبلشرز کراچی
۲۴۔ حیات جاودانی	عقائد	اردو	۱۹۸۹ء	۲۴	رضا اکیڈمی، لاہور
۲۵۔ ترجمہ اشعۃ اللمعات جلد نمبر ۴	حدیث	اردو	۱۹۹۰ء	۹۱۲	فرید بک سٹال، لاہور
۲۶۔ البریلویہ کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ	عقائد	اردو	۱۹۹۱	۴۴۸	رضا دارالاشاعت، لاہور
۲۷۔ مقالات سیرت طیبہ	سیرت	اردو	۱۹۹۲	۲۵۲	مکتبہ قادریہ، لاہور
۲۸۔ اشعۃ اللمعات جلد نمبر ۵	حدیث	اردو	زیر طبع		فرید بک سٹال، لاہور
۲۹۔ زندہ جاوید خوشبوئیں	ادب	اردو	زیر طبع		مکتبہ قادریہ، لاہور

اِک ترجمانِ حقیقت آگاہ

از سید ریاض حسین شاہ

محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی محض عربی دان ہی نہیں، واقعیت شناس بھی ہیں---صرف ترجمان ہی نہیں، حقیقت آگاہ بھی ہیں---ان کا کوئی کام بھی درد کی گہرائی سے خالی نہیں ہوتا---درسیات کی جانکاہ مشق سے تھکا ماندہ عالم دین---- حیرت ہوتی ہے کہ زندہ ذوق کی لذتوں سے بہرہ مند رہتا ہے----"قاضی مبارک - سلم - صدرا - اور شمس بازغہ" کی روح کش تقریروں کے جلاپے اور تڑاقے بھی اس کی آنکھوں سے محبت کے آنسو خشک نہیں کر سکتے ----وہ روتا بھی ہے اور رُلاتا بھی ہے----تڑپتا بھی ہے اور تڑپاتا بھی ہے----لکھنا اس کا دھندہ نہیں، درد ہے---- وہ اپنے درد کے اظہار کے لئے اس کا قائل نہیں رہتا کہ اپنا ہی گیت سناتا جائے۔ جب کہیں کوئی میٹھا نغمہ کہیں سے بھی سنائی دیتا ہے ۔ تو وہ اس کی سروں اور لہروں کو عام کرنے کا مشتاق بن جاتا ہے ۔

"من نفحات الخلود" محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی کی تصنیف نہیں---- لیکن پسند ضرور ہے----کتاب کا انتخاب بذات خود مترجم کے پاکیزہ ذوق پر شاہد عادل ہے---محمد عبدالحکیم شرف قادری چونکہ خود سینے میں سمندر سے کھلا اور بادلوں سے زیادہ فیاض دل رکھتے ہیں---- ان کی زبان میں شیرینی----مزاج میں انکسار---- طبیعت میں نیاز مندی----پسند میں لطافت----سوچ میں ژرف نگاہی----اخلاق میں وسعت---- اور مہمان نوازی میں عربیت ہے----اسلئے وہ اپنے ذوق کا سفر تحقیق و تصنیف میں بھی جاری رکھتے ہیں-"من نفحات الخلود" دراصل شرف بھائی کا خوبصورت صفاتی آئینہ ہے---آئینہ، جس میں آپ محمد عبدالحکیم شرف قادری کو چلتا پھرتا دیکھ سکتے ہیں۔

البتہ ایک بات بڑی عجیب ہے، محمد عبدالحکیم شرف قادری کی تاریخی چھیڑ چھاڑ---اعتقادی بحث و کرید---نظریاتی آہنگ و تصلب "من نفحات الخلود" میں نظر نہیں آتا---اگر محمد عبدالحکیم شرف قادری نے اپنے رشحاتِ قلم اور نفحاتِ تحقیق کا رخ ہمہ گیر انسانی عنوانات کی طرف پھیر لیا تو اُمید کی جا سکتی ہے کہ وہ محققین کی اُس صف میں بھی نمایاں مقام حاصل کر لیں گے--- جس میں غزالی اور حسن بصری قائد کی حیثیت سے کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔

دعا ہے اللہ جل مجدہٗ "من نفحات الخلود" کی خوشبوئیں عام فرمائے---اور محمد عبدالحکیم شرف قادری سے دین مبین کی زیادہ سے زیادہ خدمت لے۔ اور ان کی ہر سعی اور کوشش کو اپنے حبیبِ لبیب ﷺ کی بارگاہ میں قبول فرمائے---آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ [۶]

سید ریاض حسین شاہ

ڈائریکٹر ادارہ تعلیمات اسلامیہ

راولپنڈی

---

[۶] تقدیم، "زندہ جاوید خوشبوئیں" ترجمہ "من نفحات الخلود" مطبوعہ، لاہور ۱۹۹۳ء

عاجزی وانکساری کا مجسمہ

از صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

اہلِ سنت و جماعت کے نامور عالم اور محقق و قلمکار جناب علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب زید علمہ کی ذات محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ نے اپنے وقت کے جیّد علماء و فضلاء مثلاً

☆محدّث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا سردار احمد صاحب قدس سرہٗ

☆استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا حافظ عطا محمد بندیالوی صاحب مد ظلہٗ العالی

☆حضرت علامہ مولانا غلام رسول صاحب مد ظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ رضویہ، فیصل آباد

☆حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی مد ظلہ مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، وغیرہم

سے کسبِ علم و فیض کیا۔ یہ انہی بزرگوں کا روحانی فیض و تصرف ہے کہ جہاں علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب ایک بہترین عالم ہیں، وہیں ایک بہترین مصنّف بھی ہیں---درویش صفت انسان ہیں اور عاجزی وانکساری کا مجسمہ ہیں---اردو کے علاوہ عربی و فارسی لغت پر بھی کمال دسترس رکھتے ہیں--- متعدد درسی کتب پر آپ نے عربی، فارسی اور اردو میں حواشی اور شرحیں لکھی ہیں--- متعدد عربی کتب کے ترجمہ کے علاوہ آپ نے عقائدِ اسلاف سے متعلق کئی عربی رسائل بھی تحریر کئے ہیں، جن کی برصغیر پاک و ھند کے علاوہ مشرق وسطیٰ اور دیگر اسلامی ممالک میں بڑی پذیرائی ہوئی----

علامہ شرف قادری صاحب کی طبیعت درویشانہ، مزاج مومنانہ اور تحریر محققانہ ہے---امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ سے عشق رسول ﷺ کی نسبت سے

بے پناہ محبت کرتے ہیں ----اہلِ سنت و جماعت کے عقائد اور امام احمد رضا کی تعلیم و فکر آپ کے قلم کی جولانی کا مرکز ہے۔ ان موضوعات پر متعدد تحقیقی مقالات اور بیسیوں کتب و رسائل تحریر فرما چکے ہیں، جو علماء و عوام اہل سنت میں یکساں مقبول ہیں۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ جل شانہٗ شرف صاحب کو اپنی مزید برکتوں سے مشرف فرمائے۔ اُن کے علم و عمل اور شرف و فضل میں مزید اضافہ فرمائے۔ ان کی مساعی جمیلہ اپنی بارگاہ عالی میں مقبول و مشکور فرمائے اور ہمیں اور ہمارے نوجوانوں اور قلمکاروں کو مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خدمت کا وہی جذبِ دروں عطا فرمائے جس سے مولانائے محترم کا دل آباد رہتا ہے۔ آمین! بجاہ سید المرسلین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

[۱۷]

---

[۱۷] عرض ناشر "تقدیس الوهیت اور امام احمد رضا" از علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری، مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۴ء

تعارف مصنف "من عقائد اھل السنۃ"

عربی تحریر: علامہ ممتاز احمد سدیدی (جامعہ ازہر، قاہرہ، مصر)

اردو ترجمہ: محمد حمزہ شرف قادری

نام	محمد عبدالحکیم شرف قادری
ولدیت	مولوی اللہ دتا ابن صوفی نور بخش رحمہما اللہ تعالیٰ
مسلک ومذھب	اہل سنت وجماعت، حنفی، ماتریدی۔
مشرب	قادری [۱۸]
تاریخ پیدائش	۲۴ر شعبان ۱۳۶۳ھ ر ۱۳ر اگست ۱۹۴۴ء
جائے پیدائش	مرزاپور، ضلع ہوشیارپور (مشرقی پنجاب، انڈیا)

تعلیم:

پرائمری	۱۹۵۰ء ـ ۱۹۵۵ء
ابتدائی کتب علوم دینیہ	۱۹۵۵ء ـ ۱۹۵۷ء جامعہ رضویہ، فیصل آباد
متوسط کتب درس نظامی	۱۹۵۸ء ـ ۱۹۶۱ء جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
منتہی کتب درس نظامی	۱۹۶۱ء ـ ۱۹۶۴ء جامعہ امدادیہ مظہریہ بندیال (ضلع خوشاب)

جامعہ امدادیہ مظہریہ میں مندرجہ ذیل علوم کی تحصیل کی:-

فقہ ---- اصول فقہ ---- منطق ---- فلسفہ ---- ہیئت ---- ھندسہ ---- نحو ---
عقائد ---- تفسیر ---- حدیث ----

---

۱۸ سلسلہ عالیہ قادریہ میں مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری کے دست مبارک پر بیعت کی۔
______ حمزہ قادری

اسی دوران ۱۹۶۳ء میں تین ماہ دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام ، سیال شریف میں "سراجی ، حماسہ اور شرح وقایہ" پڑھیں۔ آئندہ سطور میں ہم حضرت موصوف کے جلیل القدر اساتذہ کی مختصر فہرست پیش کرتے ہیں :-

☆ استاذ الاساتذہ ملک المدرسین حضرت علامہ مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی مدظلہ العالی

☆ استاذ العلماء شارح بخاری حضرت علامہ مولانا غلام رسول رضوی مدظلہ العالی

☆ مناظر اسلام حضرت مولانا محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی

☆ حضرت علامہ مولانا حافظ احسان الحق رحمہ اللہ تعالیٰ

☆ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ العالی

☆ حضرت علامہ مولانا سید منصور حسین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ

☆ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امین نقشبندی مدظلہ العالی

☆ حضرت علامہ مولانا محمد شمس الزماں قادری مدظلہ العالی

علمی خدمات :

صاحبِ تذکرہ نے متعدد علمی، تاریخی اور ادبی موضوعات پر معرکتہ الآرا تصانیف قلمبند کی ہیں۔ مثلاً

عقائد۔ حدیث۔ اخلاق ۔ سیرت و فضائل۔ افتاء ۔ نحو ۔ منطق ۔ تاریخ ۔ تنقید اور تاریخِ اسلام کی عظیم الشان شخصیات کا تذکرہ اور مختلف تصانیف ۔

علاوہ ازیں اردو میں نہایت دل پسند اور عام فہم تراجم بھی تحریر فرمائے ہیں :-

☆ علامہ نبہانی کی کتاب "الشرف المؤبد" کا ترجمہ " برکات آلِ رسول" ۔

☆علامہ عبدالغنی نابلسی کے رسالہ مبارکہ "کشف النور عن اصحاب القبور" کا ترجمہ "مزارات اولیاء پر چادر چڑھانا"۔

☆حضرت علامہ سیّد یوسف سیّد ہاشم رفاعی (کویت) مد ظلہ العالی کی تصنیف "ادلتہ اہل السنۃ والجماعۃ" کا ترجمہ "اسلامی عقائد"۔

☆شیخ محقق علامہ عبدالحق محدّث دہلوی کی تصنیف "اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ" فارسی کے اردو ترجمہ کی جلد چہارم، پنجم اور ششم---- حضرت شیخ ہی کی غیر مطبوعہ تصنیف "تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف" کا اردو ترجمہ کیا۔

☆حضرت شیخ محمد صالح فرفور (دمشق) رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیفِ لطیف "من نفحات الخلود" عربی کا اردو ترجمہ "زندہ جاوید خوشبوئیں" کیا۔

☆حضرت علامہ محمد فضلِ حق خیرآبادی کی تصنیف مبارک "تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ" فارسی کا اردو ترجمہ "شفاعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم" کے نام سے کیا۔ نیز آپ نے علامہ فضلِ حق امام خیرآبادی کی منطق میں مشہور درسی کتاب "المرقاۃ" پر "المرضاۃ" کے نام سے عربی میں حاشیہ لکھا۔ ان کے علاوہ فِقہ اور اِخلاق سے متعلق فارسی کی بعض کتابوں پر اردو میں حواشی لکھے :-

☆سید یوسف حسینی راجا کی کتاب "تحفہ نصائح"

☆شیخ علی رضا کی کتاب "بدائع منظوم"

☆شیخ سعدی شیرازی کی کتاب "کریما"

☆شیخ شرف الدین کی کتاب "نامِ حق"

☆میر سیّد شریف جرجانی کی کتاب "نحوِ میر" (نحو کی مشہور کتاب)

ان تمام کتب پر آپ نے گراں قدر حواشی لکھے۔

پیشِ نظر کتاب "اسلامی عقائد"، "من عقائد اهل السنة" کا اردو ترجمہ ہے۔

جسے حضرت علامہ شیخ الحدیث مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری دامت برکاتہم العالیہ نے مرتب کیا۔

مشہور غیر مقلد احسان الٰہی ظہیر نے " البریلویہ " لکھ کر اہلِ سُنت و جماعت کی کردار کشی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیااور غیر ملکی امداد کی بناء پر "البریلویہ" کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی۔

ہمارے ممدوح علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مد ظلہ العالی نے اس کے جواب میں اردو تصنیف "اندھیرے سے اجالے تک" لکھی جس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضابریلوی رحمتہ اللہ علیہ پر لگائے گئے اِتہامات کا علمی اور تحقیقی انداز میں جواب دیا۔ "شیشے کے گھر" لکھ کر بتایا کہ غیر مقلدین کے اکابر کس طرح انگریز نوازی میں غرق تھے۔ اور بعد میں اِن دونوں کتابوں کو یکجا کر کے " البریلویہ کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ" کے نئے نام سے شائع کیا۔

پیشِ نظر کتاب "من عقائد اهل السنة" (عربی) لکھ کر اہلِ سنت و جماعت کے اِن عقائد کو قرآن و حدیث اور سلف صالحین کے ارشادات کی روشنی میں مدلل طور پر بیان کیا ہے، جن کو احسان الٰہی ظہیر نے "البریلویہ" میں تنقید کا نشانہ بنایا تھا۔ اب اس کتاب "من عقائد اهل السنة" کا اردو ترجمہ شائع کیا جارہا ہے۔ اللہ ربّ العزت اسے عوام و خواص کیلئے باعثِ نفع اور مخالفین کے لئے باعثِ ہدایت بنائے روشن اور سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین!)

مولانا علامہ غلام نصیر الدین چشتی مد ظلہ العالی (مدرّس جامعہ نعیمیہ، لاہور) نے ایک باب "مدینۃ العلم" کا ترجمہ "شہریار علم" اور "المعجزہ و کرامات الاولیاء" کا ترجمہ "معجزہ و کرامات" کے نام سے کیا ہے۔ باقی ابواب خود مصنف کی کاوش ہیں۔ اللہ تعالیٰ مصنف کی اس کتاب اور دیگر تصانیف کو اپنی بارگاہِ بے کس پناہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے آمین۔

آپ محدث، محقق، مدرس و مصنف اور شارح کی بلند مسند پر فائز ہیں۔ تحصیلِ علوم سے فراغت کے بعد مختلف مدارس میں درس و تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ آخر میں اہل سنت و جماعت کے عظیم الشان دار العلوم جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور تشریف لے آئے۔

آپ عرصہ ۳۳ سال سے درس و تدریس میں ہمہ تن مصروف ہیں اور اس طویل عرصہ میں حدیث، تفسیر، فقہ، عقائد، اصولِ فقہ، صرف، نحو، منطق، فلسفہ، ہیئت، بلاغت، قدیم ادب عربی، اور فارسی پڑھانے میں مصروف رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی علمی، عملی، ادبی اور مجاہدانہ خدمات سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کا سایہ صحت و تندرستی کے ساتھ ہمارے سروں پر دراز فرمائے۔ آمین! وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمدٍ و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ و سلم۔

آپ کے دریائے علم سے فیض پانے والے

۲ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ
۱۰ اگست ۱۹۹۴ء

ممتاز احمد سدیدی / محمد حمزہ شرف قادری

محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی

نام پدر ________ مولوی اللہ دتہ رحمتہ اللہ

تاریخ و محلِ تولد ________ ۱۳؍اوت ۱۹۴۴ء مرزاپور، ہوشیارپور (ھندوستان)

مدارک تحصیل در زبان فارسی ________ دورہ فارسی جامعہ رضویہ، فیصل آباد

آدرس ________ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ، لاہور۔۸ (۵۴۰۰۰)

شمارہ تلفن ________ ۲۵۷۳۱۴

محلِ تحصیل ________ جامعہ رضویہ فیصل آباد

آشنائی بہ زبانہا ________ عربی، فارسی، اردو، پنجابی

مسافرت ھای علمی خارج از پاکستان باذکر زمان ________ مسافرت در ۱۹۸۰ء برای زیارت حرمین شریفین

دریافت جوائز و نشان خدماتِ فرھنگی ________ نشان امام احمد رضا بریلوی از ادارہ تحقیقات امام احمد رضا بریلوی

شغل و محلِ کار ________ ☆ تدریس در جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

☆ خطبہ جمعہ در مسجد جامعہ اسلام پورہ، لاہور

[۱۹]

---

[۱۹] ضمیمہ دانش شمارہ ۳۱ (معرفی استادانِ فارسی ________ استان پنجاب) مطبوعہ اسلام آباد

تعارفی خاکہ

از علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

☆ پورا نام (مع عرف یا لقب) ____ محمد عبدالحکیم شرف قادری

☆ تخلص ____________ شرف

☆ ولدیت ____________ مولوی اللہ دتہ صاحب رحمہ اللہ

☆ مسلک ر سلسلہ ________ سنی حنفی (بریلوی) قادری

☆ جائے پیدائش ________ ضلع ہوشیار پور، تحصیل مرزا پور، مشرقی پنجاب

☆ تاریخ پیدائش ________ ۲۴ر شعبان ۱۳۶۳ھ ر ۱۳ر اگست ۱۹۴۴

تعلیم (تعینِ سال کے ساتھ) ۱۹۵۵ء میں پرائمری پاس کر کے جامعہ رضویہ، فیصل آباد داخلہ لیا۔

☆ تعلیم ر سکول ر کالج ر کا نام یونیورسٹی مع سن ______ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور ۱۹۶۱ء میں جامعہ امدادیہ مظہریہ، بندیال، ضلع خوشاب میں داخل ہوا۔ ۱۹۶۴ء میں وہاں علومِ دینیہ کی تحصیل سے فارغ ہوا۔

☆ مشاغل (بعد از تعلیم) ____ درسِ نظامی بشمول تفسیر و حدیث کی تعلیم، تصنیف، خطابت۔

☆ پیشہ ر پیشے مع نوعیت ____ کُتبِ اسلامیہ کی اشاعت و تجارت (مکتبہ قادریہ، لاہور)

☆ کیا آپ شاعر ر ادیب ر

مورخ / معلم / عالم دین / سائنس دان / صحافی / ڈاکٹر / مترجم / آرٹسٹ / سیاستدان ہیں؟	ادیب، مورخ، عالم دین، معلم، مترجم۔
☆ اگر شاعر ہیں تو نمونہ کلام بھی ارسال فرمائیں	شاعری سے کچھ خاص شغف نہیں۔

☆ تصانیف کی تعداد مع نام و سن:

نمبر شمار	نام کتاب	زبان	سن اشاعت	مقام اشاعت
۱۔	یادِ اعلیٰ حضرت	اردو	۱۹۶۸ء	ہری پور، ھزارہ
۲۔	احسن الکلام فی مسئلۃ القیام	اردو	۱۹۶۸ء	ہری پور، ھزارہ
۳۔	غایۃ الاحتیاط فی مسئلۃ حیلۃ الاسقاط	اردو	۱۹۶۸ء	ہری پور، ھزارہ
۴۔	سوانح سراج الفقہاء	اردو	۱۹۷۲ء	لاہور
۵۔	تذکرہ اکابر اہل سنت، پاکستان	اردو	۱۹۷۶ء	لاہور
۶۔	برکاتِ آلِ رسول	اردو	۱۹۷۶ء	لاہور
۷۔	سنی کانفرنس ملتان کا پس منظر	اردو	۱۹۷۸ء	لاہور
۸۔	کشف النور عن اصحاب القبور	اردو	۱۹۷۸ء	لاہور
۹۔	المرضاۃ حاشیہ المرقاۃ	عربی	۱۹۷۸ء	لاہور
۱۰۔	سنی کانفرنس ملتان کی روئیداد	اردو	۱۹۷۹ء	لاہور
۱۱۔	ترجمہ "تحقیق الفتویٰ"	اردو	۱۹۷۹ء	لاہور
۱۲۔	حاشیہ تحفہ نصائح	اردو	۱۹۸۰ء	لاہور
۱۳۔	حاشیہ بدائع منظوم	اردو	۱۹۸۲ء	لاہور

۱۴۔ حاشیہ نحو میر	اردو	۱۹۸۳ء	لاہور
۱۵۔ اسلامی عقائد	اردو	۱۹۸۴ء	لاہور
۱۶۔ حاشیہ کریما سعدی	اردو	۱۹۸۴ء	لاہور
۱۷۔ اندھیرے سے اجالے تک	اردو	۱۹۸۵ء	لاہور
۱۸۔ ندائے یا رسول اللہ	اردو	۱۹۸۵ء	لاہور
۱۹۔ حاشیہ نام حق	اردو	۱۹۸۵ء	لاہور
۲۰۔ شیشے کے گھر	اردو	۱۹۸۶ء	لاہور
۲۱۔ امام احمد رضا اور ردّ شیعہ	اردو	۱۹۸۶ء	لاہور
۲۲۔ حول مبحث التوسل	عربی	۱۹۸۸ء	لاہور
۲۳۔ جہاد افغانستان در نظر علما اہلسنت پاکستان	فارسی	۱۹۸۸ء	لاہور
۲۴۔ مدینۃ العلم	عربی	۱۹۸۹ء	لاہور
۲۵۔ المعجزۃ وکرامات الاولیاء	عربی	۱۹۸۹ء	لاہور
۲۶۔ الحیاۃ الخالدہ	عربی	۱۹۸۹ء	لاہور
۲۷۔ حیاتِ جاودانی	اردو	۱۹۸۹ء	لاہور
۲۸۔ ترجمہ "اشعۃ اللمعات" جلد چہارم	اردو	۱۹۹۰ء	لاہور
۲۹۔ البریلویہ کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ	اردو	۱۹۹۱ء	لاہور
۳۰۔ مقالاتِ سیرت طیبہ	اردو	۱۹۹۳ء	لاہور
۳۱۔ زندہ جاوید خوشبوئیں	اردو	۱۹۹۳ء	لاہور
۳۲۔ اسلامی عقائد	اردو	۱۹۹۳ء	لاہور
۳۳۔ من عقائد اھل السنہ	عربی	۱۹۹۵ء	لاہور
۳۴۔ فتاویٰ رضویہ کی انفرادی خصوصیات	اردو	۱۹۹۶ء	لاہور

۳۵۔ اصول ترجمہ قرآن کریم	اردو	۱۹۹۶ء	لاہور
۳۶۔ تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف	اردو	۱۹۹۶ء	غیر مطبوعہ
۳۷۔ مناقب سید الشہداء	اردو	۱۹۹۶ء	کراچی
۳۸۔ شہریار علم	اردو	۱۹۹۶ء	لاہور
۳۹۔ نور نور چہرے	اردو	۱۹۹۷ء	لاہور
۴۰۔ اشعۃ اللمعات جلد پنجم	اردو	۱۹۹۷ء	لاہور
۴۱۔ تذکرۃ العلماء	اردو	زیر طبع	لاہور

۲۰، ۲۱

☆ زبانیں جو آتی ہیں ________ عربی، فارسی۔

☆ کھیلوں سے دلچسپی رکھتے ہیں،
تو کھیل کا نام بھی لکھیں ____ نہیں

☆ دیگر دلچسپیاں ________ یہی ہے آرزو تعلیم قرآں عام ہو جائے
ہر اک پرچم سے اونچا پرچم اسلام ہو جائے

☆ موجودہ ملازمت / پیشہ کب ۱۔ تدریس ۱۹۶۵ء
سے اختیار کر رکھا ہے؟ ____ ۲۔ اشاعت کتب ۱۹۶۸ء۔ ۳۔ خطابت ۱۹۷۴ء

☆ ملازمت کی نوعیت کیا ہے ____ تدریس، اشاعت کتب، خطابت

☆ کیا آپ نے غیر ممالک کا سفر ____ ۱۔ دو دفعہ حج و زیارات
بھی کیا ہے؟ نام بھی لکھیں۔ ۲۔ ایک دفعہ جلال آباد، افغانستان
۳۔ ایک دفعہ سرہند شریف، انڈیا

۲۰۔ عبد الحکیم شرف قادری، علامہ: مقالاتِ سیرت طیبہ، مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۳ء
۲۱۔ محبوب احمد چشتی، مولانا: علمائے اہلِ سنت کی قلمی خدمات (غیر مطبوعہ) محررہ ۱۹۹۳ء، نومبر

☆اگر کسی مذہبی / ادبی / سیاسی یا سماجی تنظیم کے ساتھ کوئی تعلق ہو تو اس کا نام مع سن لکھیں	رضا اکیڈمی، لاہور ۱۹۷۸ء سے بحیثیت سرپرست اور بانی
☆اعزازات وانعامات کی تفصیل مع سال	ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا، کراچی نے ۱۹۹۱ء میں امام احمد رضا بریلوی گولڈ میڈل دیا
☆کن شخصیات سے متاثر ہیں؟	امام احمد رضا بریلوی، علامہ فضل حق خیر آبادی علامہ اقبال، محدّث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری، سید احمد سعید کاظمی، سید ابوالبرکات سید احمد قادری، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (کراچی) علامہ ارشد القادری، علامہ عطا محمد چشتی گولڑوی، مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، والدِ ماجد مولوی اللہ دتا اور دوسرے بہت سے اہلِ علم حضرات
☆خط وکتابت کا پتہ	مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
☆مستقل پتہ	مکان نمبر ۶۵، گلی نمبر ۲، عقب مسجد عثمانیہ، محلّہ اچنت گڑھ، انجن شیڈ، لاہور

محررہ (۲۲/اپریل ۱۹۹۶ء)

برائے

"انسائیکلو پیڈیا پاکستان" وفیڈرل شریعت کورٹ

شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

از ظہیر ہاشمی

حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری زاد اللہ شرفہٗ ایک نوجوان عالمِ دین ہیں۔ ان کے دل میں سُنیت کا بے پناہ درد ہے۔ مسلک کے لئے کام کرنے کی انتھک لگن اور بھرپور جذبہ رکھتے ہیں۔ مسلک اہلِ سنت کی تبلیغ واشاعت کے لئے اپنے وسائل سے بڑھ کر کام کرتے ہیں۔ ان کی خدمات قابلِ رشک اور لائقِ تقلید ہیں۔

شرف صاحب ۱۳ راگست ۱۹۴۴ء ر ۱۳۶۴ھ کو مرزاپور ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والدِ ماجد مولوی اللہ دتہ صاحب ابن نور بخش ایک صوفی منش بزرگ ہیں پہلے لاہور میں پرائمری تک پڑھا۔ اس کے بعد دینی علوم کی طرف متوجہ ہوئے۔

پرائمری کے بعد شرف صاحب کو ان کے والد ماجد نے جامعہ رضویہ، فیصل آباد میں داخل کرا دیا جہاں وہ حضرت شیخ الحدیث قبلہ مولانا سردار احمد صاحب قدس سرہٗ کی زیر نگرانی پڑھتے رہے اور خود ان سے بھی منطق کے ابتدائی رسالہ "صغریٰ" کو پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔

ابتدائی کتب فیصل آباد میں پڑھنے کے بعد متوسط کتب کی تعلیم کے لئے شرف صاحب جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں حضرت مولانا غلام رسول صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے علمی استفادہ کیا۔

بعد ازاں آخری کتب پڑھنے کے لئے مولانا شرف صاحب بندیال میں استاذ الاساتذہ حضرت مولانا حافظ عطا محمد صاحب بندیالوی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولانا شرف صاحب نے تقریباً ہر فن میں حضرت سے استفادہ کیا ہے۔

مولانا شرف صاحب نے ۱۹۶۵ء میں جامعہ نعیمیہ، لاہور سے اپنی تدریسی زندگی کا

آغاز کیا۔ ۱۹۶۶ء میں ان کے مربی و مُشفق استاذ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم صاحب نے انھیں جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں بلا لیا۔ پھر ۱۹۶۷ء تک وہیں پڑھاتے رہے۔ اسی دوران انھوں نے اپنی اشاعتی زندگی کا آغاز کیا۔ ۱۹۶۸ء میں جامعہ رحمانیہ، ہری پور کے ناظمِ اعلیٰ جناب صاحبزادہ طیّب الرحمٰن صاحب بصد اصرار مولانا کو مفتی صاحب سے اجازت لے کر ہری پور لے گئے۔

شرف صاحب چار سال تک ہری پور میں پڑھاتے رہے۔ وہاں پر مولانا صدر مدرّس تھے۔ علاوہ ازیں افتاء کا کام بھی مولانا کے سپرد تھا۔ ہری پور کے دوران قیام مولانا نے متعدد تعمیری کام انجام دیے۔ وہاں کے بکھرے ہوئے سُنّی علما کو جمع کیا۔ اور جمعیت علمائے سرحد، پاکستان، قائم کی۔ مولانا ہی کو جمعیت علمائے سرحد، پاکستان کا ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ افتاء، تدریس اور تنظیمی کاموں کے علاوہ مولانا تصنیف و تالیف میں بھی لگے رہتے تھے۔

چار سال بعد دسمبر ۱۹۷۱ء میں مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم، چکوال کے منتظمین کی ضرورت اور ان کے شدید اصرار پر مولانا چکوال چلے گئے۔ اور وہاں تدریس اور تبلیغ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ مولانا شرف نے اگرچہ چکوال میں تھوڑا عرصہ قیام کیا اور دو ہی سال بعد وہاں سے لاہور آگئے۔ لیکن اس عرصہ میں انھوں نے وہاں کے لوگوں میں سُنّیت اور رِضویت کی روح پھونک دی۔

مولانا نے تبلیغ و اشاعت کی خاطر ۱۹۶۷ء میں مکتبہ رضویہ بھی قائم کیا۔ متعدد مذہبی، تاریخی اور نصابی کتب شائع کیں۔

تبلیغ و اشاعت کو وسعت دینے کے ارادے سے مولانا دسمبر ۱۹۷۳ء میں لاہور آگئے۔ یہاں آنے کے بعد مولانا نے مفتی محمد عبدالقیوم صاحب اور مولانا محمد منشا تابش قصوری صاحب کے تعاون سے جامعہ نظامیہ میں "مکتبہ قادریہ" قائم کر دیا۔ مولانا بہت ہنس مکھ، ملنسار اور بذلہ سنج ہیں۔ طبعاً فیاض اور مہمان نواز ہیں۔ ۲۲

۲۲ ماہنامہ استقلال، لاہور شمارہ اکتوبر ۱۹۹۶ء

حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم شرف قادری

از مفتی علی احمد سندھیلوی

حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی بن مولانا اللہ دتہ بن نور بخش ۱۳۶۴ھ / ۱۹۴۴ء میں مرزا پور ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔ پرائمری تک تعلیم لاہور میں حاصل کی۔ اور ابتدائی مذہبی تعلیم اپنے والدین سے حاصل کی۔ پھر جامعہ رضویہ فیصل آباد داخلہ لیا۔ اور درسِ نظامی کی ابتداء کی۔ منطق کے ابتدائی رسالہ "صغریٰ" کے چند اسباق حضرت محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد رحمتہ اللہ علیہ سے پڑھے۔ نیز فیصل آباد میں آپ نے مولانا حافظ محمد احسان الحق، پیر منصور شاہ، حاجی محمد حنیف، مولانا محمد عبداللہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اور مولانا مفتی محمد امین دامت برکاتہم العالیہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔

۲۹ / جمادی الاول ۱۳۷۶ھ / ۲۱ / جنوری ۱۹۵۷ء کو سیال شریف پہنچے۔ وہاں صوفی حامد علی رحمتہ اللہ علیہ سے نحو میر پڑھی۔ ۱۹۶۳ء میں مولانا محمد اشرف سیالوی شیخ الحدیث شمس الاسلام سیال شریف سے "مسلم الثبوت"، "شرح وقایہ" وغیرہ کتب پڑھیں۔ جامعہ نظامیہ رضویہ میں حضرت مولانا غلام رسول رضوی بانی جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور سے متوسط کتب پڑھیں۔ علاوہ ازیں مولانا شمس الزماں، مولانا محمد ایوب، مولانا غلام مصطفےٰ اور مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ناظمِ اعلیٰ تنظیم المدارس، اہلسنت سے بھی کتب پڑھیں بعد ازاں ملک العلماء علامہ عطا محمد دامت برکاتہم کی خدمت میں بندیال حاضر ہوئے ہر فن میں استفادہ کیا۔

☆ نحو میں "شرح جامی، عبدالغفور و تکملہ"۔

☆ بلاغت میں "مختصر المعانی ومطول"۔

☆منطق میں "ملا جلال"، "قاضی"، "رسالہ قطبیہ" اور "حمد اللہ"۔

☆فلسفہ میں "میبذی، صدرا اور شمس بازغہ"۔

☆علم ہیئت میں "تصریح"۔

☆ھندسہ میں "اقلیدس"۔

☆فقہ میں "ہدایہ" مکمل۔

☆اصولِ فقہ میں "جامی" و "مسلم الثبوت"۔

☆حدیث میں "مشکوٰۃ، ترمذی" اور

☆تفسیر میں "بیضاوی" پڑھی۔ اور

☆"بدیع المیزان"، "مرقاۃ"، "قال اقول"، "شرح تہذیب"، "قطبی مع میر"، "ملا حسن" اور "مناظرہ رشیدیہ" کا سماع کیا۔

تدریسی زندگی کا آغاز ۱۹۶۵ء میں جامعہ نعیمیہ لاہور سے کیا۔ ۱۹۶۶ء تا ۱۹۶۷ء جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، اسی دوران نصف شعبان اور رمضان المبارک کا مہینہ دار العلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف میں تدریس کی۔ ۱۹۶۸ء تا ۱۹۷۱ء دار العلوم اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور ہزارہ، ۱۹۷۱ء میں مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم، چکوال، ۱۹۷۳ء کے آخر میں دوبارہ لاہور جامعہ نظامیہ رضویہ تشریف لائے۔ تاحال صدر المدرسین اور شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں۔

حضرت مولانا تحریر و تدریس کے شاہسوار ہیں۔ اردو، عربی، فارسی زبانوں میں اب تک ان کی بیسیوں کتب شائع ہو کر شائقینِ علم سے داد تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ تحریر و تقریر اور تدریس کے ساتھ آپ نے اشاعتِ کتب کے لئے مکتبہ قادریہ کے نام سے ایک کتب خانہ قائم کیا ہے۔ جس سے بیسیوں علمی اور معیاری کتب شائع ہو چکی ہیں۔ آپ ہمہ گیر ہمہ وقت مصروف اور ہر فن مولا شخصیت ہیں۔ آپ کے قلم میں روانی، حجت و دلیل کا زور،

آسانی وسادگی ہے کہ قاری کے قلب وذھن پر اثر کرتی ہے۔ یعنی ان کی تحریر خشک اور مردہ نہیں، زندہ اور باقی رہنے والی ہے۔ خوش کلام، شیریں زبان، نرم گوئی آپ کا طرہ امتیاز ہے۔ عاجزی وانکساری کا پیکر۔ سب کچھ ہونے کے باوجود اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھتے ہیں۔ ہر چھوٹے بڑے کا ادب واحترام تو آپ کے رگ وپے میں سرایت کئے ہوئے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مولانا کی اولاد کو ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دیا ہے۔ بڑے صاحبزادہ صاحب مولانا ممتاز احمد سدیدی تنظیم المدارس پاکستان اور اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد کے فارغ ہیں۔ آجکل جامعہ ازہر شریف میں زیر تعلیم ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا اور راقم الحروف استاذی مکرم ملک العلماء عطا محمد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے مولانا شرف صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"آپ کا بیٹا بڑا لائق ہے اگر گستاخی نہ سمجھیں، وہ علامہ عبدالمصطفےٰ ازہری صاحب سے بھی بڑھ کر ہے"

یعنی وہ اپنے والد کے ایسے جانشین نہیں بنے جیسے تمہارا بیٹا تمہارا جانشین ہے۔ دوسرے صاحبزادے مشتاق احمد قادری ہیں جنھوں نے اس سال (۱۹۹۷ء) میٹرک کے امتحان میں پورے سرگودھا بورڈ میں پہلی پوزیشن حاصل کی ہے۔ ۲۳؎

۲۵ر صفر ۱۴۱۸ھ — علی احمد سندھیلی

۳۰ر جون ۱۹۹۷ء — مفتی، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

۲۳؎ علی احمد، مفتی: حاشیہ "شیخ المشائخ حضرت مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی اپنے مکتوبات کے آئینے میں" (قلمی)

ایک صالح روایت کے نمائندہ

از خواجہ رضی حیدر

علمائے کبار اور مشاہیر و اخیارِ اُمت کا تذکرہ جہاں لمحہ موجود میں علم و عمل دُرست کرنے کا باعث ہوتا ہے، وہاں مستقبل میں ایک صالح روایت کے تسلسل کا موجب بھی۔ حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی ہمارے درمیان اپنی ذات میں علم و عمل کے حوالے سے ایسی ہی ایک صالح روایت کے نمائندہ ہیں۔ آپ نے بحیثیت ایک عالم دین اپنی تدریسی و منصبی ذمہ داریوں کے ساتھ ہی تصنیف و تالیف سے خود کو سنجیدگی سے وابستہ کررکھا ہے۔ علم حدیث، فقہ، تاریخ اور تذکرہ کے ضمن میں آپ اب تک ۳۵ کتابیں لکھ چکے ہیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور توفیقات میں وسعت و برکت عطا فرمائے کہ ایسے لوگ امت کا سرمایہ ہوتے ہیں۔

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری کے اندازِ تحریر کی شگفتگی اور مطالعاتی کشش کا اندازہ اس حقیقت سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کی بیشتر کتابوں کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ علامہ قادری کی تحریریں رنگ آمیزی، مبالغہ اور غیر ضروری اظہارِ عقیدت سے مبرا ہوتی ہیں، جس کی بنا پر وہ طبقات بھی جو بوجوہ اغیار میں شمار ہوتے ہیں، ان تحریروں کو نہ صرف بغور پڑھتے ہیں، بلکہ ان کی اتباع بھی کرتے ہیں۔

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ وہ اپنے اسلاف کی ایمانی کیفیت، عبادت و ریاضت، صدق و اخلاص، تبحرِ علمی، جامعیت و ہمہ دانی کو عام کریں تاکہ نہ صرف اغیار کے پروپیگنڈے کا ابطال ہو سکے بلکہ آئندہ نسلوں تک اپنے اسلاف کا ورثہ بھی منتقل ہو جائے، اور یہ بات بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ آپ کو خادم دین ہونے پر ناز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے علم و عمل کے حوالے سے سخت ترین حالات میں بھی معذرت خواہانہ رویہ

اختیار نہیں کرتے۔ اہل جاہ اور اہل دنیا کی آسائشوں کے آگے کسی احساس کمتری میں گرفتار نہیں ہوتے بلکہ اپنے علم و عمل کی بالادستی اور پائندگی پر قانع رہتے ہیں۔

آپ اپنے تمام صاجزادگان کو چشمۂ علم دین سے سیراب کرنے کا عزم ہی نہیں رکھتے ہیں بلکہ آپ نے عملی مثال قائم کی ہے :۔

☆ آپکے بڑے صاجزادے علامہ ممتاز احمد قادری سدیدی سلمہٗ جامعہ الازہر مصر، قاہرہ میں علم دین کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

☆ مولانا مشتاق احمد قادری دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف میں پڑھ رہے ہیں۔

☆ اور حافظ قاری نثار احمد قادری بھی مصروفِ تعلیم ہیں۔

انشاء اللہ یہ سب صاجزادگان اپنے والدِ گرامی کے نہ صرف علمی وارث ثابت ہوں گے بلکہ دُنیائے اسلام میں معزز و منفرد قرار پائیں گے۔

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری فی زمانہ علمائے سلف صالحین کا نمونہ ہیں۔ تجرّ علمی کے ساتھ فقر و استغناء آپ کے مزاج کا لازمہ ہیں اور فی زمانہ یہی بات ان کے ثقہ و کامل ہونے کا ثبوت ہے۔ آپ کی تحریریں جہاں خدمتِ دین اور روایات اسلاف کے فروغ میں ہیں، وہاں اپنے اخلاف اور آئندہ نسلوں کی تربیت کے لئے بھی ایک نمونہ ہیں۔ گویا آپ نے تصنیف و تالیف کے حوالے سے جو کاوشیں کی ہیں وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا بہترین سنگم ہیں ---- اللہ تعالیٰ حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری کی مساعی جمیلہ کو اپنے حبیبِ پاک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں قبول فرمائے اور آپ کی تحریروں کو آئندہ نسلوں کے علم و عقیدے کی اصلاح و پائیداری کا ذریعہ بنا دے ۔ آمین ! [۲۴]

۲۱ر مئی ۱۹۹۶ حقیرو پرُ تقصیر: خواجہ رضی حیدر، کراچی

[۲۴] ابتدائیہ ،نور نور چہرے (مرتبہ علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری) مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۷ء

علم کی ایک روشن دلیل

انٹرویو: محمد نواز کھرل / حافظ محمد یعقوب فریدی

"شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری ---- علم کی روشن دلیل --- راہِ علم میں آبلہ پائی کے درد کی لذت سے آشنا ---- اتباعِ رسول کی روشنیوں سے نور مند ---- سچائی و روشنی کے پیکر ---- قرآنی اوراق اور دینی کتب میں ڈوبا رہنے والا عالم دین ---- نیک تمناؤں اور اعلیٰ ارادوں سے لبالب بھرا ہوا ان تھک آدمی پیری کی حواس شکن عمر میں بھی روزانہ سولہ گھنٹے تصنیفی اور تدریسی کام کرنے والا محنتی استاد اور مصنف ---- تہجد گزاری کے مشکبو لمحوں میں بیدار ہونے اور ہر اذان کے ساتھ سجدہ ریز ہو جانے والا اللہ کا نیک بندہ ---- ہمیشہ نرم، مہربان اور دلگداز لہجے میں بات کرنے والا ایک دھیما اور سادہ سا انسان ---- خوبصورت رویّے والا صاحبِ دل فرد۔

علامہ صاحب کی شخصیت میں گمشدہ زمانوں کے علماء کی سی مقناطیسی کشش پائی جاتی ہے۔ انکے عالمانہ وقار میں عاجزانہ انکسار کی ایسی آمیزش ہے کہ پہروں ان کے پاس بیٹھنے اور ان کی دل کو چھو لینے والی باتیں سننے کو جی چاہتا ہے ---- اٹل عقیدہ، کھرا موقف، بے باکانہ اظہار، محنت، اخلاص، عبادت، ریاضت، علامہ صاحب کی وہ ادائیں ہیں جو اُن کی شخصیت کو حسن و زیبائی عطا کرتی ہیں۔ وہ اُن لوگوں میں سے ایک ہیں جن کی سادگی اور سچائی انھیں قابل قدر بناتی ہے۔ وہ اپنی ذات کے لئے کسی صلے، ستائش اور انعام کے آرزو مند نہیں۔ برسوں کی ریاضت نے ان کی شخصیت میں ایک حیران کر دینے والی ترتیب اور ششدر کر دینے والی بے نیازی پیدا کر دی ہے۔ وہ مظاہر قدرت کی طرح وقت کی پابندی کرتے ہیں۔ لایعنی ملاقاتوں

اور بے معنی باتوں کو وہ پسند نہیں کرتے ۔ان کے چہرے سے بچوں جیسا تجسس اور آسمانوں جیسا تقدس جھلکتا ہے---- شرف صاحب کی عکس در عکس چمکدار آئینے جیسی شخصیت میں ایک انوکھی فقیرانہ شان ہر وقت جاگتی رہتی ہے ۔انہوں نے اب تک ہزاروں صفحات لکھے ہوں گے۔اب تو لفظ ان کے دوست بن گئے ہیں۔ علامہ صاحب کیلئے لکھنا پڑھنا ہی زندگی ہے۔یہی ان کا ذریعہ آمدنی ہے اور یہی ان کا ذریعہ نشاط ہے اور وہ ذریعہ نجات بھی اس کو سمجھتے ہیں ۔بخدا یہی وہ لوگ ہیں جو معاشروں کو انعام کے طور پر بخشے جاتے ہیں اور قوموں کو توقیر عطا کرتے ہیں۔"

(محمد نواز کھرل) ۲۵

س : آپ کب اور کہاں پیدا ہوئے ؟

ج : ۲۴ ر شعبان المعظم ۱۳۶۳ھ / ۱۳ ر اگست ۱۹۴۴ء کو اس جہانِ رنگ و بو میں آنکھ کھولی اور اللہ تعالیٰ کی بے شمار اور بڑی نعمتوں سے سرفراز ہوا۔لیکن افسوس کہ ان کا شکریہ ادا نہیں کر سکا۔وہی کریم توفیق عطا فرمائے تو اس کی نعمتوں کا کچھ شکر ادا کر سکتا ہوں۔ فقیر کی پیدائش مرزاپور ضلع ہوشیارپور ، مشرقی پنجاب ہندوستان میں ہوئی۔

س : اپنے والدِ گرامی سے متعلق بھی کچھ ارشاد فرمائیں ؟

ج : میرے والدِ گرامی مولوی اللہ دتا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ "حافظ جی" کے لقب سے مشہور تھے۔والدین کا سایۂ شفقت بچپن ہی سے سر سے اُٹھ گیا۔ایک علمی خانوادے کی پیکرِ زہد و تقویٰ بیوہ خاتون جنت بی بی رحمہا اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنی کفالت میں لے لیا۔شادی بھی انہوں نے کی۔حافظ جی نے ان کے بھائی حکیم محمد حسن ، چچا میاں جمیل دین اور ماموں زاد بھائی حکیم محمد سعید رحمہم اللہ تعالیٰ سے فارسی اور طب کی کتابیں پڑھیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد

۲۵ محمد نواز کھرل رحافظ محمد یعقوب آفریدی-ماہنامہ اخبار اہلسنت،لاہور شمارہ جولائی ،۱۹۹۷ء

لاہور میں مقیم ہو گئے۔ جامع مسجد صدیقیہ انجن شیڈ میں خطیبِ پاکستان مولانا غلام الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کے نائب اور خادم کی حیثیت سے زندگی گزار دی۔ خطیبِ پاکستان سے کچھ صرف و نحو پڑھی اور قرآن پاک کا ترجمہ پڑھا۔ درسی تعلیم اتنی ہی تھی۔ ذاتی مطالعہ سے بہت کچھ حاصل کیا۔ حافظہ غضب کا تھا۔ تقریباً نصف صدی پہلے اساتذہ سے سُنی ہوئی باتیں اور مسائل ازبر تھے۔ اردو پنجابی اور فارسی کے سینکڑوں اشعار نوکِ زبان پر تھے۔ ان کی گفتگو بڑی مؤثر ہوتی تھی۔ موقع محل کے مطابق قرآنِ پاک کی آیات ، مولانا روم، شیخ سعدی، علامہ اقبال کے فارسی اشعار اور مولانا محمد حبیب اللہ نعمانی اور مولانا غلام رسول، دلپذیر کے پنجابی اشعار بلا تردّد پیش کر دیتے تھے۔ سخاوت تو ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ راستے میں جاتے ہوئے کسی نے جوتے کا سوال کر دیا تو اُسے جوتے اتار کر دے دیتے اور خود ننگے پاؤں گھر آجاتے سفر و حضر میں ریزگاری پاس رکھتے اور کسی سوالی کو خالی ہاتھ نہ جانے دیتے۔ عبادت و ریاضت کا پیکر تھے ۔ عموماً سحری کے وقت اور بعض اوقات آدھی رات کو اُٹھ کر مسجد میں چلے جاتے اور تلاوت یا درود شریف پڑھنے میں مصروف رہتے۔ یوں بھی اکثر اوقات کچھ نہ کچھ زیرِ لب پڑھتے رہتے ۔ ۲۵ر شعبان ۱۴۰۹ھ ر ۳ راپریل ۱۹۸۹ء کو رحلت فرما گئے اور انجن شیڈ، لاہور کے قبرستان میں محوِ استراحت ہوئے۔

س : بچپن کے واقعات سے متعلق بھی کچھ آگاہ فرمائیں ؟

ج : قیامِ پاکستان کے وقت میری عمر تین سال تھی۔ پاکستان آتے ہوئے کن مصائب کا سامنا کرنا پڑا، مجھے کچھ یاد نہیں۔ اتنا یاد ہے کہ برسات کا موسم تھا۔ جگہ جگہ پانی کھڑا تھا۔ مجھے انگلی پکڑ کر گھسیٹ رہے تھے کہ اچانک میرا پاؤں کسی گڑھے میں جا پڑا، چنانچہ مجھے گود میں اٹھا لیا گیا۔

بچپن میں مجھے بہت گہری نیند آتی تھی۔ جن دنوں میں جامعہ رضویہ فیصل آباد پڑھتا تھا

ایک دفعہ مدرسہ کی چھت پر سویا ہوا تھا۔ صبح کی نماز کے وقت کسی نے مجھے جگایا میں اُٹھا تو سہی لیکن بیدار نہیں ہوا۔ نیند ہی کی حالت میں جگانے والے کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سیڑھیاں اُترنے لگا۔ آخری سیڑھی پر قدم رکھتے ہی آنکھ کُھل گئی اور گھبرا کر اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔ کیونکہ میں حضرت محدّث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ کے کندھے کا سہارا لئے ہوئے تھا۔ آج بھی سوچتا ہوں تو تعجب ہوتا ہے کہ وہ کتنے کریم النفس تھے! تمام سیڑھیاں اُترے مگر ایک لفظ تک نہیں کہا۔ آج کا کوئی عالم ہوتا تو فوراً ہاتھ جھٹک دیتا اور ڈانٹ ڈپٹ الگ پلاتا۔

جب جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں داخل ہوا تو مجھے مسجد خراسیاں کا مؤذن مقرر کر دیا گیا۔ حضرت استاذِ مکرم مولانا غلام رسول رضوی (شیخ الحدیث) اس مسجد کے امام اور خطیب تھے۔ مولانا محمد یار سیالوی خطیب جامع مسجد اڈا کراؤن بس، صبح کی نماز شومار کیٹ کی مسجد میں پڑھانے جاتے تو مجھے اذان کے لئے اُٹھا دیتے۔ میں نیند ہی کی حالت میں اٹھ کر وضو کرتا اور اسی حالت میں اذان دے دیتا۔ جب حی علی الفلاح پر پہنچتا تو واپس آکر اپنی جگہ لیٹ جاتا اور مجھے کچھ خبر نہ ہوتی کہ کیا ہو گیا ہے؟

ایک اور واقعہ بھی سن لیجئے، سکول میں پرائمری تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد مجھے جامعہ رضویہ، فیصل آباد شعبہ حفظ میں داخل کرایا گیا۔ حفظ کی کلاس سنی رضوی جامع مسجد میں لگتی تھی۔ پڑھانے والے حافظ صاحب کی ایک آنکھ میں سفیدی تھی۔ ان کا معمول یہ تھا کہ اپنی مسند پر بیٹھے رہتے، کچھ دیر کے بعد اٹھتے اور ہر طالب علم کی پُشت پر چابک کے قلم سے پڑھائی اور یاد کرنے کا حکم نامہ خط کوفی سے نقش کر دیتے۔ اس طرزِ عمل کی دھشت دل پر اس قدر بیٹھی کہ جب ان کے پاس سُنانے کیلئے حاضر ہوتا تو "لکھیا پڑھیا بھلا رہی" کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ دو چار دن بعد ہی انھوں نے میرے برادرِ محترم کو بلا کر کہہ دیا کہ یہ بچہ قرآن یاد نہیں کر سکتا۔ اس طرح "ڈنڈا شاہی" سے تو نجات مل گئی، لیکن یہ افسوس ہمیشہ رہا کہ کاش کوئی

شفیق استاد مل جاتا تو مجھے بھی حفظ قرآن پاک کی سعادت مل جاتی۔

س : آپ کے کتنے بھائی ہیں اور کیا کام کرتے ہیں ؟

ج : میرے تین بھائی ہیں :-

بڑے بھائی مولانا محمد عبدالغفار ظفر صابری، جامعہ رضویہ مظہر اسلام، فیصل آباد کے فاضل اور محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری رحمتہ اللہ تعالیٰ کے شاگرد ہیں۔ فیصل آباد پکی گھر کی مسجد میں امام ہیں۔ بڑے خوددار اور بےباک ہیں۔ اس کے ساتھ ہی صابر و شاکر بھی ہیں۔ شعر و شاعری سے لگاؤ رکھتے ہیں۔ بزرگانِ دین کے حضور نذرانۂ سلام پیش کرنے اور غزل میں طبع آزمائی کرتے ہیں اور خوب دادِ سخن دیتے ہیں۔

چھوٹے بھائی احمد حسن ریلوے میں ملازم ہیں۔

اور سب سے چھوٹے فیض الحسن فرنیچر کا کام کرتے ہیں۔

س : دینی تعلیم کی طرف رجحان کیسے پیدا ہُوا ؟

ج : والدین کے دینی ماحول ، ان کی دعاؤں اور دوسرے بزرگوں کی دعاؤں کی برکت سے مجھے یہ سعادت ملی۔ بلاشبہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا یہ خاص کرم تھا مجھے متدین والدین ملے ۔ والدۂ ماجدہ صبر و رضا ، شرم و حیاء اور پرہیزگاری کا پیکر تھیں۔ سخت ترین حالات میں بھی ان کی زبان سے حرف شکایت نہیں سُنا۔ پابندِ صوم و صلوٰۃ، رمضان المبارک میں پندرہ سے بیس مرتبہ ختم قرآن کرتیں۔ دریادل اتنی کہ کیا مجال کوئی سائل خالی ہاتھ جائے۔ محدث اعظم مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری قدس سرہٗ سے بیعت تھیں۔ آخری وقت بے ہوشی کے عالم میں بھی ہر سانس کے ساتھ اسمِ ذات (اللہ) کا ذکر جاری تھا، جس کی آواز واضح طور پر سنائی دے رہی تھی۔ ۱۰ ذیقعدہ ۱۴۰۷ھ / ۷ جولائی ۱۹۸۷ء کو ان کا انتقال ہوا ہے ۔

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے

ان کے علاوہ ہمارے گھر میں ایک مقدس ہستی ماں جی جنت بی بی تھیں۔ جن کا ذکر ابتدائی سطور میں کیا جا چکا ہے۔ میں چونکہ گھر میں سب سے چھوٹا تھا، اس لئے ان کی شفقت و محبت اور دعاؤں سے خوب مستفیض ہوا۔ غالباً ۱۹۴۸ء میں مجھے ٹائیفائڈ ہو گیا۔ کبھی یوں محسوس ہوتا کہ سانپ آرہا ہے، کبھی بلی دیوار سے اترتی ہوئی دکھائی دیتی۔ ماں جی بڑی بے چین اور مضطرب رہتیں۔ اکثر اوقات صحت کیلئے دعائیں کرتیں۔ یہاں تک کہ !

"یااللہ ! اسے صحت عطا فرما اور میری زندگی بھی اسے عطا فرمادے۔"

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤں کے طفیل مجھے صحت عطا فرمادی لیکن وہ ۱۹۴۸ء یا ۱۹۴۹ء میں رحلت فرما گئیں۔ میرا نام بھی انہوں نے ہی رکھا تھا۔

مولانا محمد حبیب اللہ نعمانی مؤلف "تفسیر نعمانی" (پنجابی منظوم) کے والد صاحب کے ساتھ گہرے دوستانہ تعلقات تھے۔ مرزاپور تشریف لاتے تو ہمارے ہاں کئی کئی دن قیام کرتے۔ قیامِ پاکستان سے پہلے انھوں نے برادرم مولانا محمد عبدالغفار ظفر صابری مد ظلہٗ کے نام مکتوب ارسال کیا اور اس کے آخر میں لکھا :

"مولوی عبدالحکیم صاحب کو پیار اور دیدہ بوسی"

آج بھی سوچتا ہوں تو تعجب بلکہ حیرت ہوتی ہے کہ ان کی دُوررس نگاہوں نے دو سال کے بچے میں کیا چیز دیکھی تھی کہ اُسے "مولوی" اور "صاحب" کے لفظوں سے یاد کیا۔

قیامِ پاکستان کے بعد انجن شیڈ، لاہور میں قیام تھا۔ خطیبِ پاکستان مولانا غلام الدین اشرفی رحمتہ اللہ تعالیٰ سے بدائع منظوم کے چند اسباق پڑھے۔ وہ ازراہِ شفقت و محبت مجھے "علامہ" اور "فاضل لاہوری" کہا کرتے تھے۔ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی کو "فاضل لاہوری" بھی کہا جاتا ہے۔ میرا بھی وہی نام ہے اس لئے خطیبِ پاکستان نیک فال کے طور پر مجھے بھی "فاضل لاہوری" کہا کرتے تھے۔ اگرچہ فاضل سیالکوٹی سے میری نسبت وہی ہے جو ذرے کو آفتاب سے ہے۔ تاہم آج جو کچھ بھی ہوں۔ اس میں خطیبِ پاکستان کی دعاؤں کا بھی اثر ہے۔

مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ، والدین اور بزرگوں کی دعاؤں اور نیک تمناؤں کی برکت سے مجھے علم دین کا طالب بننے کی توفیق ہوئی۔ اس سعادت کا جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔

میں نے ''تذکرہ اکابرِ اہلسنت'' کا انتساب والد گرامی رحمتہ اللہ تعالیٰ کے نام کیا تھا اس وقت وہ حیات تھے۔ انتساب کے کلمات ملاحظہ ہوں :

''فقیر اپنی اس ناچیز کوشش کو بصد ادب و نیاز والد گرامی مولانا اللہ دتا صاحب مد ظلہ العالی کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ جن کی دین داری اور نیک نفسی مجھے اکابرِ اہل سنت و جماعت (کثرھم اللہ تعالیٰ) کی خدمت میں لے آئی، ورنہ نہ معلوم کہاں کہاں ٹھوکریں کھانا پڑتیں۔''

لگے ہاتھوں ایک اور واقعہ بھی سُن لیں۔ جن دنوں میں جامعہ رضویہ ، فیصل آباد میں بسلسلہ تعلیم اپنے برادر محترم کے ساتھ رہتا تھا۔ ہمارے ساتھ چک جھمرہ کے مولانا رحمت اللہ رہا کرتے تھے۔ ان کی زبان میں کسی قدر لکنت تھی، لیکن تھے بہت ذہین۔ ایک دن برادر محترم سے کہنے لگے :

''اگر یہ محنت کر کے پڑھے تو اپنے خاندان کا نام روشن کر سکتا ہے۔''

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مختلف حضرات اپنی فراست کی بنا پر اچھے تاثرات کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ بعد میں مولانا رحمت اللہ کچھ عرصہ جامعہ نعیمیہ ، لاہور رہے۔ پھر ایک حادثہ میں عین عالمِ شباب میں شہید ہو گئے۔ رحمتہ اللہ علی رحمتہ اللہ الشہید۔

س : آپ نے بچپن میں بڑا ہو کر کیا بننے کا سوچا تھا ؟

ج : یہی کہ بندۂ مومن ہوں گا، مدرس ہوں گا ، خادمِ دین ہوں گا اور تصنیف و اشاعت کے ذریعے مسلکِ اہلِ سنت کی خدمت کروں گا۔ الحمد للہ تعالیٰ کہ ان ہی مقاصد کیلئے

آج بھی مصروفِ کوشش ہوں۔

س : تعلیمی مراحل کہاں کہاں اور کیسے طے کئے ؟

ج : انجمن شیڈ، لاہور کے پرائمری سکول میں پانچ جماعت پاس کر کے شوال ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۵ء کو جامعہ رضویہ، فیصل آباد میں داخل ہوا۔ مولانا سید منصور شاہ، مولانا حافظ احسان الحق، مولانا حاجی محمد حنیف، مولانا محمد عبداللہ جھنگوی رحمتہ اللہ تعالیٰ اور مولانا حاجی محمد امین مد ظلہٗ العالی مہتمم جامعہ امینیہ رضویہ، فیصل آباد سے فارسی، صرف و نحو اور ادب کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ حضرت پیرِ طریقت صاجزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر مد ظلہٗ العالی، فیصل آباد کے ساتھ شریک درس رہا۔ دورانِ سال حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمتہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے اور مولانا محمد عبداللہ جھنگوی کو اپنے ساتھ سیال شریف لے گئے ۲۹/ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۶ھ / ۲/ جنوری ۱۹۵۷ء کو میں نے بھی جا کر دار العلوم شمس الاسلام ،سیال شریف میں داخلہ لے لیا۔ اور صوفی حامد علی رحمتہ اللہ تعالیٰ سے "نحو میر" پڑھی۔ بعد میں انھوں نے لیہ میں اپنا مدرسہ قائم کر لیا۔ اڑھائی مہینے کے بعد تعلیمی سال ختم ہوا تو میں واپس آگیا۔

ماہ شوال ۱۳۷۶ھ / مئی ۱۹۵۷ء کو جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ، لاہور میں داخلہ لیا۔

یہاں مولانا شمس الزماں قادری، مولانا غلام مصطفےٰ (سمندری)، مولانا حافظ محمد ایوب ہزاروی، مولانا نور محمد قادری (واربرٹن) سے درسِ نظامی کی ابتدائی اور متوسط کتابیں پڑھیں مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، حال ناظمِ اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ سے "کافیہ" اور "شرح تہذیب" پڑھی۔ مفتی صاحب بڑی محنت سے پڑھاتے تھے اور سُنتے بھی تھے۔ اکثر وبیشتر کتابیں حضرت مولانا غلام رسول رضوی، شیخ الحدیث سے پڑھیں جو اس وقت جامعہ

کے مہتمم بھی تھے۔

حضرت شیخ الحدیث کی شفقت و محبت ناقابل فراموش ہے۔ ایک دفعہ غالباً ملا حسن کی عبارت پڑھ رہا تھا کہ انہوں نے فرمایا :

" بس کرو! مجھے پتہ ہے کہ تمہیں عبارت آتی ہے ۔"

انکے اس قسم کے کلمات طلباء کو خود اعتمادی کی دولت سے سرشار کر جاتے تھے۔ ان ہی دنوں وار برٹن سے مولانا نور محمد قادری بحیثیت مدرس جامعہ میں تشریف لائے۔ ان کے پاس میرا سبق "شرح جامی" کا شروع ہوا۔ حضرت شیخ الحدیث نے مجھے مطالعہ کرنے کیلئے "سوال باسولی" کا ذاتی نسخہ عنایت فرمایا۔ "سوال باسولی" میں سوال و جواب کا طویل سلسلہ ملتا ہے۔ میں رات کو مطالعہ کرتا اور صبح اُستاد صاحب کے سامنے یکے بعد دیگرے کئی کئی سوالات پیش کر دیتا ۔ ایک دو دن تو انہوں نے جوابات دیئے۔ تیسرے دن انھوں نے کہا کہ تم کونسی کتاب کا مطالعہ کرتے ہو؟ میں نے "سوال باسولی" کا نام بتایا تو انہوں نے فرمایا :

" میرے پاس "باسولی" کے سوالات کا جواب نہیں ہے۔"

میں نے اسی دن سبق موقوف کر دیا---چند دن کے بعد استاد صاحب چلے گئے اور "شرح جامی" کا سبق حضرت شیخ الحدیث کے پاس آگیا، لیکن میں پھر بھی اس میں شریک نہیں ہوا میرے سر میں یہ سودا سما گیا کہ "شرح جامی" مجھے آتی ہے۔ مجھے پڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس خوش فہمی کو اس وقت اور تقویت ملتی جب "جامی" پڑھنے والے ساتھی مجھ سے کوئی مقام سمجھتے ۔

میں اسی اندھیرے پر قناعت کیے رہتا، اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت میرے شامل حال نہ ہوتی۔ ہوا یوں کہ ایک حادثے نے مجھے دارالعلوم مظہریہ امدادیہ ، بندیال حضرت ملک المدرسین مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی مدظلہ العالی کی خدمت میں پہنچا دیا۔ اس سلسلے میں شیخ الحدیث مولانا محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی کی راہنمائی کا بڑا دخل تھا۔ غالباً ماہ ربیع الثانی

۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء کا واقعہ ہے، بندیال پہنچا تو استاد صاحب نے فرمایا :

"شرح جامی"، "مختصر المعانی" اور "تکملہ عبدالغفور" میں شریک ہو جاؤ۔"

میرے لئے یہ شاہی حکم بڑی الجھن کا باعث بنا۔ لاہور میں جو سات اسباق پڑھتا تھا، ان میں سے ایک بھی شروع نہ تھا، میں نے عرض کیا :

"مختصر المعانی تو میں پڑھ چکا ہوں۔"

استاد صاحب نے فرمایا :

"تم نے "مختصر المعانی" نہیں پڑھی، وہی پڑھو ۔"

"شرح جامی" کے بارے کچھ عرض نہیں کیا کہ اس کے پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ دوسری اُلجھن یہ تھی کہ لاہور میں اساتذہ اردو میں پڑھاتے تھے، جبکہ حضرت ملک المدرسین سرگودھا کی ٹھیٹھ پنجابی میں پڑھاتے تھے۔ ممکن تھا کہ میں واپس آجاتا لیکن حضرت مولانا محمد اشرف سیالوی نے میری بڑی دلجوئی کی۔ مجھے اپنے چھوٹے بھائی کی طرح اپنے ساتھ رکھا، کھانا ساتھ کھِلاتے ۔ "شرح جامی" کا جو حصہ پڑھا جا چکا تھا، وہ میں نے خود مطالعہ کر کے انھیں سُنایا۔

چند اسباق پڑھنے کے بعد ہی طبیعت مطمئن ہو گئی اور مجھے اعتراف کرنا پڑا کہ میں نے پہلے "مختصر المعانی" واقعی نہیں پڑھی تھی۔ "شرح جامی" اور "تکملہ عبدالغفور" اور ان کے علاوہ بہت سی کتابیں پڑھیں۔ کئی سال وہاں پڑھنے کے بعد جب واپس لاہور آیا تو میرا تاثر تھا کہ بندیال میں کچھ حاصل ہوا یا نہیں، تاہم اپنی جہالت کا صحیح معنوں میں انکشاف ہو گیا۔

ان ہی دنوں فیصل آباد میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری رحمتہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے دریافت فرمایا :

"کہاں پڑھتے ہو؟" ---- عرض کیا! "بندیال"۔ پھر فرمایا---- "کیا پڑھتے ہو؟"

عرض کیا "مختصر المعانی"، "تکملہ" اور "شرح جامی" ---- تو فرمایا :
"بندۂ خدا ! منطق کے گھر میں رہ کر منطق کا کوئی سبق نہیں پڑھتے !"
بندیال شریف میں درسِ نظامی کی اہم ترین کثیر التعداد کتابیں پڑھیں ۔

س : آپ اساتذہ سے متعلق بھی کچھ بتائیں ! ؟

ج : گذشتہ سطور میں اساتذہ کا ذکر کیا جا چکا ہے ۔ البتہ ایک واقعہ کا تذکرہ ضروری ہے ۔ ۱۹۶۳ء میں استاد گرامی ملک المدرسین مولانا علامہ عطا محمد چشتی گولڑوی مد ظلہ حج و زیارت کیلئے گئے تو میں نے سوچا کہ اس فرصت میں عربی ادب کی کچھ کتابیں پڑھ لوں ۔ کیونکہ حضرت استاد صاحب عربی ادب پر کامل عبور رکھنے کے باوجود ادب کی کتابیں نہیں پڑھاتے تھے ۔ وہ فرماتے تھے کہ درس نظامی میں ادب کا بڑا ذخیرہ موجود ہے ۔ سننے میں آیا تھا کہ جامعہ فتحیہ ، اچھرہ میں ایک استاد ہیں جو عربی ادب اچھا پڑھاتے ہیں ۔ میرا ارادہ تھا کہ ان سے کچھ پڑھ لیا جائے ۔ ان ہی دنوں حضرت مولانا ابو الفتح محمد اللہ بخش رحمتہ اللہ تعالیٰ (واں بھچراں) سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا :

"تم دیوبندی مدرس کے پاس کیوں پڑھنا چاہتے ہو ؟ کیا سُنّی استاد نہیں ملتے ؟
میں نے ابتدا میں کچھ دیوبندی اساتذہ سے پڑھا تھا ، لیکن وہ سب مر چکے ہیں ۔ جن لوگوں کے دل میں رسول اکرم ﷺ کی محبت و تعظیم نہیں ہے ، ہمیں ان کی تعظیم کرنے اور انھیں استاد بنانے کی کیا ضرورت ہے ۔"

اس کے باوجود میں جامعہ فتحیہ ، اچھرہ پہنچ گیا ۔ حُسنِ اتفاق کہ وہ مدرّس رخصت پر تھے ۔ طلباء نے بتایا کہ اُستاد صاحب کے پاس چھ سات اسباق ہیں ، اس لئے وہ اچھی طرح نہیں پڑھاتے ، تم جامعہ اشرفیہ میں داخلہ لے لو ۔ چنانچہ میں واپس آگیا اور دیوبندیوں کا شاگرد بننے سے بال بال بچ گیا ۔

شیخ الحدیث مولانا محمد اشرف سیالوی مد ظلہٗ کے یاد فرمانے پر سیال شریف حاضر ہو گیا۔ اور اُن سے "شرح وقایہ"، "مسلم الثبوت" اور "سراجی" کے کچھ اسباق پڑھے "سراجی" کا ایک باب ہے "مناسخہ" میں نے سن رکھا تھا کہ یہ مشکل ترین باب ہے۔ جب اس باب پر پہنچا تو مطالعہ سے یہ باب حل ہو گیا۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب سے کہہ دیا کہ اس سے آگے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بحمدہٖ تعالیٰ بعد میں کئی دفعہ "سراجی" پڑھانے کا اتفاق ہوا اور اندازہ ہوا کہ کتاب کا اگلا حصہ بہت مشکل ہے۔ تاہم استادِ گرامی ملک المدرسین کی دعا کی برکت سے کوئی ایسا مقام نہ آیا جو حل نہ ہو سکا ہو۔

س : اساتذہ میں سب سے زیادہ کس سے متاثر ہیں؟

ج : ملک المدرسین استاذ الاساتذہ مولانا علامہ الحاج عطا محمد چشتی گولڑوی مد ظلہٗ العالی سے۔ سب سے زیادہ درسِ نظامی کی کتابیں ان ہی سے پڑھیں۔ ان کی عادتِ کریمہ یہ تھی کہ ہر سبق باقاعدہ تیاری اور مطالعہ کے بعد پڑھاتے تھے۔ آسان سے آسان کتاب بھی بغیر مطالعہ کے نہیں پڑھاتے تھے۔ ایک رات ایسا بھی ہوا کہ استاد صاحب نے "ہدایہ اخیرین" کا مطالعہ شروع کیا ان کے ساتھ ہی میں نے بھی اسی کتاب کا مطالعہ شروع کیا میں مطالعہ سے فارغ ہو کر سونے کیلئے چلا گیا اور سو یکھا کہ استاد صاحب ابھی مطالعہ کر رہے ہیں۔ ان کے سمجھانے کا انداز اتنا بھرپور ہوتا تھا کہ غبی سے غبی طالب علم کے ذہن میں بھی زیرِ درس سبق نقش کر دیتے تھے۔ پڑھانے کے بعد اسی وقت طالب علم سے سنتے تھے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس نے سمجھا بھی ہے یا نہیں۔ سب سے بڑی بات بلکہ ان کی کرامت یہ تھی کہ طلباء میں علم کا شوق عشق تک پہنچ جاتا تھا۔ کیا مجال کہ کوئی طالب علم پیشگی تیاری اور مطالعہ کے بغیر ان کے درس میں شریک ہو جائے۔ یہی وجہ تھی کہ وہاں سہ ماہی، شش ماہی اور سالانہ امتحان کا کوئی ... نہ ہی سند دی جاتی اور نہ ہی دستار بندی کا اہتمام ہوتا تھا۔ حضرت استاد صاحب

استاد گر ہیں۔ انھوں نے پچاس سے زیادہ مدرسین اہل سنت و جماعت کو دیئے ہیں۔ ملک کے کسی گوشے میں واقع دار العلوم میں مدرس کی ضرورت ہو، ان کے نزدیک کسی بھی فاضل کیلئے سب سے بڑی سند یہ ہے کہ وہ بندیال کا پڑھا ہوا ہے۔ جامعہ امدادیہ مظہریہ، بندیال کا نام مدارس کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔

حضرت صاحب کے تلامذہ کی عقیدت و محبت کا یہ عالم ہے کہ جب وہ نام لئے بغیر "اُستاد صاحب" کہتے ہیں تو اس سے مُراد آپ ہی کی ذات اقدس ہوتی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی ذات استاد علی الاطلاق ہے۔ چونکہ آپ کے ہاں دستار بندی نہیں ہوتی تھی، اسلئے وہاں فارغ التحصیل ہونے کا تصور بھی عام روایت سے جداگانہ تھا۔ جب کوئی طالب علم اپنے ظرف کے مطابق اکتسابِ فیض کر لیتا تو رخصت ہو جاتا۔ میں نے بھی ایسے ہی کیا۔

۱۹۶۵ء میں جامعہ نعیمیہ، لاہور میں بحیثیت مدرس تقرر ہوا۔ شیخ الحدیث مولانا محمد اشرف سیالوی بھی اسی جامعہ میں پڑھا رہے تھے۔ دوران سال علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کا بندیال سے مکتوب موصول ہوا کہ استاد صاحب نے ایک دن گفتگو کے دوران فرمایا:

"تدریس سے تو بہتر تھا کہ وہ جامعہ اسلامیہ، بہاولپور میں چلا جاتا، جہاں غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی شیخ الحدیث ہیں۔"

استاد صاحب کی عقیدت کا یہ عالم تھا کہ میں بلا تامل بہاولپور چلا گیا اور انٹرویو میں شریک ہوا۔ انٹرویو دینے کیلئے جامعہ اسلامیہ کے پانچ اساتذہ کے بورڈ کے سامنے حاضر ہوا۔ سامنے حامد حسن بلگرامی، رئیس الجامعہ، دائیں جانب علامہ کاظمی صاحب اور بائیں جانب شمس الحق افغانی بیٹھے ہوئے تھے۔ دو اساتذہ ان کے علاوہ تھے۔ حضرت غزالیٔ زماں رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کوئی سوال نہیں پوچھا۔ "بخاری شریف" کھولی تو سامنے باب تھا "باب التکبیر الی الصلوٰۃ"۔ عبارت پڑھی تو افغانی صاحب نے سوال کیا:

"ترجمۃ الباب (عنوان) اور حدیث میں کیا مناسبت ہے؟"

"بخاری شریف" میں عموماً یہ سوال بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ جتنی دیر میں انہوں نے سوال کیا، اتنی دیر میں راقم حاشیہ دیکھ چکا تھا چنانچہ بڑی آسانی کے ساتھ جواب دیدیا۔ پھر "شرح عقائد" کھولی گئی۔ مقام تھا "والصانع للعالم ھواللہ الواجب القدیم"۔ اس پر جو سوال کیا گیا اس کا جواب مزید آسان ثابت ہوا کیونکہ میں "شرح عقائد" کا "حاشیہ فاضل خیالی" حضرت ملک المدرسین سے پڑھ چکا تھا۔ پھر پوچھا گیا کیا "ہدایہ اخیرین" پڑھی ہے؟ اثبات میں جواب دینے پر کہا گیا کہ اتنا ہی کافی ہے۔ الحمدللہ! انٹرویو کے دوران ذرا پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ حضرت ملک المدرسین کا فیض سر پر سایہ فگن تھا اور دوسری وجہ یہ تھی کہ حضرت غزالیٔ زماں میری دائیں جانب تشریف فرما تھے۔ بلگرامی صاحب نے کہا کہ ایک پیری تخصص میں داخلہ لے کر انگریزی پڑھو، پھر دو سال کیلئے تخصص فی الحدیث میں داخلہ ملے گا۔ میں نے کہا کہ اتنا تو میرے پاس وقت نہیں ہے۔

انٹرویو کے کمرے سے باہر آیا تو حضرت غزالیٔ زماں بھی تشریف لائے اور فرمانے لگے "مولانا کو تو خواب میں بھی انٹرویو دینا پڑے تو دیدیں گے"

پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا:

"آپ یہ کیوں کہتے ہیں کہ میرے پاس وقت نہیں ہے آپ داخلہ لے لیں۔ پھر لاہور جاکر مشورہ کرلیں۔ اگر مرضی ہو تو آجائیں ورنہ معذرت کر دیں۔"

افسوس کہ واپسی پر یہی فیصلہ ہوا کہ معذرت کر دی جائے۔ چند دنوں بعد پاک بھارت جنگ چھڑ گئی۔

بات ہو رہی تھی حضرت ملک المدرسین مدظلہٗ کی عقیدت و محبت کی۔ اسی سلسلہ میں ایک اور واقعہ بھی سُن لیں۔ ۱۹۶۷ء میں فقیر جامعہ نظامیہ رضویہ میں فرائضِ تدریس انجام دے رہا تھا۔ یہ میرا جامعہ میں دوسرا سال تھا۔ حضرت استاد صاحب کا مکتوب گرامی موصول ہوا کہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ میں پیر محمد کرم شاہ الازہری نے ایک مدرس طلب کیا

ہے، تم وہاں چلے جاؤ۔ سرتابی کی مجال نہ تھی۔ شعبان میں سالانہ چھٹیاں ہوتے ہی میں بھیرہ چلا گیا۔ میرے ذمہ جو اسباق لگائے گئے وہ تھے "توضیح تلویح"، "ہدایہ" جلد ثالث اور "امور عامہ"۔ "توضیح تلویح" میں نے پڑھی ہی نہ تھی۔ "امور عامہ" پڑھی تو تھی لیکن درس نظامی کی کتابوں میں جو مجھے سب سے مشکل کتاب معلوم ہوئی وہ یہی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میرے پاس جو کتاب تھی، اس پر علامہ فضل حق رامپوری کے حواشی تھے۔ انھوں نے اکثر وبیشتر کتاب کو حل کرنے کی بجائے میر زاہد پر اعتراضات وارد کئے تھے۔ اس کتاب پر حضرت ملک المدرسین کی تقاریر میں نے لکھی ہوئی تھیں۔ لیکن وہ لاہور میں تھیں۔ پھر لطف کی بات یہ کہ طلبہ مجھ سے قدو قامت اور عمر میں بڑے تھے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ! کہ مجھے کوئی تشویش نہ تھی۔ یہ خود اعتمادی حضرت ملک المدرسین کے جوتے سیدھے کرنے کا صدقہ تھی۔

بھیرہ سے میں نے حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کو عریضہ ارسال کیا کہ میں حضرت استاد صاحب کے حکم پر بھیرہ شریف میں تدریسی ذمہ داری ادا کرنا چاہتا ہوں، لیکن انھوں نے اجازت نہ دی۔ اِدھر دو دفعہ حضرت استاد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر لاہور جانے کی اجازت طلب کی، لیکن وہ رضامند نہ ہوئے۔ رمضان شریف کے بعد مفتی صاحب مجھے ساتھ لیکر حضرت استاد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے اجازت دیدی۔ اس طرح میں پھر جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور آگیا۔

اِس طویل گفتگو سے یہ بتانا مقصود ہے کہ بحمدہٖ تعالیٰ حضرت استاد صاحب سے ہم لوگوں کی عقیدت کا کیا عالم ہے؟ اِس جگہ یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت استاد صاحب ہمارا قومی سرمایہ ہیں۔ دُنیائے سُنّیت کے عظیم محسن ہیں۔ تقریباً نصف صدی تک درسِ نظامی کی معقولات و منقولات کی دقیق ترین کُتب کی تدریس کا جاں گسل فریضہ انجام دیتے رہے، اور وہ بھی اِس امتیازی شان کے ساتھ کہ آج تو کجا اُن کے معاصرین میں بھی ان کے پائے کا کوئی مدرس نہیں تھا۔ انھوں نے پچاس سے زیادہ قابل مدرسین اہلِ سنت کو تیار کر

کے دیئے۔ طویل عرصہ تک جمعیت العلماء پاکستان سے وابستہ رہے۔ آج وہ بستر علالت پر دراز ہیں تو تمام اہلِ سنّت اور خاص طور پر اُن کے تلامذہ کا فرض بنتا ہے کہ ان کے علاج معالجے کا انتظام کریں۔

س : اپنے زمانہ طالب علمی اور آج کے دینی مدارس کے ماحول میں کیا فرق محسوس کرتے ہیں ؟

ج : اُس زمانے میں طلبہ میں تحصیل علم کا شوق وذوق بہت پایا جاتا تھا اساتذہ کا احترام بھی حد درجہ پایا جاتا تھا۔ جس کی مختصر جھلک گذشتہ سطور میں پیش کی جا چکی ہے۔ آج نہ وہ ذوق و شوق ہے اور نہ ہی اساتذہ سے وہ عقیدت و محبت ہے۔ اکبر الہ آبادی نے کہا تھا کہ پہلے زمانے میں طالب علم کا خیال ہوتا تھا کہ اُستاد کو دِل پیش کیجئے اور آج کا شاگرد اُستاد کو کہتا ہے کہ بل پیش کیجئے !۔ میری رائے میں اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ

☆ دین اور علم کا درد رکھنے والے وہ اساتذہ نہیں رہے۔

☆ دوسرے نمبر پر معاشرے میں لادینی اثرات کی یلغار ہے ۔ جب دین کی قدرو منزلت ہی کم ہو جائے گی تو اِس طرف آنے والوں کی حوصلہ افزائی کون کرے گا ؟

☆ تیسرے نمبر پر معاشی مسئلہ ہے گزشتہ سالوں کا یہ مشاہدہ ہے کہ دس پندرہ سال سے دینی مدارس میں پڑھانے والے سکول ٹیچر بنتے گئے۔

س : تصنیف و تالیف کے شعبے میں کیسے آئے ؟

ج : جن دنوں جامعہ امدادیہ مظہریہ ، بندیال میں پڑھتا تھا تو ایک دفعہ بندیال کے مشرق میں واقع دیوبندیوں کی مسجد میں جلسہ ہوا۔ جس میں ضیاء القاسمی نے تقریر کی۔ تقریر کیا تھی بریلویوں کے خلاف آگ کے شعلے لپک رہے تھے۔ جامعہ امدادیہ مظہریہ میں صاف آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ کہہ رہے تھے :

"علماء دیوبند نے تعلیمی، تبلیغی، تعمیری اور تصنیفی میدان میں فلاں فلاں کارنامے انجام دیئے (لمبی چوڑی تفصیل کے ساتھ)۔ میں بریلویوں سے پوچھتا ہوں کہ تم نے علمائے دیوبند کی تکفیر کے علاوہ کیا کام کیا؟"

یہ ایک شدید ضرب تھی جس کی چوٹ کو میں نے دل کی گہرائی سے محسوس کیا اور تہیہ کیا کہ تصنیف اور اشاعت کے میدان میں جو کچھ ہو سکا ضرور کروں گا۔ سب سے پہلے ۱۹۶۸ء میں "حمد اللہ" شرح سلّم پر مولانا احمد حسن کانپوری رحمہ اللہ تعالیٰ (امام احمد رضا بریلوی کے محبّ خاص) کا حاشیہ جو زمانہ طالبِ علمی میں راقم نے نقل کیا ہوا تھا، کتابت کروا کر مکتبہ رضویہ، لاہور سے شائع کیا۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ بندیال کے طلبہ میں حضرت استاد صاحب کی تقریرات لکھنے کا رواج تھا۔ یہاں تک کہ طلبہ کی کوشش ہوتی تھی کہ جو الفاظ استاد صاحب نے کہے ہیں، وہی محفوظ کیے جائیں۔ کیونکہ اُستاد صاحب کا انداز بیان اتنا اچھوتا ہوتا تھا کہ شروح اور حواشی میں نہیں ملتا تھا۔ چنانچہ میں نے بھی اُستاد صاحب کی تقریرات قلمبند کیں۔ کچھ عربی میں کچھ فارسی میں اور کچھ اردو میں۔ بحمدہٖ تعالیٰ وہی مشق بعد میں کام آتی رہی۔

س: پہلی تحریر کب اور کس رسالے میں شائع ہوئی؟

ج: غالباً سب سے پہلے تو میں نے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے رسالہ "الحجۃ الفائحہ" کا فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا تھا۔ جو جمعیت علماء سرحد، پاکستان کی طرف سے شائع ہوا۔ باقاعدہ پہلی کتاب "یادِ اعلیٰ حضرت" لکھی جو ۱۹۷۰ء میں ہری پور سے جمعیت علماء سرحد کی طرف سے شائع ہوئی اور الحمد للہ! آج بھی دستیاب ہے۔ پہلا مضمون "ترجمان اہلِ سنت" کراچی میں شائع ہوا۔

س: اب تک کتنی کتابیں شائع ہو چکی ہیں؟

ج : تین درجن چھپ چکی ہیں۔ کچھ عربی اور فارسی میں ہیں اور زیادہ تر اردو میں ہیں۔ ان میں سے "تذکرہ اکابر اہلِ سُنت، پاکستان"۔ "البریلویہ کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ" اور "من عقائد اہل السُنّۃ" کو بہت پذیرائی حاصل ہوئی۔ یہ کتابیں ہندوستان میں بھی چھپ چکی ہیں۔

س : تعلیم و تدریس اور دیگر مصروفیات میں سے لکھنے کا وقت کیسے نکال لیتے ہیں

ج : احساسِ ذمہ داری، سچی لگن اور عزمِ صمیم ہو تو اللہ تعالیٰ کی توفیق اور نصرت شامل حال ہو جاتی ہے۔ درس و تدریس، احباب کی ملاقات، آنے والے خطوط کے جوابات، مکتبۂ قادریہ کی مصروفیات اور خطابت کے باوجود اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے کہ چند سطریں ہی سہی کچھ نہ کچھ لکھ لیتا ہوں۔ جامعہ ازہر شریف مصر کے استاد جناب سید حازم نے امام احمد رضا بریلوی کا عربی کلام "بساتین الغفران" کے نام سے جمع کیا ہے، جو تقریباً تین سو صفحات پر مشتمل ہوگا۔ وہ جاتے ہوئے میرے سپرد کر گئے ہیں۔ اِن دنوں پروف ریڈنگ کر رہا ہوں۔

علامہ غلام رسول سعیدی شارح "مُسلم شریف"۔ "تذکرہ اکابرِ اہل سنت" کے تعارف میں لکھتے ہیں:

"مولانا اپنی مصروفیات کے باعث بچوں کے ساتھ زیادہ وقت نہیں گزار سکتے۔ اور اہل و عیال کے حقوق کا بیشتر حصہ مسلک کی خدمت کی نذر ہو جاتا ہے" (ص ۱۹)

اللہ تعالیٰ میری اس کوتاہی کو معاف فرمائے اور میرے اہل و عیال کو دنیا و آخرت کی نعمتوں سے بہرہ ور فرمائے۔ ان کی امداد میری زندگی کا قیمتی سرمایہ ہے۔

س : آپ کے کتنے بیٹے ہیں اور وہ کیا کر رہے ہیں؟

ج : میری شادی ۱۰ / مارچ ۱۹۶۳ء کو ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے دو بیٹیاں اور تین بیٹے عطا

فرمائے۔

☆بڑے بیٹے ممتاز احمد سدیدی نے پہلے درس نظامی پڑھ کر تنظیم المدارس کی طرف سے "شہادۃ عالمیہ" کا امتحان دیا اور پورے ملک میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ پھر انٹر نیشنل اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد سے ایم۔اے عربی کیا ۔اور اب جامعہ ازہر شریف ، مصر میں داخلہ لے کر مصروف تعلیم ہیں۔وہ عمرہ کی سعادت بھی حاصل کر چکے ہیں

☆دوسرے بیٹے مشتاق احمد قادری دار العلوم محمدیہ غوثیہ ، بھیرہ شریف میں پڑھ رہے ہیں۔

☆اور تیسرے بیٹے حافظ قاری نثار احمد قادری ہیں

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ انہیں علم و عرفان عطا فرمائے اور اخلاص و احسان کے مقام پر فائز فرمائے۔آمین یارّب العالمین !

س : آپ کہاں بیعت ہیں؟

ج : ۱۷/ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ / ۲۵/ مارچ ۱۹۷۰ء کو راقم مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کے دستِ اقدس پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہوا۔امام احمد رضا بریلوی کے پر پوتے مولانا ریحان رضا خاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خلافت واجازت عنایت فرمائی۔

س : حضرت سید ابو البرکات کے آپ شاگرد بھی رہے ہیں۔ ان سے متعلق آپ کچھ بتانا پسند فرمائیں گے؟

ج : مفتیٔ اعظم پاکستان علامہ ابو البرکات سیّد احمد قادری قدس سرہٗ العزیز امام اہلِ سنت تھے۔انکا فتویٰ صرف پاکستان میں نہیں بلکہ پاک و ھند کے اہلِ سنت دُنیا کے جس ملک میں بھی آباد تھے،اُن کیلئے سند کا درجہ رکھتا تھا۔انھوں نے دو سال بریلی شریف میں امام احمد رضا

بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے افتاء کا طریقہ سیکھا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ انکے فتاویٰ میں امام احمد رضا بریلوی کے اندازِ افتاء کی واضح جھلک تھی۔ غزالیٔ زماں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ تعالیٰ اور ملک المدرسین مولانا علامہ عطا محمد چشتی گولڑوی مدظلہٗ اور اس سطح کے اکابر علماء آپ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھتے تھے۔ مخالفین آپ کے علمی جلال اور تصلّب سے مرعوب رہتے تھے۔ اہلِ سنت و جماعت کیلئے آپ کی شخصیت ابرِ رحمت کی حیثیت رکھتی تھی۔ فضیلتِ جبرائیل امین علیہ السلام کے بارے میں جب اکابر علماء اہلِ سنت میں اختلاف کی خلیج خاصی وسیع ہو گئی تو حضرت نے فریقین کو بُلا کر اُن میں مصالحت کرا دی۔ اسی طرح جمعیت العلماء پاکستان کے دو دھڑوں میں آپ ہی کی کوشش سے اختلاف ختم ہوا یہ آپ ہی کا کام تھا۔

حضرت مفتیٔ اعظم پاکستان کو امام احمد رضا بریلوی سے اجازت و خلافت حاصل تھی سیّد صاحب سے بیعت ہونے کی بڑی وجہ یہ تھی۔ اس کے علاوہ ان کا علم و فضل، تقویٰ و راست بازی بھی پیشِ نظر تھے۔ راقم نے علامہ نبہانی کے رسالہ مبارکہ "الشرف المؤبد" کے ترجمہ "برکات آلِ رسول" کا انتساب ۱۴۰۰ھ / ۱۹۸۰ء میں آپ ہی کے نام کیا تھا۔

س : جامعہ نظامیہ رضویہ سے کب سے وابستہ ہیں؟

ج : جامعہ نظامیہ رضویہ سے میری وابستگی بہت طویل ہے۔ مئی ۱۹۵۷ء سے اکتوبر ۱۹۶۱ء تک بحیثیت طالب علم اس مدرسہ میں رہا۔ فراغت کے بعد جنوری ۱۹۶۵ء میں جامعہ نعیمیہ، لاہور سے تدریسی زندگی کا آغاز کیا۔ ۶۷۔۱۹۶۶ء دو سال جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں مدرّس رہا۔ ۱۹۶۷ء میں مکتبہ رضویہ، انجن شیڈ، لاہور قائم کیا۔ جس کی طرف سے "حاشیہ احمد حسن کانپوری برحمد اللہ" کے علاوہ چھوٹی چھوٹی متعدد کتابیں شائع کیں۔ حضرت صاحبزادہ محمد طیّب الرحمٰن چھوہروی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اصرار پر یکم جنوری ۱۹۶۸ء کو جامعہ اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور ہزارہ چلا گیا۔ جہاں مجھے صدر مدرّس اور مفتی

مقرر کیا گیا۔ایک مسجد میں جمعہ پڑھانا، رات کو درس قرآن دینا میرے ذمہ لگا دیا گیا۔ وھاں میں نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی سرپرستی میں جمعیت علماسرحد، پاکستان قائم کی۔اور اس کی طرف سے آٹھ دس رسائل شائع کیے۔اس جمعیت کی طرف سے غالباً ۱۹۷۱ء میں پہلی دفعہ "یوم رضا" منایا گیا۔ خطاب کیلئے حضرت مولانا مفتی محمد حسین نعیمی مدظلہٗ العالی کو دعوت دی گئی۔انھیں دعوت دیتے ہوئے عرض کیا گیا کہ کسی رائج الوقت خطیب کو اسلئے دعوت نہیں دی کہ ان کی خدمت کرنے کی ہم میں استطاعت نہیں ہے۔ مفتی صاحب اور علامہ غلام رسول سعیدی شارح "مُسلم شریف" ہری پور تشریف لے گئے "یومِ رضا" کے جلسے میں خطاب کیا۔رخصت کے وقت مفتی صاحب کی خدمت میں ساٹھ روپے اور علامہ سعیدی صاحب کو تیس روپے لفافے میں ڈال کر پیش کیے۔ مفتی صاحب نے روپے نکال کر گنے اور فرمایا :

"ہمارے آنے اور جانے کا کرایہ ساٹھ روپے ہے، یہ تیس روپے واپس لے لو۔"

یہ بھی فرمایا :

"مجھے معلوم ہے کہ تم نے کتنی مشکل سے "یومِ رضا" کا اہتمام کیا ہے ۔"

آج بھی جب اس واقعہ کا خیال آتا ہے تو میری جبینِ نیاز اُن کے اِخلاص اور للّٰہیت کے سامنے بہرِ سلام جھک جاتی ہے۔

بلاشُبہ اِس معاملے میں اُن کا کردار علمائے دین کیلئے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ لاہور میں جہاں خطاب کیلئے تشریف لے جایا کرتے تھے تو کرایہ بھی اپنی جیب سے خرچ کرتے تھے۔

گرمیوں کے موسم میں سکولوں میں چھٹیاں ہوئیں تو محکمہ تعلیم نے سکول ماسٹروں کو پابند کیا کہ چھٹیوں میں دینی مدارس میں جا کر قرآن پاک پڑھیں۔انھیں دو گھنٹے پڑھانے کیلئے مجھے بھی مامور کیا گیا۔کام کا دباؤ اتنا بڑھا کہ میں بیمار ہو گیا۔بیماری اتنی شدید تھی کہ ایک خط پڑھنے کی سکت بھی نہ رہی۔اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ محمد طیّب الرحمٰن چھوہردی رحمہ اللہ

تعالیٰ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے، انہوں نے دو ماہ تک میرا علاج کیا۔ دوا اور خوراک کا تمام خرچ اپنے پاس سے کیا۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا کہ میں صحت یاب ہو گیا۔ ایک دفعہ جامعہ اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور کے سالانہ اجلاس میں شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور صدر آزاد کشمیر سردار محمد عبدالقیوم خاں کو دعوت دی گئی۔ مجھے کہا گیا کہ تم سردار صاحب کو سپاسنامہ پیش کرو۔ میرے ذہن میں امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا شعر آیا ؎

کروں مدح اہلِ دول رضاؔ، پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا، میرا دین پارۂ ناں نہیں

میں نے معذرت کر دی اور پیش کش کی کہ حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کر دوں گا سپاسنامہ لکھا اور چھپوایا بھی، لیکن حضرت کسی مجبوری کی بناء پر تشریف نہ لا سکے۔

چار سال ہری پور ایسے پُر فضا مقام میں رہنے کے بعد دسمبر ۱۹۷۱ء میں مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم، چکوال آ گیا۔ وہاں تدریس اور خطابت کے علاوہ "جماعتِ اہل سنت، چکوال" قائم کی۔ اس کی طرف سے چکوال میں پہلی مرتبہ "یومِ رضا" منایا۔ بعض احباب اہلِ سنت کے منع کرنے کے باوجود حضرت علامہ مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے اور جلسہ "یوم رضا" میں خطاب فرمایا۔ جماعت کی طرف سے امام احمد رضا فاضل بریلوی کے دو رسالے "رادالقحط والوباء" اور "غایۃ التحقیق" شائع کیے۔

ماہ شوال ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء میں پھر جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور آ گیا۔ جہاں مجھے صدر مدرس بنا دیا گیا اس کے ساتھ ہی دورہ حدیث کا آغاز ہوا تو مجھے صحاح ستہ میں سے "ابو داؤد شریف" پڑھانے کی سعادت ملی۔ پانچ سال بعد "مسلم شریف" پڑھانے کا موقع ملا۔ پھر پانچ سال کے بعد "بخاری شریف" پڑھانے کی توفیق ملی۔ اس کے علاوہ "ابنِ ماجہ شریف" اور

"موطا امام محمد" پڑھانے کا موقع ملا۔ اور بحمدہٖ تعالیٰ یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ مجموعی طور پر مجھے جامعہ نظامیہ رضویہ میں پڑھاتے ہوئے پچیس سال ہو گئے ہیں۔ مسلسل تدریس کا عرصہ ۲۳ سال ہے۔ اتنا ہی عرصہ نبی اکرم ﷺ کے تبلیغ فرمانے کا دورانیہ ہے۔ فاللہ خیر حافظا وھوارحم الراحمین۔

۱۹۷۴ء میں مکتبہ قادریہ قائم کیا۔ جس کی طرف سے پچاس سے زیادہ عربی، فارسی اور اردو میں کتابیں چھپ چکی ہیں۔ ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء میں پہلی مرتبہ حج وزیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔ دوسری مرتبہ ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴ء میں والدِ ماجد رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حج وزیارت کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس سال حجِ اکبری تھا۔ ۲۴/ اپریل ۱۹۹۲ء کو علماء کے ایک وفد کے ہمراہ جلال آباد، افغانستان جانے کا اتفاق ہوا۔ ۲۸/ اپریل کو واپسی ہوئی۔ ۲۵/ اگست ۱۹۹۲ء کو ایک وفد امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ العزیز کے عرس مبارک کے موقع پر سرہند شریف حاضری میسر ہوئی۔ جہاں سے واپسی ۳۰/ اگست کو ہوئی۔

راقم جامع مسجد عمر روڈ، اسلام پورہ، لاہور میں ۱۹۷۴ء سے خطیب ہے۔ اس دوران دو سال تک سنّی رائٹرز گلڈ کا صدر رہا۔ ایک عرصہ تک مجلسِ رضا، لاہور کے ساتھ علمی اور قلمی تعاون کرتا رہا۔

جب راقم پہلی مرتبہ حج وزیارت کیلئے گیا تو حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی قدس سرہٗ العزیز حیات تھے۔ جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہٗ نے ان کے نام ایک عریضہ مجھے دیا۔ لیکن افسوس کہ میں ابھی مکہ مکرمہ میں تھا کہ حضرت کے وصال کی خبر آگئی (اِنّا للہ وَ اِنّا اِلیہ رَاجِعُون) چنانچہ وہ مکتوب حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدنی مدظلہٗ العالی کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حفاظت کے نکتہ نظر سے ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

سیدی و مولائی قبلہ گاہی حضرت صاحب دامت برکاتہم العالیہ !

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ۔

مزاج شریف!

ایں قالب فرسودہ کہ از کوئے تو دوراست

القلب علی بابک لیلاً و نہارا

حامل عریضہ ھذا حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مد ظلہٗ صدر مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور کے ہاتھ حضور والا کیلئے معجونِ فلاسفہ ارسال خدمتِ عالی ہے ۔

گر قبول افتد زہے عزو شرف

مولانا محمد عبدالحکیم شرف مسلک رضا کے علم بردار علمائے کرام میں سے ہیں اور مرکزی مجلس رضا، لاہور کے علمی سرپرستوں میں سے ہیں۔ ان کیلئے اور اس دور افتادہ کیلئے دعائے خیر فرمائیں ۔

حضرت شیخ فضل الرحمٰن مد ظلہٗ العالی کی خدمت میں مضمونِ واحد ، حاضرینِ مجلس کی خدمت میں سلام مسنون

والسلام مع الاحترام

دعاجو---- محمد موسیٰ عفی عنہٗ

۱۹۸۷ء سے رضا اکیڈمی، لاہور کا سرپرست ہوں۔ جس کی طرف سے ایک سو سے زیادہ کتابیں شائع کر کے مفت تقسیم کی جاچکی ہیں۔ جناب حاجی محمد مقبول احمد قادری اس کے جنرل سیکرٹری ہیں۔

س : آپ کی نظر میں اہلِ سُنت کو کون سے مسائل درپیش ہیں اور ان کا حل کیا ہے ؟

ج : اہلِ سنت و جماعت پاکستان بلکہ دُنیا بھر میں اکثریت میں ہونے کے باوجود قطار اندر قطار مسائل سے دوچار ہیں۔ سیاسی سطح پر ہمارا وزن صفر کے قریب ہے۔ معاشرے پر ہماری گرفت انتہائی کمزور ہو چکی ہے۔ کوئی سُنّی کسی مشکل سے دوچار ہو جائے تو اس کا کوئی پُرسانِ حال نہیں ہے۔ اختلاف پیدا ہو جائے تو کوئی ایسی شخصیت یا ادارہ نہیں جو مؤثر کردار ادا کرے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں ہماری نمائندگی بہت محدود ہے۔ مزارات اور اوقاف اہلِ سنت وجماعت کے ہیں۔ لیکن محکمہ اوقاف میں اہلِ سنت کی نمائندگی برائے نام ہے۔ دینی تعلیم کا نظام روبہ زوال ہے اتنے علماء ہی نہیں ہوتے جو ہمارے مدارس اور مساجد کی ضرورت پوری کر سکیں ۔ رُشد و ہدایت کا نظام تقریباً معطل ہو چکا ہے ۔ اکثر خانقاہیں

"ہے زاغوں کے تصرف میں عقابوں کا نشیمن "

کا نقشہ پیش کر رہی ہیں۔ نظامِ تبلیغ کاروبار بن کر رہ گیا ہے۔ اور اس کا محور صرف چند مسائل ہیں۔۔ یہی حال تصنیف و تالیف کا ہے۔ سکول و کالج کی نصابی کتب میں علماء و مشائخ اہلِ سُنت کی اسلامی خدمات کا تذکرہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ کشمیر ، چیچنیا ، بوسنیا اور دیگر ممالک کے مجاہدین کے ساتھ ہمارا وہ رابطہ نہیں جو ہونا چاہئے۔ کہاں تک گنواؤں ؟۔ یہاں تو مسائل کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ ۔

ان مسائل کے حل کیلئے بڑی جدوجہد ، اِخلاص اور للّٰہیت کی ضرورت ہے۔ اہلِ سنت وجماعت کیلئے اہم ترین ضرورت ، تنظیم ، تربیت ، یقینِ محکم اور سچی لگن ہے۔ بُلندی سے لڑھکتا ہوا پتھر نیچے آرہا ہو ، تو اندازہ کیجئے اُسے روکنے اور پھر بلندی کی طرف لے جانے کیلئے کتنی قوت درکار ہو گی ؟ زوال سے دوچار قوم کو زوال سے بچانے اور اُسے جانبِ منزل گامزن کرنے کیلئے یقینِ محکم رکھنے والا ایسا ہی قائد ہونا چاہیئے۔

امیر ایسا ہونا چاہیئے جو پورا وقت اِس مشن کو دے سکے۔ جز وقتی قیادت سے کام

نہیں چل سکتا۔ امیر کے اخراجات اور ضروریات کی کفالت ملتِ اسلامیہ کے ذمہ ہے۔ اگر وہ فکرِ معاش میں مبتلا رہا تو تنظیم و تربیت کیلئے وقت کہاں سے لائے گا۔ پھر قوم کے ذہنوں میں اطاعتِ امیر کی اہمیت راسخ کرنے کی ضرورت ہے۔ قوم کو باور کرایا جائے کہ شریعتِ مقدسہ کے دائرے میں رہتے ہوئے امیر جو حکم دے، اس کا بجالانا شرعاً ضروری ہے۔

آج کی ضرورت یہ ہے کہ دینی مدارس کے نظامِ تعلیم کو فعال بنایا جائے اور اس سلسلے میں پائی جانے والی رکاوٹوں کو دور کیا جائے۔ خانقاہوں میں رُشد و ہدایت، ذکر و فکر اور اتباعِ شریعت کا نظام بحال کیا جائے۔ تبلیغ برائے تبلیغ دین کے جذبے کو فروغ دیا جائے۔ محلّہ وار لائبریریاں قائم کی جائیں، جہاں اہل سنت کا لٹریچر برائے مطالعہ فراہم کیا جائے۔ ہر محلے میں تربیّتی اجتماعات منعقد کئے جائیں، جہاں عوام النّاس کو دینی، اعتقادی، عملی، اخلاقی اور سیاسی مسائل سے آگاہ کیا جائے۔ یہ سب امور ایک تنظیم کے ماتحت ہوں۔ چونکہ کوئی تنظیم فنڈ کے بغیر اپنے مقاصد حاصل نہیں کر سکتی، اسلئے فنڈز کی فراہمی کا مضبوط انتظام کیا جائے۔

س : پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کے عقائد کے حوالے سے اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج : وہ کچھ زیادہ ہی آزاد خیال واقع ہوئے ہیں، انہیں اختلاف کرنے والے ذمہ دار علماء کو اعتماد میں لینا چاہئے۔

س : دینی مدارس میں رائج نصاب موجودہ دور کے تقاضے پورے کرنے کی اہلیّت رکھتا ہے یا اسے تبدیل کرنے کی ضرورت ہے؟

ج : دینی مدارس کے نصاب میں ماہرینِ تعلیم کے مشوروں سے تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں اور اب بھی کی جارہی ہیں۔ تنظیم المدارس کا نصاب دیکھئے! پہلے نصاب میں بہت کچھ قطع و برید کی گئی اور کئی نئے مضامین داخل نصاب کئے گئے ہیں۔ راقم کی رائے میں سیرتِ مبارکہ ،

تصوّف ، تاریخِ اسلام ، جدید عربی لٹریچر اور علمائے اہلِ سُنت کا عربی کلام، نظم و نثر شامل کرنے کی ضرورت ہے۔ رہا موجودہ دور کے تقاضے پورے کرنے کا سوال تو دیکھنا یہ ہے کہ موجودہ دور کے تقاضے کیا ہیں ؟ علمائے دین کا اصل کام یہ ہے کہ دینِ اسلام کا پیغام آسان اور مدلّل انداز میں عوام و خواص تک پہنچائیں۔ بلاشبہ موجودہ درسِ نظامی صحیح طور پر پڑھ کر فراغت حاصل کرنے والا عالم اس مقصد کو حُسن و خوبی پورا کر سکتا ہے۔

ہماری قوم کا یہ مزاج بن چکا ہے کہ وہ علمی اور فکری خطاب سُننے کی بجائے خوش آواز اور لچھّے دار مقررین کے سُننے کو ترجیح دیتی ہے۔ لہٰذا خوش گلو طلبہ پہلے نعت خواں بنتے ہیں۔ پھر مقررین کی صف میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اسطرح ان کی توجہ پڑھائی کی طرف کم ہو جاتی ہے یا وہ کورس درمیان ہی میں چھوڑ جاتے ہیں۔ ایسے لوگ وقتی طور پر تو عوام النّاس سے داد و تحسین حاصل کر لیں گے لیکن کسی مسئلے پر انھیں مطمئن نہیں کر سکیں گے اور اگر کسی شخص کو دینی مسائل کے بارے میں مشکلات در پیش ہوں تو اسے تسلی بخش جوابات نہیں دے سکیں گے۔

البتہ فارغ التحصیل علماء میں سے ایسے علماء منتخب کئے جائیں جو ملکی اور بین الاقوامی سطح پر تبلیغ اور تصنیف کا فریضہ انجام دینے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ انھیں جدید عربی اور انگریزی لکھنے اور بولنے کی تعلیم دی جائے۔ تقابلِ ادیان، تاریخِ اسلام اور جنرل معلومات ایسے مضامین پڑھائے جائیں اور اُن کے مستقبل کا ایک لائحہ عمل تیار کیا جائے تو اس کے بہت اچھے نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ یہ امر باعث مسرت ہے کہ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور کے فارغ التحصیل مولانا فضل حنان سعیدی نے گذشتہ سال پنجاب یونیورسٹی کے شعبۂ عربی کے ایم۔اے کے امتحان میں نہ صرف ٹاپ کیا بلکہ پچھلا ریکارڈ بھی توڑ دیا۔ جبکہ پچھلا ریکارڈ بھی ایک دینی مدرسہ دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام، سیال شریف کے فاضل ڈاکٹر خالق داد نے قائم کیا تھا۔

ایک وقت تھا کہ حکومت علومِ دینیہ کی سرپرستی کرتی تھی۔ آج کے دور میں علومِ دینیہ کے سرچشموں کو بند کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اِن حالات میں ضروری ہے کہ یا تو طلباء میں اِخلاص اور للہیت کا جذبہ اسطرح کوٹ کر بھر دیا جائے کہ وہ دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر علم دین کے حاصل کرنے میں محو ہو جائیں۔ یا پھر ان کے خوشحال مستقبل کیلئے منصوبہ بندی کی جائے۔ تاکہ طلباء ذوق و شوق سے پڑھیں اور کھاتے پیتے گھرانوں کے لوگ بھی اپنے صحت مند بچوں کو دینی مدارس میں بھیجیں۔

تعجب ہے کہ دینی مدارس کے نصاب پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ فلسفہ کو شامل نصاب کیوں رکھا گیا ہے۔ حالانکہ فاضل عربی کے کورس میں "شمس بازغہ" ایسی کتاب اب تک شامل ہے۔ جبکہ درسِ نظامی میں سے اسے کب کا خارج کر دیا گیا ہے۔ ہمارے ہاں اس وقت صرف "میبذی" پڑھائی جاتی ہے جس میں فلسفۂ قدیمہ کی دھجیاں بکھیر دی گئی ہیں۔

اعتراض کرنے والوں میں وہ حضرات بھی ہیں جنھوں نے خود درسِ نظامی نہیں پڑھا ورنہ انھیں یہ سوال اٹھانا چاہئے تھا کہ درسِ نظامی میں "شرح عقائد" پر اکتفاء کیوں کیا گیا ہے اس میں ان مسائلِ اعتقادیہ پر بحث کی گئی ہے جن میں معتزلہ، مرجیہ، کرامیہ اور جبریہ وغیرہ فرقوں نے اہلِ سنت و جماعت سے اختلاف کیا تھا۔ حالانکہ مدارس میں ایسی کتاب بھی پڑھائی جانی چاہئے جس میں موجودہ دور کے فرقوں سے اہلِ سنت و جماعت کے اختلافات مختصر اور مضبوط دلائل سے پیش کئے گئے ہوں۔ کیونکہ مذکورہ بالا فرقے اپنی ہیئتِ اجتماعیہ کے اعتبار سے قصۂ پارینہ بن چکے ہیں۔

س : اس وقت پاکستان میں اہلِ سُنت و جماعت اکثریت میں ہونے کے باوجود سیاسی میدان میں زوال کا شکار ہیں۔ آپ کی نظر میں اس کا ذمہ دار کون ہے؟

ج : حدیث شریف میں ہے :

کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته

"تم میں سے ہر شخص پاسبان ہے۔اور ہر شخص سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا"
لہٰذا تمام تر ذمہ داری کسی ایک فریق پر نہیں ڈالی جا سکتی۔ زوال کا باعث قائدین اور عوام دونوں ہیں۔ البتہ قائدین کی ذمہ داری زیادہ ہے، کیونکہ قائدین عوام کو چلاتے ہیں نہ کہ عوام قائدین کو۔

س : پاکستان میں انقلابِ نظامِ مصطفیٰ کے راستے کی رکاوٹیں کیا ہیں اور ان کو کیسے دُور کیا جا سکتا ہے ؟

ج : ☆اس وقت سب سے بڑی رکاوٹ یہ ہے کہ ہمارے ملک کی زمامِ اقتدار غیر ملکی آقاؤں کے ہاتھ میں ہے۔ کہنے کو ہم اگست ۱۹۴۷ء میں آزاد ہو گئے تھے لیکن حقیقتاً آزاد نہیں ہو سکے۔ بلکہ اب تو ہم غلامی کی دلدل میں گلے تک دھنس چکے ہیں۔

☆دوسری رکاوٹ یہاں کا نظامِ انتخاب ہے جس میں ووٹ دینے والے کیلئے تو کجا منتخب ممبران کیلئے تعلیم، دین داری اور نیک نامی کی کوئی شرط نہیں ہے۔ البتہ شرط ہے تو یہ کہ وہ سرمایہ دار ہوں اس سے غرض نہیں کہ وہ سرمایہ جائز ذرائع سے حاصل ہوا ہے یا حرام طریقوں سے۔ ضمیر فروشی یہاں کا طرۂ امتیاز ہے۔

☆ تیسری رکاوٹ عوام کا ذہن دینی اور اسلامی بنیادوں پر تیار نہیں کیا گیا وہ کس طرح صالح دینی ذہن رکھنے والے محب وطن اور ناقابل فروخت افراد کو منتخب کر سکیں گے ؟
ظاہر ہے ان رکاوٹوں کو وہی دینی جماعت دور کر سکتی ہے جس کی جڑیں عوام میں بہت گہری ہوں اور وہ بھرپور جدوجہد کر کے عوام الناس کے دل و دماغ میں انقلاب برپا کر دے۔ ایسی جماعت کیلئے ضروری ہے کہ نہ صرف عوامی مشکلات و مصائب کا ادراک رکھے بلکہ ان کا ازالہ کرنے کیلئے عملاً کوشش بھی کر کے دکھائے۔ شیخ سعدی کا شعر تھوڑے سے تصرف کے

ساتھ مقصد واضح کرنے کیلئے پیش کرتا ہوں :

سیاست بجز خدمتِ خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

آج عوام النّاس یہ نہیں دیکھتے کہ امیدوار کتنا بڑا عالم و فاضل ہے۔ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے کام کون آئے گا ؟

س : کیا انقلاب صرف انتخابی طریقہ کار سے ہی ممکن ہے یا اس کا کوئی اور بھی راستہ ہو سکتا ہے ؟

ج : موجودہ حالات میں نظامِ مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ انتخاب کے ذریعے بہت ہی مشکل دکھائی دیتا ہے۔ ہمارا نظامِ انتخاب مغربی جمہوری نظام کا چربہ ہے، اِس کے ذریعے زیادہ تر مرغانِ باد نُما، کرپٹ سیاست دان ہی منتخب ہو کر قانون سازِ اسمبلی میں جائیں گے۔ جنھیں صرف اِس بات سے غرض ہو گی کہ ہم اتنے کروڑ خرچ کر کے منتخب ہوئے ہیں اِس سے زیادہ ہمیں ملنے چاہئیں۔ اُنھیں اِس بات سے غرض نہیں ہو گی کہ یہاں کونسا نظام نافذ ہوتا ہے، اِسلامی یا غیر اسلامی۔ البتہ کوئی سچا مسلمان فوجی آکر نظامِ مصطفیٰ ﷺ نافذ کر سکتا ہے۔ لیکن وہ بھی کہاں سے آئے گا ؟ وہ بھی تو اِسی معاشرے کا فرد ہو گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہی کی جا سکتی ہے کہ پاکستان کو صحیح مومن حکمران عطا فرمائے۔

س : ۱۹۷۷ء کی تحریکِ نظامِ مصطفےٰ اپنے منطقی انجام تک کیوں نہ پہنچی ؟

ج : منطقی انجام تک تو پہنچ گئی تھی۔ تحریک مثبت نہیں بلکہ منفی بنیادوں پر چلائی گئی تھی اس کا مقصد ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کو گرانا تھا وہ پورا ہو گیا۔ اگرچہ اس کا فائدہ کسی اور نے اٹھایا۔

نیز دِلوں کے فاصلے ختم کیے بغیر جو غیر فطری اتحاد قائم کیا جائے گا وہ کبھی پائیدار

نہیں ہو سکتا۔ کاش اہلِ سنت و جماعت آپس میں دلوں کی دوری ختم کر کے متحد، منظم اور فعال ہو جائیں تو بڑے سے بڑے مقصد کا حصول آسان ہو سکتا ہے۔

س : ضیاء الحق کے گیارہ سالہ دورِ حکومت کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں

ج : جنرل محمد ضیاء الحق دینی رجحان رکھنے والے تھے نماز باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔ جب روسی فوجوں نے افغانستان پر تسلط جمایا تو انھوں نے اور جنرل اختر عبد الرحمٰن نے افغان مجاہدین کی امداد، سرپرستی اور راہنمائی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ روسی افواج کی واپسی میں ان دونوں جرنیلوں کا بہت بڑا حصہ تھا۔ نظامِ صلوٰۃ اور نظامِ زکوٰۃ نافذ کرنے کی کوشش کی۔ بینکاری نظام میں شراکت کھاتا جاری کیا۔ تاہم سودی نظام ختم نہ کر سکے اور نہ ہی نظامِ مصطفےٰ ﷺ مکمل طور پر نافذ کر سکے۔ اسلام کے نام پر ریفرنڈم کروایا اور اُسے اپنے حق میں استعمال کیا۔ اس وقت تمام اختیارات ان کے پاس تھے۔ اس کے باوجود نظامِ مصطفےٰ ﷺ نافذ نہ کرنا باعثِ افسوس ہے۔ سری لنکا گئے تو وہاں کے مندر میں گھنٹہ بجانے اور چڑھاوا چڑھانے ایسے غیر اسلامی کام کئے۔ کرکٹ میچ کے حوالے سے ہندوستان گئے تو وزیر اعظم کی بیگم سے رکوع کی حد تک جھک کر ملے۔ مفتی محمود، مولوی غلام اللہ خان اور دیگر دیوبندی وہابی علماء کے جنازوں میں شرکت کی۔ اِس کے برعکس اہلِ سنت کے علماء مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری، قاری مطیع الرضا قادری (راولپنڈی)، مفتیِ اعظم پاکستان علامہ ابو البرکات سید احمد قادری، شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی (سیال شریف) کسی جنازے میں شریک نہیں ہوئے۔ حالانکہ خواجہ صاحب اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر تھے۔

س : کیا اسلام میں مارشل لاء جائز ہے ؟

ج : اِسلامی نقطۂ نظر سے حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ ان الحکم الا اللہ (قرآن پاک)۔ جنگِ بدر میں مجاہدینِ اسلام کی صفیں دُرست کی جارہی ہیں۔ ایک صحابی کسی قدر صف

سے آگے نکلے ہوئے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چھڑی ان کے سینے سے لگائی اور فرمایا :

استو یا سواد ۔ "سواد سیدھے کھڑے ہو جاؤ "۔

انہوں نے عرض کیا :

"یارسول اللہ ﷺ! آپ نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔ آپ عدل وانصاف کا پیکر ہیں ، مجھے بدلہ دیں۔"

نبی اکرم ﷺ نے اپنا سینہ پیش کرتے ہوئے فرمایا ۔ "بدلہ لے لو" انہوں نے عرض کیا کہ " میرا سینہ تو ننگا تھا جبکہ آپ کے سینے پر قمیض مبارک ہے "۔ آپ ﷺ نے اپنا گریبان کھول دیا ۔ وہ صحابی دوڑ کر آپ کے سینے سے لپٹ گئے اور عرض کرنے لگے۔

" حضور ﷺ! جنگ کا میدان ہے، ممکن ہے میرا آخری وقت آپہنچا ہو۔ اسلئے میری آرزو تھی کہ میرا جسم آپ کے جسمِ اطہر سے مس ہو جائے۔"

ہے کوئی فیلڈ مارشل جو عین حالتِ جنگ میں قانون کی اس عملداری کا مظاہرہ کر سکے ؟ مارشل لا میں تو سب قوانین معطل ہو جاتے ہیں اور مارشل لا ایڈمنسٹریٹر کا حکم ہی قانون کی حیثیت رکھتا ہے۔

س : سیکولر یلغار کے مقابلے میں تمام دینی قوتوں کو کن مستقل قابلِ عمل اور کم سے کم نکات پر متحد کیا جا سکتا ہے ؟

ج : ابنِ سینا کا قول ہے کہ مختلف الحقیقت اشیاء کا آپس میں اتصال تو ہو سکتا ہے اتحاد نہیں ہو سکتا۔ مختلف دینی قوتوں میں بعض بنیادی اور اصولی مسائل میں اختلاف پایا جاتا ہے جب تک وہ دور نہیں ہوتا ، حقیقی اتحاد قائم نہیں ہو سکتا۔ اور اگر برائے نام قائم ہو بھی جائے تو زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا

"تم سب اللہ کی رسی کو تھام لو اور فرقوں میں نہ بٹ جاؤ۔"

اللہ تعالیٰ کی رسی کیا ہے؟ قرآنِ پاک اور دامنِ مصطفےٰ ﷺ ۔ تمام طبقوں کے بااثر، مخلص اور اعتدال پسند علماء مل بیٹھ کر متفقہ اصول طے کرلیں اور غیر ضروری اختلافی امور کے خاتمے کا فیصلہ کرلیں تو اتحاد ہو سکتا ہے۔ اور اگر اس طرح نہ ہو سکے تو کم از کم ضابطۂ اخلاق طے کرلیا جائے کہ ہر طبقہ اپنے عقائد و نظریات کی تبلیغ معقولیت اور دلائل سے کرے گا۔ اشتعال انگیزی اور قتل و غارت گری کے ذریعے قانون کو ہاتھ میں لیا جائے گا تو پُرامن ماحول کے قیام میں مدد مل سکتی ہے؟۔

س : کیا دینی جماعتیں عوام الناس کو اپنا ہمنوا بنانے میں کامیاب ہو جائیں گی یا عوام اُن سے روٹھے ہی رہیں گے؟

ج : آج سے پچیس سال پہلے کے ماحول پر نظر ڈالیں۔ علماء اور مشائخ کا عوام کے ساتھ گہرا رابطہ تھا۔ تعلیم قرآن، درس قرآن، محافلِ ذکر، جلسوں اور دینی محافل کے ذریعے، علماء کرام دینی جذبے کے تحت اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیبِ اکرم ﷺ کا پیغام پہنچاتے تھے اور لوگ بھی ان کی باتیں توجہ سے سنتے تھے۔ آج وہ عوامی رابطہ تقریباً مفقود ہو چکا ہے۔ امامت و خطابت ایک پیشہ بن کر رہ گئی ہے۔ وعظ ذریعہ آمدن تصور کیا جانے لگا ہے۔ اخبارات، عوامی رسائل اور ٹیلی ویژن قوم کے اخلاق اور اسلامی ثقافت کو برباد کرنے میں خطرناک کردار ادا کر رہے ہیں۔ اِن حالات میں عوام النّاس کی دینی جماعتوں سے دُوری اُس وقت تک ختم نہیں ہو سکتی جب تک ہم سلف صالحین کے دردِ دل اور جذبۂ تبلیغ سے سرشار ہو کر عوامی رابطہ بحال نہیں کرتے۔ آج ہزاروں افراد کے اجتماعات سے خطاب کر لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ ایک ایک شخص تک اسلام کا پیغام پہنچانے کی ضرورت ہے۔

س : خانقاہی نظام میں کونسی خرابیاں ہیں؟ کیا ایک بے نماز اور داڑھی منڈا پیر بن سکتا ہے؟

ج : خانقاہیں ہوں یا دینی مدارس، اِن میں بڑی خرابی تو یہ ہے کہ یہاں وراثتی نظام قائم ہے یعنی باپ کے بعد بیٹا ہی سجادہ نشین اور مہتمم ہو گا چاہے اُس میں کسی قسم کی صلاحیت ہی موجود نہ ہو۔ حالانکہ یہ قومی ادارے ہیں۔ انہیں چلانے کیلئے قابل افراد کا انتخاب کرنا چاہیئے خواہ بیٹا ہو یا مُرید اور شاگرد ہو یا کوئی دوسرا فرد۔ موروثی نظام کا نتیجہ ہے کہ خانقاہوں میں ذکر و فکر اور رُشد و ہدایت اور مدارس میں تعلیم و تعلّم کا سلسلہ ختم ہوتا ہوا نظر آرہا ہے۔ اگر ہم معاشرے کے بگاڑ کو دور کرنا چاہتے ہیں اور ملک میں نظامِ مصطفٰے کی راہ ہموار کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اسلاف کا وہی خانقاہی اور تعلیمی ماحول واپس لانا پڑے گا۔

رہا بے نماز اور داڑھی مُنڈے کا پیر بننا تو اس سلسلے میں گزارش ہے کہ کسی کو پیر ماننے کا مقصد یہ ہے کہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیبِ کریم ﷺ کا فرماں بردار اور مقرّب بنادے۔ جو شخص خود شریعت مبارکہ پر عمل نہیں کرتا وہ صحیح مرید بھی نہیں ہے، پیر بننا تو دور کی بات ہے۔ بقول شیخ سعدی۔

"او خود گم است کرا رہبری کند؟"

وہ تو خود گم کردہ راہ ہے، وہ کس کی رہبری کرے گا؟

س : ڈبہ پیروں اور بعض درباروں پر ہونے والی خرافات کی وجہ سے مسلک اہلِ سنت بدنام ہو رہا ہے اس کا کیا حل ہے؟

ج : کسی شاعر نے کہا ہے :

چو شیراں برفتند از مرغزار
زند روبہ لنگ لاف شکار

"جب شیر چراگاہ سے چلے جائیں تو لنگڑی لومڑی بھی شکاری ہونے کی لاف مارنے لگتی ہے" جب صحیح پیر نہیں رہیں گے تو لازماً جعلی پیران کی گدی سنبھال لیں گے۔ صحیح عقیدہ و عمل والے علماء کی ذمہ داری ہے کہ مسندِ رُشد و ہدایت سنبھالیں اور خلقِ خدا کی دینی اور روحانی راہنمائی کریں۔ دکھ درد کے مارے ہوئے افراد کی اِسلامی طریقے سے یادری کریں اور اُنھیں بتائیں کہ تمام مسائل کا حل یہ ہے کہ اپنا تعلق اللہ کریم جل شانہٗ سے مضبوط کریں۔ اللہ تعالیٰ کے حبیبِ کریم ﷺ سے ایمان کی حد تک محبت کریں اور آپ کی تعلیمات اور سنّتوں پر عمل کریں۔

حضرت مفتیٔ اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سیّد احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ سے کوئی شخص تعویذ لینے کیلئے آتا تو اُس سے پوچھتے کیا نماز پڑھتے ہو؟ وہ نفی میں جواب دیتا تو فرماتے کہ نماز نہ پڑھنے والے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے، جب اللہ تعالیٰ ہی تم سے راضی نہیں تو میرا تعویذ کیا اثر کرے گا؟

علماء دین کی ذمہ داری ہے کہ وہ تحریری اور تقریری طور پر لوگوں کو بتائیں کہ

☆ مزارات کو سجدہ کرنا ناجائز اور حرام ہے۔

☆ رکوع کی حد تک جھک کر سلام کرنا ممنوع ہے۔

☆ مسجد میں جماعت ہو رہی ہو تو مزار پر حاضری دینا اور مزار کے ساتھ لپٹنا ناجائز ہے۔

☆ عورتوں اور مردوں کا اختلاط ناجائز ہے۔

محکمہ اوقاف کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ ان امور کا سختی سے سدباب کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ ان خرافات کا خاتمہ نہ ہو۔

س : کیا ایک پیر تنہائی میں ایک غیر محرم عورت سے ملاقات کر سکتا ہے اور کیا عورتوں کیلئے بھی بیعت ضروری ہے ؟

ج : حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص تنہائی میں کسی نا محرم عورت کے ساتھ ملاقات کرے گا تو ان کے ساتھ شیطان بھی شامل ہو گا۔ پیر اپنی مرید عورت کا محرم نہیں ہے اسلئے عورت اپنے پیر کے ساتھ نہ تو تنہائی میں ملاقات کر سکتی ہے اور نہ ہی بغیر پردے کے اس کے سامنے جا سکتی ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ تنہائی میں مرد ڈاکٹر کیلئے مریضہ کا چیک اپ کرنا ہی جائز نہیں ہے۔ جبکہ اس کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔

سب سے بڑے پیر نبی اکرم ﷺ ہیں۔ نجات کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ آپ کے لائے ہوئے احکام کو دل و جان سے تسلیم کرے اور ان پر عمل کرے۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت البتہ ذکر و فکر اور اوراد و وظائف سیکھنے کیلئے عورت اپنے شوہر کی اجازت سے صحیح العقیدہ سُنّی اور صاحبِ علم و عمل پیر کی بیعت کرے تو جائز ہے بلکہ اہم امور میں سے ہے۔

س : اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے عورتوں کو مزارات پر آنے سے منع کیا ہے ۔ دور حاضر میں فکر رضا کے علم بردار علماء اس بات کی تلقین کیوں نہیں کرتے ؟

ج : حضرت مفتیٔ اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک دفعہ یہی سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا :

"ہم منع تو کرتے ہیں لیکن اس سلسلے میں زیادہ سختی اسلئے نہیں کرتے کہ عورتیں بازاروں میں بے پردہ گھومتی پھرتی ہیں۔ کسی بزرگ کے مزار پر جائیں گی تو کچھ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیبِ اقدس ﷺ کو یاد کریں گی، توبہ استغفار کریں گی،

موت کو یاد کریں گی۔"

تاہم علماء کو چاہیئے کہ امام احمد رضا بریلوی کے فتوے کی تشہیر کریں اور بتائیں کہ اگر جانا ہی ہے تو پردے کی پابندی کریں اور موت کو یاد کریں کہ زیارتِ قبور کا اہم مقصد یہی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میلے کا سماں قائم کر دیا جائے اور نمود و نمائش کا شوق پورا کیا جائے۔

س : کیا دیوبندی ، اہلِ حدیث یا شیعہ خاتون سے شادی جائز ہے ؟

ج : کسی سُنّی مرد کیلئے کسی بھی ایسی عورت سے نکاح جائز نہیں ہے جس کی بد مذہبی حدِ کُفر تک پہنچی ہوئی ہو مثلاً نبی اکرم ﷺ کی گستاخ ہو یا ختمِ نبوّت کی منکر ہو یا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کی مُنکر ہو یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عفت مآبی پر شک کرتی ہو۔

علاوہ ازیں کسی بھی بد مذھب عورت سے شادی نہیں کرنی چاہیئے ، کیونکہ زوجین کے درمیان ذہنی اور فکری ہم آہنگی کا فقدان خانگی زندگی کو اجیرن کر دے گا۔ نیز مرد اگر اس کا ہم خیال نہ بھی بنے تو اولاد اپنی ماں کے عقائد و خیالات سے ضرور متاثر ہو گی۔

س : ردِّ قادیانیت کے حوالے سے علماء اہلِ سُنت کے کردار پر روشنی ڈالیئے

ج : علماء اہلِ سُنت نے ہمیشہ فرقِ باطلہ کا ردّ کیا اور اُمتِ مُسلمہ کو سرکارِ دو عالم ﷺ کے صراطِ مستقیم پر گامزن رکھنے کی کوشش کی ہے۔ مرزائے قادیانی نے قصرِ ختمِ نبوّت میں نقب لگا کر خود نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ علماء اہلِ سُنت نے تو ان لوگوں کو بھی معاف نہیں کیا جنھوں نے کہا تھا :

" بالفرض اگر زمانۂ نبوی کے بعد بھی کوئی نیا نبی آجائے تو خاتمیتِ محمدی میں فرق نہیں آئے گا"

☆ امام احمد رضا بریلوی کے والدِ ماجد مولانا نقی علی خاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے

خلاف علمی اور قلمی جہاد کیا جو کہتے تھے کہ باقی چھ زمینوں پر نبی اکرم ﷺ کے مثل چھ افراد موجود ہیں۔

☆ شہید تحریک آزادی علامہ محمد فضل حق خیرآبادی اس سے پہلے "تحقیق الفتویٰ" اور "امتناع النظیر" لکھ کر مخالفین کو ساکت کر چکے تھے۔

☆ مولانا غلام قادر بھیروی رحمہ اللہ تعالیٰ (م۔ ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء) نے مرزا کا سخت رد کیا اور بیگم شاہی مسجد، لاہور میں ایک پتھر نصب کیا، جس پر یہ عبارت درج تھی :

"یہ اتفاق انجمن حنفیہ و حکم شرع شریف قرار پایا کہ کوئی وہابی، رافضی، نیچری، مرزائی مسجد ھذا میں نہ آئے اور خلاف مذھب حنفی کوئی بات نہ کرے ۔"

☆ آفتابِ گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہٗ العزیز ۱۳۰۷ھ / ۱۸۹۰ء میں حج و زیارت کی سعادت حاصل کرنے گئے تو ان کی خواہش یہ تھی کہ حرمین شریفین میں ہی قیام کیا جائے۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے انھیں تاکیداً واپسی کا حکم دیا اور فرمایا :

"ہندوستان میں عنقریب ایک فتنہ برپا ہونے والا ہے اسلئے آپ ضرور ہندوستان واپس جائیں بالفرض اگر آپ خاموش بھی بیٹھے رہیں گے تو بھی وہ فتنہ ترقی نہ کر سکے گا۔"

پیر صاحب فرماتے تھے کہ ہم حاجی صاحب کے اس کشف کو اپنے یقین کی رُو سے مرزا قادیانی کے فتنہ سے تعبیر کرتے تھے۔ ۲۶

۱۳۱۷ھ / ۱۹۰۰۔۱۸۹۹ء میں آپ نے "شمس الہدایہ" لکھ کر مرزائے قادیانی کے مزعومات کا رد کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر زبردست دلائل قائم کیے۔ مرزا کا خیال ہوگا کہ پیر صاحب صوفی منش اور عبادت و مجاہدہ کے میدان کے آدمی ہیں، وہ میرا چیلنج

۲۶ محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ : تذکرہ اکابرِ اہل سنت، ص ۵۳۸، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء

مناظرہ قبول نہیں کریں گے اور یوں مجھے فتح کا جشن منانے کا موقع مل جائے گا لیکن

''اے بسا آرزو کہ خاک شدہ''

کے مطابق ناکامی کا منہ دیکھا۔ حضرت پیر صاحب علماء کے جم غفیر کے ساتھ مقررہ تاریخ پر بادشاہی مسجد لاہور تشریف لائے مگر مرزا کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ اس نے ۱۵ر دسمبر ۱۹۰۰ء کو ''اعجاز المسیح'' کے نام سے سورۂ فاتحہ کی تفسیر عربی میں شائع کی اور تاثر یہ دیا کہ الہامی تفسیر ہے۔ حضرت پیر صاحب نے ۱۹۰۲ء میں ''سیفِ چشتیائی'' لکھ کر شائع کر دی۔ جس میں مرزا کی عربی دانی کو طشت ازبام کیا اور قادیانی دعووں کی دھجیاں بکھیر دیں۔ اس کتاب کا جواب پوری ذریتِ قادیانیت کے سر پر قرض ہے۔

☆ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ العزیز مسلک اہلِ سنت کے حقانیت کی بُرھان اور فرقِ باطلہ کے خلاف شمشیر بے نیام تھے۔ انھوں نے ''حسام الحرمین'' میں سب سے پہلے مرزائے قادیانی کے کُفر کا تذکرہ کیا ہے۔ ''فتاویٰ رضویہ'' اور دیگر رسائل میں قادیانیوں کے رد میں فتاویٰ دیکھے جاسکتے ہیں۔

قادیانیوں کے رد میں آپ کے درج ذیل رسائل ملاحظہ کیجئے :۔

☆ المبین ختم النبیّن

☆ السوء والعقاب علی المسیح الکذاب۔

☆ قہر الدیان علی مرتد بقادیان۔

☆ جزاء اللہ عدوہ بإبائہٖ ختم النبوۃ۔

☆ الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی۔ (آخری تصنیف)

آپ کے صاحبزادے حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں نے مرزا کے رد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے موضوع پر لاجواب رسالہ ''الصارم الربانی علی اسراف القادیانی'' لکھا اور مرزائیوں پر حجت قائم کر دی۔

پروفیسر خالد بشیر احمد، فیصل آباد نے دیوبندی مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے کے باوجود اپنی کتاب "تاریخ محاسبۂ قادیانیت" (ص ۴۵۵) میں امام احمد رضا بریلوی کا فتویٰ نقل کیا اور اس سے پہلے اپنے نوٹ میں لکھا:

"ذیل کا فتویٰ بھی آپ کی علمی استطاعت، فقہی دانش وبصیرت کا تاریخی شاہکار ہے جس میں آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کو خود ان کے دعاویٰ کی روشنی میں نہایت مدلل طریقے سے ثابت کیا ہے یہ فتویٰ مسلمانوں کا وہ علمی خزینہ ہے جس پر مسلمان جتنا بھی ناز کریں، کم ہے۔"

امیرِ ملت حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمہ نے مرزائے قادیانی کے دعاویٰ باطلہ کی زبردست تردید کی اور لاکھوں مسلمانوں کے ایمان کو تحفظ فراہم کیا آپ نے بادشاہی مسجد، لاہور میں تقریر کرتے ہوئے مرزا کی موت کی پیش گوئی فرمائی جو حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی[۲۷]

مولانا فقیر محمد جہلمی، جہلم سے ہفت روزہ "سراج الاخبار" نکالتے تھے۔ انھوں نے مولانا کرم الدین دبیر کو اس رسالے کا مدیر مقرر کر دیا۔ مولانا نے مرزائیوں کے خلاف اتنے زور دار مضامین لکھے کہ مرزائی بلبلا اُٹھے۔ انھوں نے یکے بعد دیگرے مدیر اور پرنٹر کے خلاف تین مقدمات دائر کر دیے۔ دو میں تو وہ باعزت بری ہو گئے۔ تیسرے مقدمے میں ۵۴ روپے جرمانہ ہو گیا جو ادا کر دیا گیا۔

۱۷/ جنوری ۱۹۰۳ء کو ایک کتاب "مواهب الرحمٰن" جہلم میں تقسیم کی گئی۔ جس میں مولانا کرم الدین دبیر کے خلاف جی بھر کر زہر اُگلا گیا۔ مولانا نے مرزائے قادیانی اور حکیم فضل دین بھیروی کے خلاف استغاثہ دائر کر دیا۔ یہ مقدمہ دو سال تک چلتا رہا۔ ۸/ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو گورداسپور کے جج نے مرزا غلام احمد قادیانی پر پانچ سو روپے اور حکیم فضل دین پر دو

[۲۷] محمد عالم آسی امرتسری، مولانا: الکاویہ علی الغاویہ

سو روپے جرمانہ کا حکم دیا اور جرمانہ ادا نہ کرنے کے صورت میں بالترتیب چھ اور پانچ ماہ قید کا حکم سنایا۔

۱۹۵۳ء میں تمام طبقوں نے مل کر تحریکِ ختمِ نبوت چلائی اور بالاتفاق مجلسِ عمل کا صدر علامہ ابو الحسنات سیّد محمد احمد قادری کو منتخب کیا گیا۔ متفقہ طور پر خواجہ ناظم الدین کی حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ظفر اللہ قادیانی کو وزارتِ خارجہ کے منصب سے ہٹایا جائے اور مرزائیوں کو قانونی طور پر غیر مسلم اقلیّت قرار دیا جائے۔ حکومت نے مطالبات تسلیم کرنے کی بجائے قائدین کو گرفتار کر لیا۔ پھر کیا تھا پورے ملک میں احتجاجی جلسے ہونے لگے اور جلوس نکالے گئے۔ حکومت نے بھی تشدد کی انتہا کر دی اور پورے ملک کے جیل خانے فدایانِ ختم نبوت سے بھر گئے۔

علامہ ابو الحسنات سکھر جیل میں تھے جہاں آپ کو اطلاع پہنچائی گئی کہ آپ کے اکلوتے فرزند مولانا سید خلیل احمد قادری کو تحریک ختم نبوت میں حصہ لینے کے پاداش میں پھانسی دے دی گئی ہے۔ اللہ رے استقامت! آپ نے فرمایا :۔

"الحمد للہ ! اللہ تعالیٰ نے میرا یہ معمولی ہدیہ قبول فرمالیا ۔"

دیگر زعماء گرفتار ہو گئے تو مجاہدِ ملت مولانا محمد عبد الستار خان نیازی نے مسجد وزیر خان لاہور کو مرکز بنا کر اپنی شعلہ بار تقریروں سے تحریک کو آگے بڑھایا۔ انھیں گرفتار کر لیا گیا اور ان کے خلاف پھانسی کا فیصلہ صادر کر دیا گیا۔ قریب تھا کہ یہ تحریک کامیاب ہو جاتی لیکن بعض آسائش پسند لیڈر حکومت سے معافی مانگ کر رہا ہو گئے۔ بعد ازاں علامہ ابو الحسنات اور مولانا عبد الستار خان نیازی کو بھی رہا کر دیا۔ مولانا خلیل احمد قادری کی سزائے موت کی خبر غلط ثابت ہوئی۔

۱۹۷۴ء میں دوبارہ تحریک ختم نبوت چلی تو اس کے جنرل سیکرٹری علامہ سید محمود احمد رضوی شارح بخاری تھے۔ یہ تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور ۷ ستمبر کو مرزائی غیر

مسلم اقلیت قرار دیئے گئے۔ اس موقع پر مولانا شاہ احمد نورانی، علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری، مولانا محمد علی (حیدر آباد) اور مولانا محمد ذاکر (جھنگ) کی کوششیں قابلِ قدر ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ تمام علماء اہل سنت نے ردِّ مرزائیت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اس سلسلے میں کتنے حضرات کے نام گنوائے جائیں؟ تاہم آج ضرورت ہے کہ اہل سنت کا کم از کم ایک ادارہ ایسا ہو جو ردِّ قادیانیت کیلئے مختص ہو۔ قادیانیوں نے اپنی ریشہ دوانیوں کا جال پوری دُنیا میں پھیلایا ہوا ہے اور دُنیائے عیسائیت اِن کی پشت پناہی کر رہی ہے۔

س: وہ کون سے فکری علمی اور تحقیقی پہلو ہیں جن پر کام کرنے کی اشد ضرورت ہے؟

ج: پہلو تو بے شمار ہیں لیکن ان پر کام کون کرے گا؟ ایک دو افراد کے بس کا تو روگ نہیں ہے، کاش جماعت اہلسنت منظم ہو کر تصنیف و اشاعت کا ایک ادارہ قائم کرے۔ پھر یہ سوچنا مناسب رہے گا کہ کس کس موضوع پر کام کرنے کی ضرورت ہے؟ آج ضرورت ہے کہ مسلمانوں کا تعلق اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ سے مضبوط سے مضبوط تر ہو۔ اس کیلئے دین کی بنیادی تعلیمات پر مشتمل آسان زبان میں اردو، انگریزی اور عربی میں لٹریچر کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی جائے۔ تصوف کی مستند تصانیف عام فہم زبان میں پیش کی جائیں۔ عقائد پر کتابیں لکھی جائیں اور ان شکوک و شبہات کا قلع قمع کیا جائے جو نئی نسل کے نوجوانوں میں پھیلائے جا رہے ہیں۔ مسائلِ جدیدہ کا حل پیش کیا جائے۔ مستشرقین کے اعتراضات کا معقول انداز میں جواب دیا جائے۔ تاریخِ اسلام لکھی جائے۔ امام اعظم ابو حنیفہ کے کارناموں پر لکھا جائے۔ سکول، کالج اور یونیورسٹی کے نصاب کے مطابق کتابیں تیار کی جائیں۔ ایک جماعت ایسی متعین کی جائے جو اخبارات میں اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے والوں کو جواب دے۔

س : اکثر جید علماء و مشائخ کے بیٹے دین کی بجائے دُنیا کی طرف راغب نظر آتے ہیں، ایسا کیوں ہے ؟

ج : اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ حساس اور ذمہ دار علماء دینی خدمات میں اس طرح کھو جاتے ہیں کہ انھیں اپنی اولاد کی تربیت اور خدمت دین کا جذبہ ان تک منتقل کرنے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔ یقیناً یہ بڑی کوتاہی ہے۔ اخلاص اور للہیت کا جذبہ اپنی اولاد کو منتقل کرنا بجائے خود بہت بڑی عبادت اور ذمہ داری ہے۔

دوسری بڑی وجہ علماء کی معاشی حالت ہے۔ علماء خود تو للہیت کے جذبے سے معمور ہوتے ہیں۔ لہذا معاشی دباؤ برداشت کر جاتے ہیں۔ لیکن اولاد اسے برداشت نہیں کر پاتی۔ پھر ہمارا ماحول اور معاشرہ مادیت اور طلبِ زر کی دوڑ میں غرق ہے۔ حلال اور حرام کی تمیز کے بغیر مالِ دُنیا کے حصول کیلئے ضمیر تک فروخت کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کی جاتی ایسے ماحول میں بچوں کا ذہن متاثر نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا ؟

س : آپ کے روزانہ کے معمولات کیا ہیں اور رات کو کتنے بجے تک لکھنے پڑھنے میں مصروف رہتے ہیں ؟

ج : آج کل صبح ساڑھے سات بجے سے ساڑھے بارہ بجے تک بخاری شریف اور درس نظامی کی دوسری کتابیں پڑھاتا ہوں۔ اس کے بعد دوپہر کا کھانا کھاتا ہوں۔ ملاقات کرنے والے احباب سے ملاقات کرتا ہوں۔ ظہر کے بعد عصر تک آرام کرتا ہوں۔ عصر کی نماز کے بعد جامعہ نظامیہ رضویہ میں قائم مکتبۂ قادریہ میں کام کرتا ہوں۔ ملک اور بیرونِ ملک سے آئے ہوئے خطوط کا جواب لکھتا ہوں۔ پھر دربار مارکیٹ نزد ستا ہوٹل مکتبہ قادریہ میں عشاء کی نماز تک بیٹھتا ہوں۔ پھر واپس آکر پڑھنے لکھنے پڑھنے کا کام کرتا ہوں جو آج کل بہت محدود ہو گیا ہے۔ اس مشغلے میں روزانہ تقریباً بارہ بج جاتے ہیں۔ الحمد للہ تعالیٰ کہ دین و مسلک کا تھوڑا بہت

کام کرہی لیتا ہوں۔

س : مستقبل میں آپ کی کونسی کتابیں منظر عام پر آرہی ہیں ؟

ج : راقم نے کچھ عرصہ پہلے اپنے متفرق مقالات جمع کیے جو کسی کتاب میں شامل نہیں ہوئے تھے۔ ارادہ یہ تھا کہ انھیں یکجا کر دیا جائے۔ لیکن وہ اتنی مقدار میں تھے کہ ایک کتاب میں سما نہیں سکتے تھے اسلئے یہ طے کیا کہ انھیں پانچ چھ حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ پہلا حصہ "مقالاتِ سیرتِ طیبہ" کے نام سے چھپ چکا ہے۔ دوسرا اور تیسرا حصہ "تذکرہ ابرارِ ملت" اور "تذکرہ اخیارِ ملت" کے نام سے عنقریب شائع ہوگا۔ انشاءاللہ العزیز یہ تذکرے چودھویں صدی اور اس سے پہلے کے علماء اور مشائخ کے حالات پر مشتمل ہیں۔ مدینہ منورہ کے سابق مفتی حضرت سید جعفر بن حسن برزنجی رحمتہ اللہ تعالیٰ کے رسالہ مبارکہ "مناقب سید الشہدا" (حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ترجمہ کیا ہے جو عنقریب کراچی سے شائع ہو گا۔ اس کے علاوہ حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی اہم تصنیف "تحصیل التعرف فی معرفتہ الفقہ والتصوف" کا عربی سے اردو ترجمہ کیا ہے جو لاہور سے شائع ہوگا۔ شیخ محقق کی یہ تصنیف لطیف ابھی تک طبع نہیں ہوئی۔

س : کیا انقلابِ ایران کو اسلامی انقلاب کہا جاسکتا ہے ؟

ج : ایرانی انقلاب خالص شیعہ انقلاب تھا۔ وہاں اہلِ سنت و جماعت کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ انھیں مسجد تک بنانے کی اجازت نہیں۔ جبکہ امریکہ، برطانیہ اور دیگر ممالک میں اہلِ سنت بکثرت مسجدیں بنا رہے ہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھئے "اسلام اور خمینی مذہب" از علامہ بدر القادری، فاضل جامعہ اشرفیہ، مبارکپور، انڈیا۔ ۲۸

۲۸۔ انٹرویو ماہنامہ اخبار اہلِ سنت، لاہور شمارہ جولائی اگست، ۱۹۹۷ء

مسندِ تدریس کی زینت، صاحبِ فن اُستاد

انٹرویو : ملک محبوب الرسول قادری

''عصرِ حاضر میں دینی اعتبار سے تعلیم و تعلم، درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے فن کی معراج کو اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ چھونے والے نامور عالمِ دین، صاحبِ فن ادیب و شاعر، منکسّر المزاج صوفی، درویش صفت اُستاد حضرت شیخ الحدیث والتفسیر علامہ مفتی محمد عبدالحکیم شرف قادری گزشتہ ۳۲ سال سے اہلِ سُنت کی مرکزی درسگاہ دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری گیٹ، لاہور میں جلوہ افروز ہیں اور نبوی علوم کا نور تشنگانِ علم میں تقسیم فرما رہے ہیں۔ سادگی، ایفائے عہد، مہمان نوازی، چھوٹوں پہ شفقت، بڑوں کا احترام، دینی کارکنوں کی قدر افزائی اور رہنمائی (وہ اوصاف ہیں جو اس وقت عوام تو کجا اہلِ علم میں بھی مفقود ہو کر رہ گئے ہیں) اِن کی طبیعتِ ثانیہ ہے۔ ان کے ہاں خوفِ خدا کا راج ہے اور اِن کا دل حُبِّ رسولِ پاک ﷺ سے آباد ہے، وہ دقیانوسی اور روایتی مولوی نہیں بلکہ عصری تقاضوں سے واقف بیدار مغز عالمِ دین ہیں۔ ان کی تحریر میں نفاست بھی ہے اور ثقاہت بھی۔

بلاشبہ آپ اپنی وضع کے منفرد عالمِ دین ہیں۔ اختلاف رائے کے معاملے میں بھی جارحیّت کو پسند نہیں کرتے بلکہ بہت ہی شُستہ انداز میں اپنا موقف منوا لیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ بہتان طرازی اور بے بنیاد الزامات پر مبنی ''البریلویہ'' نامی رسوائے زمانہ کتاب کا جواب لکھنے کی ذمہ داری بھی آپ ہی کو سونپی گئی۔ اور آپ نے انتہائی جامع اور مدلل کتاب ''مِن عقائد اہلِ السنہ'' لکھ کر اپنا موقف واضح کر دیا اور تمام الزامات کا حقیقت پسندانہ تجزیہ بھی کیا۔ بلکہ حق یہ ہے کہ موضوع نبھانے کا حق ادا کر دیا۔

حضرت شرف قادری صاحب قبلہ واقعی محتاجِ تعارف نہیں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ پیشِ نظر "انٹرویو" اُنکے بہت قریبی احباب کیلئے بھی بہت بڑا تعارف ہوگا اور گذشتہ ۳۳ سال سے مسندِ تدریس کی زینت، صاحبِ فن استاذ کی باتیں قارئین کرام کیلئے مشعلِ راہ ہوں گی---واقعی انکی باتوں میں گُلوں کی خوشبو ہے آیئے! ان کی باتوں سے پھولوں کی خوشبو پائیں۔"

محبوبؔ قادری [۹]

س : نام ونسب ؟

ج : محمد عبدالحکیم شرف قادری ابن مولانا اللہ دتا ابن صوفی نور بخش رحمہما اللہ تعالیٰ۔

س : تاریخ ولادت، مقامِ ولادت اور خاندانی پس منظر ؟

ج : ۲۴ر شعبان ۱۳۶۳ھ / ۱۳ر اگست ۱۹۴۴ء کو مرزاپور، ضلع ہوشیارپور، مشرقی پنجاب میں میری پیدائش ہوئی۔ والدین عابد وزاہد اور پرہیز گار تھے۔ والدۂ ماجدہ صبر ورضا کی پیکر، پابندِ صوم وصلوٰۃ، روزانہ قرآن پاک کی تلاوت کرتیں۔ رمضان شریف میں پندرہ بیس مرتبہ قرآن پاک ختم کرتی تھیں۔ حضرت محدّثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری رحمتہ اللہ علیہ کی مرید تھیں۔ درود پاک کا بکثرت ورد کرتی تھیں۔ آخری وقت بے ہوشی کے عالم میں واضح طور پر اسمِ ذات اللہ اللہ کی آواز سُنائی دیتی تھی۔

والدِ ماجد مولوی اللہ دتا رحمتہ اللہ علیہ نے باکمال اساتذہ سے صرف، نحو اور فارسی پڑھی تھی۔ قیامِ پاکستان کے بعد انجن شیڈ، لاہور میں جامع مسجد صدیقیہ میں خطیبِ پاکستان مولانا غلام الدین اشرفی رحمتہ اللہ علیہ کے نائب رہے اور اُن ہی سے قرآن پاک کے بیس بائیس پاروں کا ترجمہ پڑھا۔ حافظہ کمال کا تھا جو کچھ انہوں نے پڑھا تھا وہ انہیں مستحضر تھا۔ اردو، پنجابی اور فارسی کے سینکڑوں اشعار ان کی نوکِ زبان پر رہتے تھے۔

[۹] ماہنامہ "سوئے حجاز" لاہور، شمارہ جنوری ۱۹۹۸ء

میرے والدین کو بچپن ہی سے پیکر زہد و تقویٰ اور خدا ترس خاتون جنت بی بی رحمہا اللہ تعالیٰ کی سرپرستی رہی۔ میرے والدین نے جو اُن کی خدمت کی، وہ موجودہ دور میں کوئی شخص اپنی سگی ماں کی بھی کیا کرے گا ؟

س : ابتدائی تعلیم، تکمیلِ تعلیم۔ کب، کہاں اور کن کن اساتذہ سے پڑھا ؟

ج : ۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۵ء تک انجن شیڈ کے پرائمری سکول میں تعلیم حاصل کی۔ تیرہ سال کی عمر میں جامعہ رضویہ، فیصل آباد میں اپنے برادرِ محترم مولانا محمد عبدالغفار ظفر صابری مدظلہ العالی کی ترغیب پر داخل ہوا۔ ۱۹۵۵ء سے ۱۹۵۷ء تک فارسی، صرف اور ادب کی کتابیں پڑھیں۔

۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۱ء تک جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں پڑھتا رہا۔ یہاں ابتدائی کتب سے لیکر فقہ میں "کنزالدقائق"---اصولِ فقہ میں " نورالانوار"---بلاغت میں " مختصر المعانی " ---منطق میں "ملا حسن " اور "ملا جلال"--- نحو میں " کافیہ" صرف میں "فصول اکبری" اور ادب میں ---"متنبّی" تک کتابیں پڑھیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا کرم شامل ہوا اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی کی ترغیب پر ۱۹۶۱ء میں جامعہ امدادیہ مظہریہ، بندیال شریف ضلع خوشاب میں عصرِ حاضر کے فقید المثال مدرس، ملک المدرسین حضرت مولانا علامہ عطا محمد چشتی گولڑوی مدظلہ العالی کی خدمت میں حاضر ہو کر تکمیلِ درسِ نظامی کی سعادت حاصل کی۔ فقہ میں "ہدایہ" مکمل، اصول فقہ میں "مسلم الثبوت"،---منطق میں "قاضی" اور "حمد اللہ "، فلسفہ میں "صدرا" اور "شمسِ بازغہ" ،---نحو میں "عبدالغفور" اور " تکملہ "---ھیئت میں "تصریح ھندسہ"،--- جیومیٹری میں "اقلیدس"،--- کلام میں " شرح عقائد"، "خیالی" اور "امور عامہ"---تفسیر میں " جلالین" اور " تفسیر بیضاوی" --- اور حدیث

میں "مشکوٰۃ شریف" اور "ترمذی شریف" تک کتابیں پڑھیں اور ۱۹۶۴ء میں فراغت حاصل کی۔

س : کن کن اساتذہ سے اکتسابِ علم کا موقع ملا۔ مشہور اور اہم اساتذہ کے اسمائے گرامی ؟

ج : منطق کا ابتدائی رسالہ "حضرت پیر طریقت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول رضوی مد ظلہٗ العالی (فیصل آباد) کی معیت میں حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری رحمتہ اللہ علیہ (فیصل آباد) سے پڑھنے کا شرف حاصل ہوا"۔ ایک دفعہ بخاری شریف کے درس میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی :-

☆ ملک المدرسین حضرت علامہ مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی مد ظلہ العالی (ڈھوک دھمن، خوشاب)

☆ مفسر قرآن، شارح بخاری مولانا علامہ غلام رسول رضوی مد ظلہٗ العالی (فیصل آباد)

☆ محسنِ اہلِ سُنت حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مد ظلہٗ العالی (لاہور)

☆ مناظر اسلام حضرت مولانا محمد اشرف سیالوی مد ظلہٗ العالی (سیال شریف)

☆ حضرت مولانا علامہ حافظ احسان الحق رحمتہ اللہ علیہ (فیصل آباد)

☆ حضرت مولانا سید منصور حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ (فیصل آباد)

☆ حضرت فقیہ العصر مولانا مفتی محمد امین مد ظلہٗ العالی (فیصل آباد)

☆ حضرت مولانا شمس الزماں قادری مد ظلہٗ العالی (لاہور)

س : استاذ الکل مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی مد ظلہ العالی کی ذات گرامی کو آپ نے کیسا پایا؟

ج : حضرت استاذ گرامی، ملک المدرسین مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی مد ظلہ العالی تاریخ ساز مدرس ہیں۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی رحمتہ اللہ علیہ (مصنف ''بہار شریعت'') کے بعد درسِ نظامی پڑھانے اور مدرسین تیار کرنے میں آپ کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ مجھے تسلیم ہے کہ آپ کے معاصرین میں دورۂ حدیث یا دورۂ قرآن پڑھانے والے جلیل القدر فضلاء تھے۔ لیکن ابتدا سے انتہا تک درسِ نظامی پڑھا کر ٹھوس قابلیت کے حامل مدرسین تیار کرنے میں کوئی آپ کا مد مقابل نہیں ہے۔ آج پاکستان کے مدارس آپ ہی کے فیض یافتہ مدرسین کے دم قدم سے آباد ہیں۔ آپ اس طرح گہرائی میں جا کر پڑھاتے تھے جیسے مصنف خود پڑھا رہا ہو۔ آپ کی شاگردی کی نسبت اِس قدر فیض بخش تھی کہ طلباء میں علم کا شوق ہی نہیں عشق پیدا ہو جاتا تھا۔ آج جبکہ آپ صاحبِ فراش ہیں۔ مولانا نذر حسین ، محض آپ کی خدمت کرنے کے جذبے سے آپ کے پاس ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اور ''شرح وقایہ'' ، ''نور الانوار''، اور ''ملا حسن'' ایسی کتابیں پڑھ رہے ہیں۔ بنگال کے مولانا عبد الباری ساٹھ سال سے زیادہ عمر کے ہوتے ہوئے باوجود منطق و حکمت پڑھنے کیلئے آپ کے درِ دولت پر پڑے ہوئے ہیں۔

س : بیعت و خلافت ؟

ج : مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابو البرکات سیّد احمد قادری رحمتہ اللہ علیہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہوں۔ حضرت مولانا ریحان رضا خاں رحمتہ اللہ علیہ اور کچھ دوسرے بزرگوں سے خلافت حاصل ہے۔

س : مریدین کی تعداد ؟

ج : ابھی خود ہی صحیح طور پر مُرید نہیں بن سکا اور نہ ہی سلوک کی تکمیل کر سکا ہوں۔

س : اپنی اولاد کے مستقبل اور علم دین کے حصول کے حوالے سے آپ کچھ بتانا پسند کریں گے ؟

ج : کیوں نہیں ! اللہ تعالیٰ کے بے پایاں احسان کا اظہار کرنے کے ارادے سے عرض کرتا ہوں کہ :

☆ میرے بڑے بیٹے ممتاز احمد سدیدی حفظہ اللہ تعالیٰ نے جامعہ نظامیہ رضویہ ، لاہور میں درسِ نظامی کی تکمیل کی اور تنظیم المدارس کے درجہ عالمیہ کے امتحان میں پورے ملک میں دوسری پوزیشن حاصل کی ۔ انٹر نیشنل اسلامی یونیورسٹی ، اسلام آباد سے ایم ۔ اے عربی کرنے کے بعد عالم اسلام کی عظیم یونیورسٹی جامعہ ازہر شریف میں ایم فل کا مقالہ لکھ رہے ہیں ۔ جس کا عنوان ہے ''الشیخ احمد رضا شاعراً عربیاً''

☆ شیخ محمود سعید ممدوح (دبئی) کے عربی رسالے ''الاعلام'' کا اردو ترجمہ ''اصل مُراد حاضری اس پاک در کی ہے'' کے نام سے کر چکے ہیں ۔

☆ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ اور معروف اسکالر مولانا کوثر نیازی کے مقالات کا عربی ترجمہ کر چکے ہیں ۔ یہ تراجم چھپ چکے ہیں ۔

☆ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ العزیز کے رسائل ''اقامتہ القیامہ'' اور ''طرد الافاعی'' کا عربی میں ترجمہ کر چکے ہیں ۔

☆ عزیزم مشتاق احمد قادری دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں ۔ گذشتہ سال (۱۹۹۷ء) انھوں نے میٹرک (آرٹس) میں سرگودھا بورڈ میں ٹاپ کیا اور دو گولڈ میڈل حاصل کیے ۔

☆ عزیزم نثار احمد قادری حافظ اور قاری ہیں ۔ کلام اقبال کا مطالعہ کرنے کے ساتھ ساتھ مکتبہ قادریہ ، دربار مارکیٹ ، لاہور میں میرے ساتھ معاون ہیں ۔

س: آپ نے کن کن مدارس میں تدریس فرمائی؟ کل تدریسی مدت ؟

ج: الحمدللہ! مجھے ۳۳ سال دینی علوم اور ۲۴ سال سے بالخصوص حدیث شریف پڑھانے کی سعادت حاصل ہے۔ ۱۹۶۵ء میں تدریس کا آغاز جامعہ نعیمیہ، لاہور سے کیا۔ پھر دو سال جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور۔ اسی دوران رمضان شریف کی تعطیلات میں دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ میں تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ چار سال دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور۔ دو سال مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم، چکوال میں پڑھاتا رہا۔ ۱۹۷۴ء میں جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور آگیا اور ہنوز دسمبر ۱۹۹۷ء اسی جامعہ میں ہوں۔

س: اہم تلامذہ کے نام؟ کُل کتنے طلباء نے آپ سے اکتسابِ فیض کیا؟

ج: تمام تلامذہ کی تعداد تو محفوظ نہیں البتہ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور سے فارغ ہونے والے علماء کی تعداد تین سو چھہتر (۳۷۶) ہے۔ ان سب نے فقیر سے بھی حدیث شریف پڑھی۔

☆ مولانا مفتی محمد خان قادری، شیخ الجامعہ، جامعہ اسلامیہ، لاہور

☆ مولانا محمد صدیق ہزاروی، مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

☆ مولانا محمد عبدالستار سعیدی، مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

☆ مولانا خادم حسین، مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

☆ مولانا صاحبزادہ سردار احمد، ناظم اعلیٰ جامعہ حبیبیہ، حبیب آباد (واں رادھارام)

☆ صاحبزادہ حبیب احمد، مدرس جامعہ امینیہ، فیصل آباد

☆ مولانا غلام نصیر الدین، جامعہ نعیمیہ، لاہور

☆ مولانا حافظ عبدالغفور، ناظم اعلیٰ جامعہ حنفیہ غوثیہ، چوہان روڈ، لاہور

☆ مولانا حافظ محمد شاہد اقبال، مدرس جامعہ حزب الاحناف، لاہور

☆ مولانا عبدالرشید قریشی، مدرس جامعہ رضویہ، سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی

☆ مولانا عبدالرزاق بھترالوی، مدرس جامعہ رضویہ، سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی وغیرہم

س : تصنیف و تالیف کے آغاز کا سبب ؟

ج : حضرت استاذ العصر ملک المدرسین مولانا علامہ محمد چشتی گولڑوی مدظلہ العالی کے تلامذہ میں یہ رواج تھا کہ جو کچھ پڑھتے، اُسے یاد کر کے قلمبند کر لیتے۔ جامعہ امدادیہ مظہریہ، بندیال شریف میں پڑھتا تھا۔ وہاں ایک دفعہ مولوی ضیاء القاسمی دیوبندی نے تقریر کی اور علماء دیوبند کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے علماء نے تصنیف و تالیف کے میدان میں اتنا کام کیا ہے کہ بریلوی مدارس میں بھی وہ کتابیں پڑھائی جارہی ہیں، جن پر ہمارے علماء نے شروح اور حواشی لکھے ہیں، تم نے کیا کام کیا ہے ؟ اس کی یہ بات میرے دل میں اُتر گئی اور میں نے تہیہ کیا کہ انشاء اللہ العزیز تصنیف و اشاعت کے میدان میں کام کروں گا اور مخالفین کے اس الزام کا ازالہ کروں گا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارے علماء نے تصنیف کے میدان میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ لیکن اوّل تو اُن کی اشاعت ہی نہیں ہوئی۔ اور جو تصانیف شائع بھی ہوئیں انکی اشاعت کا تسلسل جاری نہ رہ سکا۔ حضرت مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی رحمتہ اللہ علیہ (مصنف " بشیر الکامل " وغیرہ) اور مولانا عبدالرزاق بھترالوی بھی کسی دیوبندی کے طعنے کے ردّ عمل کے طور پر تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ ہوئے۔

س : کل کتنی کتابیں لکھیں ؟

ج : تقریباً چالیس چھوٹی بڑی کتابیں لکھ چکا ہوں۔ جن میں کچھ عربی، فارسی میں اور باقی اُردو میں۔

س : اہم ترین کتاب ۔ جو سب سے زیادہ مقبول ہوئی ؟

ج : "تذکرہ اکابرِ اہل سُنت" کے چار ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔

"اندھیرے سے اُجالے تک" کی پاکستان اور ہندوستان میں اشاعت تیرہ ہزار سے زیادہ ہے۔اِس پر بہت تاثراتی خطوط موصول ہوئے۔

عربی میں "من عقائد اہل السنہ" کو بہت پسند کیا گیا۔پاکستان میں اشاعت کے دو تین ماہ بعد "رضا اکیڈمی، بمبئی، انڈیا" نے اسے شائع کر کے مفت تقسیم کیا۔

س : "البریلویہ" کا رَد آپ نے لکھا۔ اسکی پذیرائی اور مقبولیت کیسی رہی ؟ کیا عرب دُنیا میں اسکو بھیجنے سے "البریلویہ" کے زہریلے اثرات ختم ہوئے ؟۔

ج : الحمدللہ ! "من عقائد اہل السنۃ" عربی تصنیف کے متعدد نسخے حرمین شریفین، بیروت، مصر، دبئی، ترکی، انگلینڈ، ہندوستان اور خاص طور پر کیرالا گئے۔اور اس کتاب کو پسند کیا گیا۔بعض حضرت نے کُھلے دل سے اس پر مسرّت کا اظہار کیا۔ حضرت ملک التحریر علامہ ارشد القادری مدظلہٗ العالی نے لکھا کہ ہم اسے اپنے نظریات کی اساسی کتاب قرار دے سکتے ہیں ۔ رہا "البریلویہ" کے زہریلے اثرات ختم کرنے کا تو اس بارے میں ہندوستان میں اہلِ سُنت کے سب سے بڑے دارالعلوم جامعہ اشرفیہ، مُبارکپور کے شیخ الادب مولانا محمد احمد مصباحی مدظلہ نے لکھا تھا کہ :

"البریلویہ" ایک لاکھ کی تعداد میں غیر ملکی امداد کی بنیاد پر شائع ہوئی۔اسکے زہریلے اثرات کا ازالہ تب ہی ہو سکتا ہے جبکہ "من عقائد اہل السنۃ" دو لاکھ کی تعداد میں شائع کر کے تقسیم کی جائے۔"

اور یہ اس وقت ہی ہو سکتا ہے جب اہلِ سُنت و جماعت بحیثیت جماعت اور خاص طور پر متمول طبقہ اسطرف متوجہ ہو -

س : غیر ملکی اہم سُنّی ادارے اور علماء جن سے آپ کے رابطے قائم ہو چکے

ہیں ؟

ج : ☆عالمِ اسلام کے نامور عالم حضرت شیخ سید یوسف ہاشم رفاعی

☆مکہ معظمہ کے شہرۂ آفاق عالم سید محمد بن علوی مالکی

☆جامعہ ازہر کے شیخ سید حازم محمد احمد المحفوظ

☆مجلّہ "منار الہدیٰ" بیروت کے رئیس التحریر شیخ عبد القادر فاکہانی

☆بیروت ہی کے شیخ کمال یوسف الحوت حسینی

☆مدینہ منورہ کے شیخ فضل الرحمٰن مدنی

☆انگلینڈ کے مولانا علامہ فروغ القادری، مولانا مفتی محمد گل رحمٰن قادری، مولانا عبد المجید، برسٹل

☆شکاگو، امریکہ کے ڈاکٹر محمد عبد الستار خاں

☆انڈیا کے بین الاقوامی شہرت کے حامل عالم علامہ ارشد القادری

☆جامعہ اشرفیہ ، مبارکپور (انڈیا) کے مولانا محمد احمد مصباحی

☆جامعہ قادریہ چریاکوٹ (انڈیا) کے مولانا محمد عبد المبین نعمانی

☆دلی کے مولانا قاری غلام رسول

☆فرانس کے مبلغ اہلِ سنت جناب اقرار خان

وغیرہم سے روابط قائم ہیں ۔ فالحمد للہ تعالیٰ

س : دورانِ تعلیم آپ نے مدارس کے ماحول کو کیسا پایا؟

ج : بہت اچھا ماحول تھا۔ آج کی بہ نسبت پیکرِ تقویٰ و اخلاص اور مجسمۂ محبت و شفقت اساتذہ کی برکت سے طلبہ میں علم دین کا شوق زیادہ تھا اور دینِ اسلام کی خدمت کا جذبہ بھی فزوں تر تھا۔

س : دورانِ تدریس مدارس کے ماحول کو درست کرنے میں آپ کس قدر کامیاب رہے ؟

ج : میری آرزو تھی کہ دینِ متین اور مسلک اہلِ سُنت کی خدمت کا جو جذبہ اور علم دین کی جو لو اساتذہ نے ہمیں عطا کی ہے وہ طلبہ میں بھی عام کی جائے۔ الحمد للہ ! اس میں کسی حد تک کامیابی حاصل ہوئی۔

س : ہمارے مدارس کے نظام میں اصلاح طلب پہلو کون کونسے ہیں اور انھیں کیسے درست کیا جا سکتا ہے ؟

ج : مدارس کے کئی پہلو اصلاح طلب ہیں :۔

☆ سرِ فہرست مدارس کے ناظمین کی اصلاح ہے۔ سرکاری سکولوں کے اساتذہ کی طرح ان کے ریفریشر کورس رکھے جائیں اور ماہرین منتظمین انھیں بتائیں کہ مدارس کو کس طرح کامیابی سے ہمکنار کیا جائے۔ اور ہمارے مدارس دن بدن تنزلی کی طرف کیوں جا رہے ہیں۔

☆ اس امر کا جائزہ لیا جائے کہ ہمارے مدارس میں مدرسین کی تیاری کیوں تنزل پذیر ہے اور اسکا علاج کیا ہے

☆ مدارس میں اس امر کا اہتمام کیا جائے کہ طلباء مساجد میں امامت نہیں کریں گے اور لوگوں کے گھروں میں ختم پڑھنے نہیں جائیں گے۔

☆ نیز عوام الناس کا اجتماعی سطح پر شعور بیدار کیا جائے کہ میلاد شریف، گیارہویں شریف اور ایصالِ ثواب کی مدوں میں جو کچھ خرچ کرتے ہیں۔ وہ مدارس پر خرچ کریں تاکہ ہمارے مدارس ترقی کر سکیں۔ ہمیں بیرونی امداد تو مل نہیں رہی، یہ ذمہ داری بھی قوم ہی کی

ہے۔ مدرسین، مدارس کیلئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں، انکی حق تلفی کا ازالہ نہایت ضروری ہے۔

س : کیا آپ موجودہ درسِ نظامی کے نصاب سے مطمئن ہیں؟

ج : اگرچہ نصاب میں بہت سی تراش خراش کر دی گئی ہے اور معقولات کی اکثر کتابیں خارج کر دی گئی ہیں، جن سے نظر و فکر کی گہرائی حاصل ہوتی تھی۔ اسکے باوجود نصابِ تعلیم تو کسی حد تک تسلی بخش ہے البتہ نظامِ تعلیم بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ مدرسین کو معاشی طور پر مطمئن کر کے انھیں احساس دلایا جائے کہ جو علم و فکر اساتذہ نے انھیں عطا کیا ہے وہ پوری ذمہ داری کے ساتھ طلباء میں منتقل کریں۔ نیز طلباء کو احساس دلایا جائے کہ علم دین کا حصول کس قدر اہم فریضہ ہے جس کیلئے وہ مصروفِ کوشش ہیں۔ طلبہ کی بے دلی اور بے رغبتی کا علاج بہت ضروری ہے اس کیلئے ماہرین تعلیم کے خصوصی لیکچرز کا اہتمام ضروری ہے نیز انکی علمی، اخلاقی اور روحانی تربیت کا نہ صرف انتظام ہونا چاہئے بلکہ ماحول بھی سازگار بنانا چاہئے۔

درسِ نظامی کے موجودہ نصاب کا تسلی بخش پہلو یہ ہے کہ ہمارے طلباء جب یونیورسٹی میں جاتے ہیں تو انکا معیار تعلیم کالج کے طلباء سے بہتر ہوتا ہے۔

س : جدید اور قدیم علوم کے امتزاج کو آپ کس نگاہ سے دیکھتے ہیں؟

ج : بنظرِ استحسان دیکھتا ہوں۔ دینی مدارس وسائل کی کمی کے باوجود طلباء کی ذہنی صلاحیتوں اور رجحانات کے پیشِ نظر طلباء کو دو حصوں میں تقسیم کریں :-

-- جن طلباء میں دینی مدرس بننے کی صلاحیت ہے، انکی حوصلہ افزائی کی جائے اور انھیں ٹھوس قابلیت کا مدرس بنایا جائے۔

-- باصلاحیت اور تصنیف و تبلیغ سے دلچسپی رکھنے والے طلباء کو تقابل ادیان و مذاہب، جدید عربی اور انگریزی کی تعلیم دی جائے تاکہ وہ تعلیم یافتہ سامعین کی ذہنی سطح

کے مطابق مؤثر گفتگو کر سکیں۔

س : کیا آپ نے دینی مدارس کے نظام میں خامیوں کو دور کرنے کیلئے خود کوئی عملی کوشش بھی فرمائی؟

ج : یہ تو مدارس کے ناظمین اور تنظیم المدارس کا مسئلہ ہے۔ ایک مدرس تو صرف مشورہ ہی دے سکتا ہے۔

س : طلباء کی تربیت کے حوالے سے آپ کے ذہن میں کیا خاکہ ہے؟

ج : درسِ نظامی کے اساتذہ صرف علوم و فنون ہی نہیں پڑھاتے بلکہ اپنی اِستعداد کے مطابق انکی علمی، اِخلاقی اور رُوحانی تربیت بھی کرتے ہیں۔ تاہم ہفتہ وار یا ماہانہ تربیّتی اجتماعات کا اہتمام بھی ہونا چاہیئے۔ جن میں دیگر علماء مدارس اور یونیورسٹیوں کے اساتذہ طلبہ کو تربیّتی خطاب کریں، انھیں بتائیں علم دین کا حاصل کرنا ایک فریضہ ہے جسے وہ تمام قوم کی طرف سے ادا کر رہے ہیں۔ تبلیغ دین (تدریس ہو یا وعظ و خطابت) پیشہ اور حصول دُنیا کا ذریعہ نہیں بلکہ یہ بھی ایک فریضہ ہے اور انبیاء کرام کا ورثہ ہے نیز انھیں حالات حاضرہ کے تقاضوں سے روشناس کرائیں اور للّٰہیت کا درس دیں اور "مخلصین لہٗ الدین" کا مطلب ان کے رگ و پے تک پہنچائیں۔

س : آپ اپنے تدریسی تجربات کی روشنی میں طلبہ و اساتذہ کو تفہیم دین کا مقام حاصل کرنے کے حوالے سے کیا مشورہ ارشاد فرماتے ہیں؟

ج : گذشتہ سوال کے جواب میں عرض کر چکا ہوں کہ دین کا مقصد یہ ہے کہ انسان اخلاص کا پیکر ہو۔ جو کام کرے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کی خوشنودی کیلئے کرے اور ہر وقت یہ امر پیشِ نظر رہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ اور اسکے حبیبِ پاک ﷺ کے احکام انکے

بندوں تک پہنچانے ہیں۔اور یہ کام ہمہ وقتی ہے جزوقتی نہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے :

"بلغوا عني ولو آية"

"ہماری طرف سے لوگوں کو پہنچاؤ اگرچہ ایک آیت ہی ہو۔"

س : دینی اور مسلکی کام کے حوالے سے آپ کسی سُنّی شخصیت یا ادارے سے متاثر بھی ہیں ؟

ج : کیوں نہیں ؟

☆ حضرت مفتیٔ اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سیّد احمد قادری

☆ مفتی احمد یار خاں نعیمی

☆ غزالیٔ زماں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی

☆ شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین سیالوی

☆ شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی

☆ اور سب سے زیادہ محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری

موجودہ حضرات میں

☆ استاذالاساتذہ ملک المدرسین مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی مدظلہ

☆ حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری، ☆ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆ علامہ ارشد القادری

☆ اور مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ العالی

سے متاثر ہوں۔

س : آپ کو روحانی طور پر ساری زندگی میں کس شخصیت نے سب سے زیادہ متاثر کیا؟

ج : ☆حضرت سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی، ☆امام ربانی مجدد الف ثانی اور ☆امام احمد رضا بریلوی قدست اسرارہم۔

س : عالمی دعوتِ اسلامیہ اور اسکے مرکزی امیر مفتی محمد خاں قادری صاحب کے تحقیقی و علمی کام کو آپ کس نگاہ سے دیکھتے ہیں ؟ اور اسکی ثقاہت کے حوالے سے آپ کا نقطۂ نظر کیا ہے ؟

ج : مفتی محمد خاں قادری حفظہ اللہ تعالیٰ کا کام قابلِ قدر اور انقلابی ہے۔ انھوں نے مختصر عرصے میں جس مشنری جذبے سے صالح اور دیدہ زیب لٹریچر پیش کیا ہے، قابلِ رشک ہے۔ انھوں نے اپنی ذات کو عالمی دعوتِ اسلامیہ کیلئے "صنم اکبر" نہیں بنایا بلکہ دوسرے اربابِ علم و قلم کے علمی جواہر پاروں کو منظر عام پر لاکر انکی حوصلہ افزائی کی ہے۔ انکا یہ اقدام لائقِ تحسین ہے۔ وہ عصرِ حاضر کے تقاضوں اور بین الاقوامی علمی شخصیات سے روابط کی اہمیت سے بخوبی آگاہ ہیں۔ البتہ بعض معاملات میں انھیں محتاط انداز اختیار کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو وہ جلد کامیابیوں کے زینے طے کرتے جائیں گے۔

س : موجودہ دور کے تقاضوں کے حوالے سے آپ کی رائے میں کن کن موضوعات پر تحقیقی و علمی کام ہماری قومی ضرورت ہے ؟

ج : تفسیر قرآن، مطالب قرآن، شرح حدیث عربی اور اردو میں، فقہ حنفی قرآن و حدیث کی روشنی میں، حیاتِ صحابہ واہلِ بیت، فرقہ باطلہ کے رد میں معقول اور مدلل لٹریچر درسِ نظامی کی شروح اور حواشی، سکول اور کالج کی امدادی کتب، سیرتِ طیبہ، تاریخِ اسلام اور تذکرہ علماء و مشائخ، اسکے علاوہ متقدمین علماء اہلِ سنت اور اس وقت دیگر ممالک میں کام کرنے والے علماء اہلِ سنت کی تصانیف کی اشاعت۔

س : آپ خود مستقبل میں کن کن موضوعات پر کام کرنا چاہتے ہیں ؟

ج : اس وقت "دلائل الخیرات" کی شرح "مطالع المسرات" کا ترجمہ کر رہا ہوں۔ دو تہائی حصے کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو مطالب قرآن اور تفسیر قرآن پر کام کرنا چاہتا ہوں۔ (اس انٹرویو کے) قارئین کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔

س : کیا ایسا ممکن ہے کہ مسلک اہلِ سُنت کے وابستگان کو ایک ایسا پلیٹ فارم دیا جائے جس سے باصلاحیت افراد کی تصنیف و تالیف اور تقریر وو عظ کی صلاحیتیں اجاگر ہو سکیں ؟

ج : ضرور ممکن ہے۔ بشرطیکہ تمام اراکین پورے خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلیئے کام کریں۔ ۱۹۷۸ء میں ایک ادارہ "سُنّی رائٹرز گلڈ" کے نام سے قائم کیا گیا تھا جو مولوی اور مسٹر کی تفریق کی نذر ہو گیا۔ حال ہی میں جامعہ اسلامیہ، فصیح روڈ، اسلامیہ پارک میں ان ہی مقاصد کے پیشِ نظر "مرکز تحقیقات اسلامیہ" کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ ادارہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو۔

س : اہلِ سُنت کی گروہی تفریق کو ختم کرنا کیسے ممکن ہے ؟

ج : اللہ تعالیٰ اور اسکے حبیبِ اکرم ﷺ کی رضا و خوشنودی اور مسلک اہلِ سُنت کے مفادات کو ذاتیات سے مقدم رکھنے سے۔

س : سیاسی اعتبار سے آپ کس سُنّی گروہ کو بہتر خیال فرماتے ہیں؟

ج : کس کا نام لوں ؟ سب جمود کا شکار ہیں۔

س : مزارات کو بوسہ دینے کے حوالے سے شریعتِ مطہرہ کے احکام کیا ہیں؟

ج : اولیاء کرام کے مزار کو ازراہِ ادب بوسہ نہیں دینا چاہیئے۔ بلکہ چار ہاتھ کے فاصلے پر کھڑے ہو کر ایصالِ ثواب کریں۔ رکوع کی حد تک جھک کر سلام کرنا اور سجدہ کرنا کسی طرح جائز نہیں ہے۔

س : قبروں پر درجنوں چادریں چڑھانا کیسا ہے ؟

ج : اسراف ہے اور اسراف ازروئے قرآن پاک ناجائز ہے۔ پھر ایسی چادریں چڑھانا جن پر قرآن پاک کی سورتیں لکھی ہوئی ہوں، کسی طرح درست نہیں۔ ایسی چادریں کسی غریب کے استعمال میں بھی نہیں آسکتیں۔ دراصل مسلمان بھائیوں کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ نذر و نیاز کے طور پر صرف کی جانے والی رقم جہاد کشمیر، ہسپتالوں یا دینی مدارس کو دیں۔

س : موجودہ خانقاہی نظام کو درست کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اسکو کیسے ٹھیک کیا جائے ؟

ج : ایک وقت تھا کہ خانقاہیں ذکر و فکر سے آباد ہوتی تھیں۔ رُشد و ہدایت اور اتباعِ شریعت و سنت کی تربیت گاہیں تھیں۔ انکی بدولت شیطانیت اور لادینیت کے حملے پسپا کیے جاتے رہے۔ آج ہماری تباہی کا بڑا سبب یہ ہے کہ خانقاہی نظام تعلیم و تربیت تقریباً ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ یہ مشائخ اور علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ سر جوڑ بیٹھیں اور اسلاف کے خانقاہی نظام کو دوبارہ بحال کریں نیز وراثتی سلسلے کو ختم کریں۔ ایک مُرشد کے رحلت فرمانے کے بعد اس شخص کو انکا خلیفہ بنائیں جو تقویٰ و پرہیزگاری میں سب سے بہتر ہو۔ اسلامی کاز کے ساتھ والہانہ لگاؤ رکھتا ہو، فعال ہو اور صاحب علم ہونے کے ساتھ وقت بھی دے سکتا ہو۔

س : آجکل عملاً کرامت کا وجود کیوں مفقود ہے؟

ج : ہماری بے عملی بلکہ بد عملی کی وجہ سے ۔

س : قوالی کی شرعی حیثیت کیا ہے ؟

ج : سازوں کے ساتھ قوالی کے بارے میں اختلاف ہے۔ مشائخ قادریہ اور نقشبندیہ اِسے ناجائز کہتے ہیں۔ مشائخ چشت اس کے جواز کے قائل ہیں۔ لیکن آج کل کی وہ قوالی جس کے شرکاء کو نماز روزے اور اللہ تعالیٰ کے فرائض، نبی اکرم ﷺ کی سنّتوں سے کوئی تعلق اور دلچسپی نہیں اُسے تو مشائخ چشت بھی ناجائز قرار دیں گے۔ سلاسلِ طریقت اپنے معمولات کے کسی قدر اختلاف کے باوجود اس پر متفق ہیں کہ مقصد اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیبِ اکرم ﷺ سے اپنے تعلق کو مستحکم کرنا اور اطاعت و فرماں برداری کے راستے پر چلنا ہے۔

س : اہلِ سنّت و جماعت کے نام آپ کا پیغام ؟

ج : ذاتیات کے خول سے نکل کر دینِ اسلام کی بالادستی کیلئے متحد ہو جائیں۔

☆ میلاد شریف ، گیارہویں شریف اور ایصالِ ثواب پر کئے جانے والے اخراجات صرف کھانے پینے پر صرف نہ کریں بلکہ ان اخراجات کا معتدبہ حصہ علماء اہلِ سنّت کے لٹریچر کی تقسیم میں صرف کریں۔ تبرّک کے طور پر صرف مٹھائی ہی نہیں کتابیں بھی تقسیم کی جا سکتی ہیں۔

☆ اپنے مدارس اور لٹریچر فری تقسیم کرنے والی تنظیموں کی بھرپور سرپرستی کریں۔ ۳۰ ؎

۳۰ ؎ ماہنامہ "سوئے حجاز" لاہور، شمارہ جنوری ۱۹۹۸ء

مایہ ناز شیخ الحدیث

حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہٗ اہلِ سُنّت و جماعت کے مشہور عالم دین کئی کتابوں کے مصنّف، محشّی، مترجم اور دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ کے مایہ ناز شیخ الحدیث ہیں ان کی تصنیفات، حاشئے اور تراجم خاص و عام میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔

حضرت شرف صاحب سے راقم کے دیرینہ تعلقات ہیں آپ جیسے علامہ کے متعلق ایک کم علم تاثرات کا کیا اظہار کر سکتا ہے؟ مجھے انکی منکسر مزاجی اور درویشانہ طبیعت نے انتہائی متاثر کیا، انھوں نے سلسلۂ عالیہ قادریہ میں حضرت علامہ سیّد ابو البرکات سیّد احمد اشرفی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ شیخ کی توجّہ اور برکت سے حضرت شرف صاحب ہمہ وقت مشغولِ بحق رہتے ہیں۔

احقر

۱۴ر جون ۱۹۹۵ء — خورشید عالم مخمور سدیدی، لاہور

علمی اور فکری شخصیت

شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب عصرِ حاضر کی عظیم علمی و فکری شخصیت کے حامل ہیں، آپکی تحقیق سے برصغیر پاک و ہند کے سُنّی علماء و عوام یکساں طور پر مُستفیض ہو رہے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ کا خاص فضل ہے کہ آپ جس موضوع پر قلم اُٹھاتے ہیں پڑھنے والا عش عش کر اُٹھتا ہے۔ خلوص وللّٰہیت، تقویٰ و تواضع، علم و فکر آپ کے خصوصی اوصاف ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تادیر اہلِ سُنّت پر قائم رکھے، زیرِ نظر مقالہ (روحِ اعظم ﷺ کی کائنات میں جلوہ گری) حضرت شرف نے عقیدۂ حاضر و ناظر پر رقم فرمایا ہے۔ حسبِ عادت مستند و معتبر کتابوں سے استفادہ کر کے مخالفینِ اہلِ سُنّت کی طرف سے پھیلائے ہوئے شکوک و شبہات کے دامن کو تار تار کر دیا ہے، الحمدللہ حرف حرف سے عشقِ مصطفےٰ ﷺ کے سوتے اُبل رہے ہیں۔

مقالہ ھذا کی گوناگوں اہمیّت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ادارہ تعلیماتِ مجدّدیہ نے اسے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اُمید ہے قارئین کرام ادارہ کی دیگر مطبوعات کی طرح اِسے بھی خُوب سراہیں گے۔

نیاز کیش

غلام مصطفےٰ مجدّدی

یکم رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ

جامعہ اشرفیہ مبارک پور (انڈیا)
میں استقبال

مولانا مبارک حسین مصباحی

بر صغیر کی مشہور شخصیت عظیم محقق و قلم کار حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ پاکستان سے ممبئی اور دہلی ہوتے ہوئے ۱۱ نومبر ۱۹۹۸ء کو الجامعۃ الاشرفیہ میں تشریف لائے۔ اساتذہ اور طلبہ جامعہ نے نعرہ ہائے تکبیر و رسالت کی گونج میں اپنے معزز مہمان کا استقبال کیا۔

موصوف نے قریباً ساٹھ کتابیں لکھی ہیں، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں صفِ اوّل کے مؤقر استاذ ہیں، دینی علمی اور تحقیقی و قلمی کاموں میں شب و روز مصروفِ عمل نظر آتے ہیں وہ یقیناً اہلِ سُنّت و جماعت کا انتہائی قیمتی سرمایہ ہیں۔

موصوف نے طلبہ سے خطاب بھی فرمایا اور اہلِ علم اور اساتذہ جامعہ اور اراکین نے اُن سے ملاقاتیں کیں اور دین و دانش اور علم و قلم کے بہت سے گوشوں پر تبادلۂ خیالات ہوا۔

آپ کی چند کتابیں ہندوستان کے مکتبوں سے بھی شائع ہو چکی ہیں۔ آپ اُردو کے ساتھ عربی کے بھی بُلند پایہ قلم کار ہیں، عربی زبان میں بھی آپ کی کئی کتابیں چھپ کر مقبولِ انام ہو چکی ہیں۔ اب بھی ان کا اشہب قلم رواں دواں ہے۔

ماہنامہ اشرفیہ کے لئے چار وقیع مضامین عنایت فرمائے جو انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ماہ سے مسلسل قارئین اشرفیہ کے دستر خوان مطالعہ پر پیش کئے جاتے رہیں گے۔ پروردگار ان کا سایۂ کرم دراز فرمائے۔ آمین۔[۱]

---

[۱] مبارک حسین مصباحی، مولانا: ماہنامہ اشرفیہ شمارہ نومبر دسمبر ۱۹۹۸ء

عظیم دینی رہنما

مخدومی و محترمی حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ'

بعد حمد و ستائش و قدم بوسی! عرض ایں کہ احقر العباد بدعاء شماو بکرم آلہ و مصطفیٰ (جل جلالہ و ﷺ) بخیر و عافیت ہے۔امید کامل ہے کہ حضور والا بھی ضرور بخیر و عافیت ہونگے۔ رب قدیر حضور کے سایۂ عاطفت کو ہم گنہگاروں پر دراز فرمائے اور امتِ مسلمہ کو استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین بجاہ النّبی الامین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

ممبئی کے سنّی اجتماع میں حضور نے خطاب فرما کر ہم کمزوروں کے حوصلوں کو بلند فرمایا اور قومِ مسلم کو اپنے عظیم دینی رہنما کے دیدار سے مشرف ہونے کا موقع عطا فرما کر ان کی نیکیوں میں اضافہ فرمایا۔اللہ عزّوجلّ سے دعا ہے کہ وہ آپ کے فیوض و برکات کو چار دانگ عالم میں پہنچائے۔ مصروفیت کی وجہ سے حضور کب ممبئی سے روانہ ہو گئے پتہ تک نہ چلا اور نہ کچھ خدمت کر پائے جس کا احساس قلب کو پریشان کر رہا تھا، آج الحمد للہ مدینہ منورہ میں تاجدارِ کائنات ﷺ کے دربار گوہربار میں آپکی طرف سے درود و سلام کے تحفے پیش کر کے نیز حضور کے متعلق شفاعت کا سوال کر کے دل کا بوجھ ہلکا کیا ہوں - اللہ عزّوجلّ میرے معروضہ کو سرکار رحمتِ عالم ﷺ کے صدقے میں قبول فرمائے۔

"امام احمد رضا اور اہتمامِ نماز" یہ کتابچہ پیشِ خدمت ہے عبارت میں کاتب کی طرف سے کئی جگہ کوتاہی ہوئی ہے مزید کوتاہی کی نشاندہی اور تصحیح و تنبیہ فرما کر کرم کا سلسلہ جاری رکھیں عین نوازش ہوگی۔اپنی نیم شبی کی دعاؤں میں ضرور بالضرور یاد رکھیں۔والسلام مع الاکرام

خاکپائے علماء و صلحاء

۱۷ر رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ نزیل مکۃ مکرمہ — عبدہ المذنب فقیر محمد شاکر نوری

مکتوبِ گرامی امیر سنّی دعوتِ اسلامی، ممبئی، انڈیا

شرف ملت، مسعود ملت کی نظر میں

مسعود ملت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ اور محسنِ اہلِ سنت حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری زید لطفہٗ کے دیرینہ تعلقات ہیں علمی وابستگی نے دلوں کو قریب کر دیا- بے لوث اور مخلصانہ روابط نے محبتوں کو فروغ بخشا ہے

قبلہ ڈاکٹر صاحب نے فاضل لاہوری علامہ شرف قادری صاحب کے بارے میں گاہے بگاہے اظہار خیال فرمایا ہے- ان کے نام محررہ مکاتیب میں ان کی علمیت کو سراہا ہے- ان کی علمی فتوحات پر بے ساختہ دعاؤں کے تحائف پیش فرمائے ہیں-آپ نے علامہ صاحب کا تعارف یوں کرایا ہے کہ "علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری اہل سُنت کے مشہور و معروف قلمکار ہیں-وہ گزشتہ ۲۵، ۳۰ سال سے مسلسل لکھ رہے ہیں-ان کی نگارشات کی تعداد ۳۰۰ سے تجاوز کر چکی ہوگی-----وہ محدث بھی ہیں، محقق بھی---مدرس بھی ہیں، معلم بھی-----مصنف بھی ہیں اور مؤلف و مترجم بھی-----زبان و بیان پر ان کو پوری قدرت حاصل ہے-وہ اہل سُنت کا عظیم سرمایہ ہیں- مولیٰ تعالیٰ ان کی خدماتِ جلیلہ کو قبول فرما کر اس پر اجر عظیم عطا فرمائے-آمین ا؎

ایک جگہ قدرے تفصیل سے یوں فرمایا ہے:

"فاضل جلیل علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری زید لطفہٗ بہت سی خوبیوں کے مالک ہیں-علم و فضل کے باوجود بہت ہی سادہ، منکسر المزاج اور ملنسار ہیں-حرص و ہوس سے پاک ہیں-سنی حنفی ہیں اور مسلکِ مجدد دین و ملت کے پابند ہیں-مسائل میں اکابر اہلِ سنت کے پیرو ہیں، اس لئے آپ کی شخصیت کے بارے میں علماء میں کوئی اختلاف نہیں-آپ کا عمل اس حدیث پاک پر ہے

ا- محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم "زندہ جاوید خوشبوئیں" محررہ ۸ رجون ۱۹۹۴ء

البرکۃ مع اکابرکم

یہی محتاط اور محفوظ راستہ ہے- علامہ شرف صاحب اپنی نگارشات میں دلائل و شواہد سے اہلِ سُنت و جماعت کی حقانیت کو ثابت کرتے ہیں-اور کسی ایسی تحقیق میں نہیں اُلجھتے جس سے اہلِ سُنت میں افتراق کی راہ ہموار ہو----- حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے احیاء سُنت کے لیے بھی اپنے مخلصین کو یہ ہدایت کی کہ سُنت کو اس طرح زندہ کیا جائے کہ کسی قسم کا فساد نہ پھیلے- کار تبلیغ وارشاد نہایت ہی دشوار ہے----- اکثر علماء میں سیاست کی جھلک نظر آتی ہے مگر علامہ شرف صاحب کی تحقیق اور تحریر و تقریر میں فقیر کو کوئی سیاست نظر نہیں آتی- وہ اپنے کام سے کام رکھتے ہیں اور شب و روز دین و مسلک کی خدمت میں لگے رہتے ہیں-

علامہ شرف صاحب متعدد دینی مدارس سے منسلک رہے اور درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے-آجکل جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں شیخ الحدیث ہیں-اور یہاں ایک عرصے سے درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہے- جامعہ نظامیہ رضویہ اہلِ سُنت و جماعت کے مدارس عربیہ میں نہایت ہی ممتاز ہے اور اس امتیاز کا سہرا جامعہ کے منتظم و مہتمم علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ العالی کے سر ہے- جو سراپا عمل ہیں- فقیر جب کبھی یہاں حاضر ہوا، استاد و شاگرد سب ہی کو مصروف پایا- یہ دارالعلوم ہمارے کالج اور یونیورسٹی کے طلبہ و اساتذہ کے لیے ایک مثال ہے جو وقت کو بے دریغ ضائع کرتے ہیں -

علامہ شرف صاحب درس و تدریس کے علاوہ تصنیف و تالیف سے بھی شغف رکھتے ہیں-اور طباعت واشاعت کی ذمہ داریاں اس پر مستزاد ہیں وہ زندگی سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں وہ اہلِ سُنت و جماعت کے ان چنیدہ محققین میں ہیں جن پر اعتماد کیا جاسکتا ہے- علامہ شرف صاحب اہلِ سُنت کے ممتاز قلمکار ہیں جنھوں نے تقریر سے زیادہ لوح و قلم کی طرف توجہ فرمائی آپ کا علمی فیضان ملک دبیرون ملک جاری و ساری ہے-

تقریباً ۲۶ سال پہلے علامہ شرف صاحب سے فقیر کا رابطہ ہوا جب وہ

"تذکرہ اکابر اہلِ سُنّت" (مطبوعہ ۱۹۷۶ء) قلم بند فرما رہے تھے۔ حکیم اہلِ سُنّت جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ اس تعلق کے محرک تھے۔الحمدللہ یہ مخلصانہ تعلق روز بروز بڑھتا ہی جاتا ہے۔علامہ شرف صاحب پاک و ھند کے ان علماء میں ہیں جن سے فقیر کی ملاقات یا مراسلت رہتی ہے اور جن سے فقیر استفادہ کرتا ہے۔علامہ شرف صاحب نے کبھی فقیر کی بات نہیں ٹالی اور جو علمی کام سپرد کیا پورا کر کے عنایت فرمایا۔اس سے آپ کی مخلصانہ محبت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔فقیر پر ہمیشہ کرم فرماتے ہیں۔۔۔۔۔

علامہ شرف صاحب کی جتنی قدر کی جانی چاہیئے تھی، اس قدر نہ کی جا سکی مگر بقول تھامس کارلائل، مقاصد جلیلہ کا حاصل ہو جانا ہی بجائے خود انعام ہے۔۔۔۔۔ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا۔۔۔۔ سچ فرمایا، حق فرمایا۔۔۔۔۔

الیه یصعد الکلم الطیب و العمل الصالح یرفعه (۱۰/فاطر/۳۵)

اچھی باتیں اس کریم کی طرف بلند ہو کر رہتی ہیں اور اچھے کام ان کو اور بلند کر دیتے ہیں ۔۔۔۔۔اور پھر تمغۂ محبت عطا فرمایا جاتا ہے:

ؔ سیجعل لهم الرحمٰن ودا (۹۶/مریم/۱۹)

اس میں شک نہیں علامہ شرف صاحب کی خدمات جلیلہ کو اس کریم نے قبول فرمایا اور اپنے کرم سے تمغۂ محبت عطا فرمایا۔۔۔۔

ماشاء اللہ علامہ شرف صاحب کی اولاد بھی لائق ہے۔آپ کے صاحبزادے مولانا ممتاز احمد سدیدی بین الاقوامی یونیورسٹی، اسلام آباد سے فارغ ہو کر آج کل جامعہ ازہر، قاہرہ (مصر) میں تحقیق کر رہے ہیں۔انھوں نے فقیر کے بعض مقالات کا عربی ترجمہ بھی کیا ہے۔ عادات و اخلاق میں اپنے والد ماجد کا عکس جمیل معلوم ہوتے ہیں، مولیٰ تعالیٰ صاحبزادگان کو دارین میں سرفراز فرمائے۔آمین!" ؎۲

۲۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر : تقدیم "محسنِ اہلِ سُنّت" محررہ محمد عبدالستار طاہر

"آپ جس اخلاص اور تندہی سے کام کر رہے ہیں، اس کا صلہ وہ تعالیٰ ہی عطا فرمائے گا۔"[۳]

اس سے بڑی سعادت اور کیا ہو گی کہ وہ کریم اپنے کرم سے دینی و علمی مشاغل میں منہمک رکھے اور اوقات میں برکت عطا فرمائے بلاشبہہ یہ آپ کی مقبولیت و محبوبیت کی نشانی ہے، منعم حقیقی اپنی بے کراں نعمتوں سے نوازے اور مزید ہمت و استقامت ارزانی فرمائے۔ آمین!"[۴]

"مولیٰ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت کے ساتھ قائم و دائم رکھے۔آمین! یہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر خاص کرم ہے کہ عین (ابتلاء) میں دین و مسلک کی خدمت فرما رہے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے اور آپ کی پریشانیاں دور فرمائے۔آمین!"[۵]

آپ جن حالات میں کام کر رہے ہیں، ان حالات میں اہلِ عزیمت ہی کام کرتے ہیں مولیٰ تعالیٰ آپ کو ہمت و استقامت عطا فرمائے۔آمین!

آپ ان ممتاز اہلِ قلم میں سے ایک ہیں، جن سے فقیر استفادہ کرتا ہے، آپ کی مساعی لائق تحسین و آفرین ہیں۔"[۶]

"اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور وہ تمغۂ محبت عطا فرمائے جس کا سورۂ مریم میں وعدہ فرمایا ہے۔آمین اللھم آمین!"[۷]

"مولیٰ تعالیٰ آپ کو اپنی رضا پر راضی رکھے اور اپنی معیت کے احساس سے ہر غم کو بھلا دے۔آمین!"[۸]

۳۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب بنام علامہ محمد عبدالحکیم شرف، محررہ یکم رجون ۱۹۸۵ء از ٹھٹھہ

۴۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب بنام علامہ محمد عبدالحکیم شرف، محررہ ۲۴ر جنوری ۱۹۹۰ء از سکھر

۵۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب بنام علامہ محمد عبدالحکیم شرف، محررہ ۲۹ر جون ۱۹۸۸ء از ٹھٹھہ

۶۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب بنام علامہ محمد عبدالحکیم شرف، محررہ ۱۴ر نومبر ۱۹۸۵ء از ٹھٹھہ

۷۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب بنام علامہ محمد عبدالحکیم شرف، محررہ یکم جون ۱۹۹۵ء از کراچی

۸۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب بنام علامہ محمد عبدالحکیم شرف، محررہ ۱۹ر مئی ۱۹۸۹ء از ٹھٹھہ

"مولیٰ تعالیٰ آپ کا مبارک سایہ قائم رکھے۔آمین!"۹؎

"مولیٰ تعالیٰ آپ کے فیض کو جاری وساری رکھے۔آمین!"۱۰؎

"مولائے کریم آپ کے علمی وروحانی فیض کو جاری وساری رکھے۔آمین!"۱۱؎

"مولیٰ تعالیٰ آپ کا مبارک سایہ قائم ودائم رکھے اور علمی فیض جاری وساری رہے۔آمین!"۱۲؎

آپ کی تحقیقی اور گراں قدر کتب کے بارے میں رائے کا اظہار فرمایا!

فاضل مؤلف کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے گوناگوں مصروفیات کے باوجود "تذکرہ اکابر اہلِ سنت" کے لیے توجہ فرمائی اور وقت کی اہم ضرورت کو پورا کیا اور عقل ودانش دونوں کے لیے متاع عزیز فراہم کی۔امید ہے کہ ان کی یہ کوشش قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔"۱۳؎

"آپ نے بڑے اہم علمی کام کیے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے اور مزید استقامت ارزانی فرمائے۔آمین!"۱۴؎

ایک دروغ وافتراء کے پلندہ کے رد کے لیے یوں تحریک فرمائی:۔

"اہلِ سنت کی مثبت مساعی سے مخالفین گھبرائے ہوئے ہیں۔ یہ حرکت مذبوحی اسی گھبراہٹ کا نتیجہ ہے۔جواب معقول، مدلل اور مختصر ہونا چاہیئے۔اور انداز ایسا دل پذیر کہ شدید

۹؎ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب بنام علامہ محمد عبدالحکیم شرف، محررہ ۶/ستمبر ۱۹۸۶ء از ٹھٹھہ

۱۰؎ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب بنام علامہ محمد عبدالحکیم شرف، محررہ ۲۷/جولائی ۱۹۹۴ء از کراچی

۱۱؎ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب بنام علامہ محمد عبدالحکیم شرف، محررہ ۱۰/ستمبر ۱۹۹۶ء از کراچی

۱۲؎ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب بنام علامہ محمد عبدالحکیم شرف، محررہ ۲۷/فروری ۱۹۹۴ء از کراچی

۱۳؎ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم "تذکرہ اکابرِ اہلِ سنت پاکستان" مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۶ء

۱۴؎ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب بنام علامہ محمد عبدالحکیم شرف، محررہ ۱۲/اکتوبر ۱۹۸۶ء از ٹھٹھہ

مخالف بھی پڑھنے پر مجبور ہو جائے-----یہ کام آپ ہی کر سکتے ہیں۔"۱۵

"تذکرہ اکابر اہلِ سُنت پاکستان" طباعت کے بعد جب آپ تک پہنچی تو بے ساختہ فرمایا:

"دل پسند و دل پذیر، دلکش و دل رُبا تحفہ نظر نواز ہوا-----کتاب زندگی کھول کر رکھدی-----نہیں نہیں-----دل نکال کر رکھ دیا-----مرحبا! مرحبا!-----یہاں حُسن و جمال کا ایک نیا عالم ہے-----گل دیا سمین کی ایک نئی بہار ہے۔

دماغوں میں، سینوں میں، رسالوں میں، اخباروں میں جو کچھ مخفی تھا، سامنے لا کر رکھ دیا-----بکھرے ہوئے اوراق کو سمیٹ کر رکھ دیا-----منتشر دانوں کو پرو کر رکھدیا-----پنکھڑیوں سے گل ہی نہیں ایک گلشن بنا دیا-----سُبحان اللہ! سُبحان اللہ!

عالم برزخ سے آب و گل میں لانا کوئی آسان کام نہ تھا-----آپ نے اس مشکل کو آسان کر دکھایا اور ایک حشر بپا کر دیا-----اس ہمتِ مردانہ کو آفریں، صد آفریں!

☆ہزار ہزار رحمتیں ہوں اس والدِ ماجد پر جس کے چمن میں ایسے پھل پھول لگے-----

☆اور ہزار ہزار سلام ہوں اس فرزند دلبند پر، جس نے اسلام اور علماء اسلام کی خدمت کا حق ادا کر دیا-----

☆ھاں ھاں شہیدوں کا سلام ہو

☆ولیوں کا سلام ہو

☆عالموں کا سلام ہو

☆اور ہم جیسے گنہ گاروں اور سیہ کاروں کا بھی سلام ہو۔

خدا کرے "تذکرہ اکابر اہلِ سُنت" کی دوسری جلد بھی اسی شان و شکوہ سے منظر عام پر آئے، دلوں میں بٹھائی جائے، آنکھوں پر لگائی جائے۔آمین! اللھم آمین!

۱۵۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب بنام علامہ محمد عبدالحکیم شرف، محررہ یکم اپریل ۱۹۸۴ء از ٹھٹھہ

یہ احقر اس شاندار تالیف پر آپ کو اور تمام معاونین کو مبارک باد پیش کرتا ہے اور دعاؤں کے گلدستے پیش کرتا ہے۔"۱۶؎

ایک اور مختصر مگر جامع کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

حیاتِ جاودانی" میں آپ نے خوب تحقیق فرمائی ہے، جزاکم اللہ! مخالف کے لیے دو راہوں میں سے ایک راہ اختیار کیے بغیر چارہ نہیں:

یا تو حقائق و شواہد کو تسلیم کرے،---- یا مر کر دیکھ لے ----- لیکن پھر دیکھا تو کیا دیکھا اور پھر یقین آیا تو کس کام کا؟ مولیٰ تعالیٰ زمرۂ صالحین میں ہمارا حشر فرمائے اور صراطِ مستقیم پر استقامت عطا فرمائے۔آمین!۱۷؎

"بعض احباب کی خواہش ہے کہ آپ تفسیر کی طرف توجہ فرمائیں۔ فقیر بھی اس کی تائید کرتا ہے"۱۸؎

قبلہ ڈاکٹر صاحب نے علامہ شرف قادری صاحب کی تدریسی و تصنیفی خدمات کے پیشِ نظر ان کی سوانح کی ضرورت کو محسوس کیا اور یہ کہ ان کی علمی و قلمی خدمات کا احاطہ کیا جانا چاہیئے، چنانچہ اس کے لیے احقر کو ذمہ داری سونپی گئی--- "محسنِ اہلِ سنت" کی تقدیم میں آپ فرماتے ہیں:

"علامہ شرف صاحب جیسے جلیل القدر عالم، استاد، محقق و قلمکار کا حق تھا کہ ان کی سوانح مرتب کی جاتی۔ الحمد للہ یہ کام برادرم جناب محمد عبدالستار طاہر صاحب زید مجدہٗ نے بحسن و خوبی انجام دیا اور سوانح میں جزئیات تک کو سمیٹ لیا۔ مولیٰ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔آمین!"۱۹؎

۱۶؎ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب بنام علامہ محمد عبدالحکیم شرف، محررہ ۲۵/ نومبر ۱۹۷۶ء از ٹھٹھہ

۱۷؎ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب بنام علامہ محمد عبدالحکیم شرف، محررہ ۶/ اپریل ۱۹۸۹ء از ٹھٹھہ

۱۸؎ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب بنام علامہ شرف قادری، محررہ ۱۰/ ستمبر ۱۹۹۶ء از کراچی

۱۹؎ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم "محسن اہل سنت" (زیر طبع)

الحمد للہ قبلہ ڈاکٹر صاحب کے ارشاد کی تعمیل میں ان کی توجہات و التفات کریمانہ کے سبب فاضل لاہوری علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب کے احوال و آثار، حالات و خدمات پر ایک کتاب "محسنِ اہلِ سنّت" وجود میں آگئی----اسکی تکمیل پر قبلہ ڈاکٹر صاحب نے علامہ صاحب کو لکھا: "فقیر نے سوچا کہ ایک اور آئینہ تیار کرایا جائے اور وہ الحمد للہ تیار ہو گیا۔" ۲۰؎

محبت کا یہ تعلق اور مستحکم ہوتا ہے جب قبلہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا:

"فقیر گنہ گار و سیہ کار ہے، کسی لائق نہیں۔ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں اجازت دینا چاہتا ہے۔ نیز دلائل الخیرات شریف اور حصن حصین شریف اور دیگر مختصر خاندانی تعویذات کی----اگر کسی دوسرے بزرگ سے اجازت نہ ملی ہو تو فقیر پیش کردے۔" ۲۱؎

جواب میں صدق و وفا کے پیکر نے یوں رائے کا اظہار کیا:

"آپ کا ارسال فرمودہ دوسرا پیکٹ بھی موصول ہوا، ممنون لطف و کرم ہوں کہ آپ نے اس خاکسار کو نوازا، اللہ تعالےٰ اس فقیر اور اس کے متعلقین کو سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ اور دیگر سلاسل کے مشائخ کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے اور آپ کا سایہ تادیر سلامت رکھے" ۲۲؎

علامہ شرف صاحب کے اس مکتوب پر قبلہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا:

"----آپ نے کمال عجز و انکسار فرمایا، یہی عظمت کی نشانی ہے-- مولیٰ تعالیٰ آپ کی خدمات جلیلہ کو قبول فرما کر اس پر اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین!" ۲۳؎

۲۰؎ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب بنام علامہ شرف قادری، محررہ ۲۴/اگست ۱۹۹۸ء از کراچی

۲۱؎ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب بنام علامہ شرف قادری، محررہ ۲۲/اپریل ۱۹۹۹ء از کراچی

۲۲؎ محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ: مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، محررہ ۸/جون ۱۹۹۹ء از لاہور

۲۳؎ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب بنام علامہ شرف قادری، محررہ ۱۶/مئی ۱۹۹۹ء از کراچی

اگلے مکتوب میں علامہ شرف صاحب کو سلسلہ عالیہ مسعودیہ مظہریہ نقشبندیہ مجددیہ میں اجازت مرحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا :

"سند اجازت ارسال کر رہا ہوں ----- تعویذات بھی ارسال کر رہا ہوں اور شجرہ شریف بھی ----- فقیر کی طرف سے اجازت ہے -" ۲۴ے

۲۴ے محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر : مکتوب بنام علامہ شرف قادری، محررہ ۲/جون ۱۹۹۹ء از کراچی

حیات علامہ شرف قادری ۔۔۔ ایک نظر میں

از محمد عبدالستار طاہر

۱۔ ولادت باسعادت بمقام مرزا پور ضلع ہوشیار پور	۲۴ شعبان ۱۳۶۳ھ / ۱۳ اگست ۱۹۴۴ء
۲۔ قیام پاکستان پر تین سال کی عمر میں لاہور ہجرت کی	۱۹۴۷ء
۳۔ شفیق ترین ہستی ماں "جی جنت" بی بی کا وصال	۱۹۴۸ء
۴۔ ایم سی پرائمری سکول انجن شیڈ' لاہور سے پرائمری تعلیم کا آغاز	۱۹۵۱ء
۵۔ چھوٹی ہمشیرہ کا وصال	۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۱ھ / ۷۔ مارچ ۱۹۵۲ء بروز جمعہ
۶۔ تکمیل پرائمری تعلیم	۱۹۵۵ء
۷۔ جامعہ رضویہ' فیصل آباد میں داخلہ لیا اور شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری سے منطق کا ابتدائی رسالہ "صغریٰ" پڑھا	شوال ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۵ء
۸۔ دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام' سیال شریف میں داخلہ لیا۔ وہاں مولانا صوفی حامد علی سے "نحو میر" کا درس لیا۔	۲۹ جمادی الاول ۱۳۷۶ھ / ۲۔ جنوری ۱۹۵۷ء
۹۔ جامعہ نظامیہ رضویہ' لاہور میں داخلہ لیا یہاں مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی' مولانا غلام رسول رضوی' مولانا شمس الزماں قادری وغیرہم سے استفادہ کیا	شوال ۱۳۷۶ھ / مئی ۱۹۵۷ء تا اکتوبر ۱۹۶۱ء
۱۰۔ والدہ صاحبہ رابعہ بی بی رحمہا اللہ تعالیٰ کی حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد علیہ الرحمہ سے بیعت	۱۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۸ھ / ۳۰ دسمبر ۱۹۵۸ء
۱۱۔ جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال میں داخلہ لیا اور استاذ الاساتذہ	

مولانا عطا محمد بندیالوی چشتی گولڑوی مدظلہ اور علامہ محمد	
محمد اشرف سیالوی مدظلہ سے استفادہ کیا	ربیع الآخرہ ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۱ء
۱۲۔ شادی خانہ آبادی	۱۳ شوال ۱۳۸۲ھ / ۱۰۔ مارچ ۱۹۶۳ء
بروز اتوار	
۱۳۔ سند فضیلت	۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۴ء
۱۴۔ جامعہ نعیمیہ' لاہور سے تدریسی زندگی کا آغاز	۱۳۸۵ھ / جنوری ۱۹۶۵ء
۱۵۔ جامعہ نظامیہ رضویہ' لاہور میں آغاز تدریس	۱۳۸۶ھ / تا ۱۹۶۷ء
۱۶۔ ولادت صاحبزادہ ممتاز احمد سدیدی	۲۴ شعبان ۱۳۸۶ھ / ۸۔ دسمبر
۱۹۶۶ء	جمعرات
۱۷۔ دار العلوم محمدیہ غوثیہ' بھیرہ شریف ڈیڑھ ماہ	
(نصف شعبان اور پورا رمضان المبارک میں) تدریس	۱۹۶۶ء ۱۹۶۸ء کے درمیان
۱۸۔ مکتبہ رضویہ انجمن شیڈ' لاہور کا قیام	۱۹۶ـ ء
۱۹۔ دار العلوم اسلامیہ رحمانیہ' ہری پور ہزارہ میں	۱۳۸۸ھ / ۱۹۶۸ء تا ۱۹۷۱ء
مفتی اور صدر مدرس کی حیثیت سے چار سال خدمات	
۲۰۔ ہری پور ہزارہ میں جمعیت علمائے سرحد پاکستان کا قیام	۱۹۶۹ء
۲۱۔ "فاتتہ الاحتیاط فی حیلہ "جواز الاسقاط" کی ہری پور سے اشاعت	۱۹۶۹ء
۲۲۔ "احسن الکلام فی مسئلہ القیام" کی ہری پور سے اشاعت	۱۹۶۸ء
۲۳۔ امام احمد رضا کے فارسی رسائل "الحجتہ الفائحہ" اور "اتیان الارواح"	
کا اردو ترجمہ ہری پور ہزارہ سے شائع کیا	۱۹۶۹ء
۲۴۔ "یاد اعلیٰ حضرت" کی ہری پور ہزارہ سے اشاعت	۱۹۷۰ء
۲۵۔ امام احمد رضا کا رسالہ "شرح الحقوق" ہری پور سے شائع کیا	۱۹۷۰ء
۲۶۔ حضرت ابو البرکات سید احمد قادری رضوی علیہ الرحمہ	
سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں شرف بیعت	۱۱ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ / ۲۵۔ مارچ
۱۹۷۰ء	بروز بدھ
۲۷۔ ہری پور ہزارہ میں "یوم رضا" کا آغاز کیا	۱۹۷۱ء

۲۸۔ مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم، چکوال میں صدر مدرس کی حیثیت سے دو سال کے لئے آغاز کار	۱۳۹۱ھ / دسمبر ۱۹۷۱ء تا ۱۹۷۳ء
۲۹۔ "سوانح سراج الفقہاء" کی مرکزی مجلس رضا، لاہور سے اشاعت	۱۹۷۲ء
۳۰۔ سب سے پہلے مقالے "علامہ فضل حق خیر آبادی" کی ماہنامہ ترجمان اہل سنت، کراچی میں اشاعت	فروری ۱۹۷۲ء
۳۱۔ چکوال میں "جماعت اہل سنت" کا قیام	۱۹۷۲ء
۳۲۔ چکوال میں "یوم رضا" کا آغاز	۲۷ صفر ۱۳۹۲ھ / ۱۲ مارچ ۱۹۷۲ء
۳۳۔ امام احمد رضا کے رسائل "رالد القحط والوباء ۱۳۱۲ء" اور "غاسیتہ التحقیق کی اشاعت	۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء
۳۴۔ تقریب یوم رضا و فضل حق خیر آبادی، بمقام چکوال	۱۵ صفر 1393ھ / ۲۱ مارچ ۱۹۷۳ء
۳۵۔ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں دوبارہ تدریس کا آغاز	شوال ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء
۳۶۔ مکتبہ قادریہ، لاہور کا قیام	دسمبر ۱۹۷۳ء
۳۷۔ جامع مسجد عمر روڈ، اسلام پورہ سے آغاز خطاب	۱۹۷۴ء
۳۸۔ صدر مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور	۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء
۳۹۔ شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور	۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء
۴۰۔ "تذکرہ اکابر اہل سنت" کی لاہور سے اولیں اشاعت	۲۶ رمضان ۱۳۹۶ھ / ستمبر ۱۹۷۶ء
۴۱۔ خسر صاحب قاضی علی بخش علیہ الرحمہ کا انتقال ۱۹۷۷ء	۱۲ ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ / ۲-اپریل ہفتہ
۴۲۔ ولادت صاحبزادہ مشتاق احمد قادری ۱۹۷۷ء	۱۷ جمادی الثانی ۱۳۹۷ھ / ۴-جون اتوار
۴۳۔ سنی رائٹرز گلڈ کے صدر کی حیثیت سے دو سال کیلئے چناؤ ہوا ۱۹۸۰ء	۱۱ شعبان ۱۴۰۰ھ / ۲۶-جون جمعرات
۴۴۔ تیسرے بیٹے [illegible] ۱۹۷۸ء	۹-ذوالحج ۱۳۹۸ھ / ۱۰-دسمبر اتوار
۴۵۔ "الحدیقہ [illegible] تصنیف علامہ ارشد القادری کا	

خراج تحسین ـــــ مکتوب محررہ بنام	۱۳ فروری ۱۹۷۹ء
علامہ محمد منشا تابش قصوری	
۴۶۔ علامہ یوسف نبہانی کی کتاب "الشرف المؤبد" کا اردو	
میں ترجمہ "برکات آل رسول" کیا اور شائع بھی کیا	۱۴۰۰ھ / ۱۹۸۱ء
۴۷۔ پہلی بار حج و زیارات مقدسہ کی سعادت حاصل ہوئی	۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء
۴۸۔ خانوادہ اعلیٰ حضرت سے مولانا ریحان رضا خاں	
سے اجازت و خلافت ملی	۵ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء
۴۹۔ غیر مقلدین کے رد میں لکھی گئی تحقیقی کتاب	
"اندھیرے سے اجالے تک" کی لاہور سے اشاعت	۱۹۸۵ء
۵۰۔ غیر مقلدین کی انگریز نوازی کے بارے میں تحقیقی	
کتاب "شیشے کے گھر" کی لاہور سے اشاعت	۱۹۸۶ء
۵۱۔ سقوط مرکزی مجلس رضا، لاہور	دسمبر ۱۹۸۶ء
۵۲۔ رضا اکیڈمی، لاہور کی سرپرستی	۱۹۸۷ء
۵۳۔ وصال پر ملال والدۂ ماجدہ رابعہ بی بی	۱۰ ذیقعد ۱۴۰۷ھ / ۷ جولائی 1987ء
۵۴۔ سانحہ ارتحال والد ماجد مولوی اللہ دتا علیہ الرحمہ	۲۵ شعبان ۱۴۰۹ھ / ۱۳ اپریل
۱۹۸۹ء	
۵۵۔ "ادلۃ اہل السنۃ و الجماعۃ" از سید یوسف سید ہاشم رفاعی کے اردو ترجمہ	
"اسلامی عقائد" کی لاہور سے اشاعت	۱۹۹۰ء
۵۶۔ "اشعۃ اللمعات" جلد چہارم کے اردو ترجمہ	
کی لاہور سے اشاعت	۱۹۹۰ء
۵۷۔ خوش دامن بیگم بی بی صاحبہ کا انتقال	۱۷ ذوالحج ۱۴۱۰ھ / ۱۱
جولائی	۱۹۹۰ء
۵۸۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی لاہور میں نے امام	
احمد رضا گولڈ میڈل پیش کیا۔	۱۹۹۱ء
۵۹۔ جلال آباد، افغانستان کا چار روزہ دورہ	۲۴ تا ۲۸ اپریل ۱۹۹۲ء

۶۰۔ عرس مبارک امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ	
الرحمہ سرہند شرف میں شرکت (چھ روزہ دورہ)	۲۵ تا ۳۰ اگست ۱۹۹۲ء
۶۱۔ سیرت پاک کے حوالے سے محررہ مقالات کے مجموعہ	
"مقالات سیرت طیبہ" کی لاہور سے اشاعت	۱۹۹۳ء
۶۲۔ علامہ شیخ محمد صالح فرفور، دمشق کی کتاب "من	
نفحات الخلود" کا اردو ترجمہ "زندہ جاوید	۱۹۹۳ء
خوشبوئیں" کیا اور اسے مکتبہ قادریہ سے شائع بھی کیا	
۶۳۔ دوسری بار والد ماجد کی طرف سے حج بدل کیا۔ اس	
سال حج اکبری کی سعادت نصیب ہوئی	۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴ء
۶۴۔ "مدینتہ العلم" عربی اور "شہریار علم"	
اردو کی رضا اکیڈمی، لاہور سے یکجا اشاعت	۱۹۹۴ء
۶۵۔ علمی حلقوں میں ہاتھوں ہاتھ لی جانے ولی تحقیقی عربی کتاب	
"من عقائد اھل السنہ" کی لاہور سے اشاعت	۱۹۹۶ء
۶۶۔ "نور نور چہرے" کی لاہور سے اشاعت	۱۹۹۷ء
۶۷۔ مرکز تحقیقات اسلامیہ، لاہور کے صدر کی	
حیثیت سے منتخب کیا گیا	۱۹۹۷ء
۶۸۔ منجھلے بیٹے مشتاق احمد قادری کی میٹرک کے	
امتحان میں پورے سرگودھا بورڈ میں اول پوزیشن	۱۹۹۷ء
۶۹۔ "اشعتہ اللمعات" کے اردو ترجمہ کی جلد پنجم	
اور ششم کی لاہور سے اشاعت	۱۹۹۷ء
۷۰۔ انٹرنیشنل امام ابو حنیفہ کانفرنس اسلام آباد میں عربی مقالہ	
"فی ظلال الفتاوی الرضویہ" پڑھا	۵ / تا / ۸ اکتوبر ۱۹۹۸ء
۷۱۔ "من عقائد اھل السنہ" کا اردو ترجمہ "عقائد و نظریات" کی	
لاہور سے طباعت	۱۹۹۸ء
۷۲۔ مختلف سونحی مقالات کے مجموعہ "عظمتوں کے پاسباں" کی لاہور سے اشاعت	۱۹۹۸ء

مکتوب گرامی مولانا کوکب نورانی مدظلہ العالی (کراچی)

محترم جناب شاہ انجم بخاری، بانی و مدیر مجلۃ المصداق، حیدر آباد

سلام مسنون! اللہ کریم جل شانہٗ اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کے صدقے ہم سب کو مسلک حق اہل سنت و جماعت پر استقامت اور دارین میں رحمت و مغفرت عطا فرمائے، آمین

"المصداق" کتابی سلسلہ ۲ اور آپ کا مکتوب مجھے ملا، یاد فرمائی کا بہت شکریہ! یہ فقیر حال ہی میں بیرون ملک تبلیغی دورے سے واپس آیا ہے اور مشاغل اس قدر ہیں کہ مہلت ہی نہیں ملتی، ایسے میں آپ کی خواہش کی تعمیل میں کوئی تحقیقی مقالہ فوری پیش نہیں کیا جا سکتا۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ ملت اسلامیہ کے ایک محسن اور مقتدر عالم حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ القوی کی شخصیت اور خدمات سے اہل ایمان کو متعارف کروانے کے لئے مجالس قائم کر کے محنت کر رہے ہیں، یہ بلا شبہ گراں قدر خدمت ہے، اللہ کریم آپ کی مخلصانہ مساعی کو مقبول زمانہ فرمائے۔

مدارج النبوۃ، اشعۃ اللمعات، تکمیل الایمان، ماثبت من السنۃ، اخبار الاخیار، زبدۃ الآثار، سفر السعادۃ، جذب القلوب وغیرہ میرے پاس ہیں، یقین مانیے حضرت شیخ کی تحریریں اہل علم اور اہل محبت کے لئے سرمایہ ہیں۔

آپ کو شاید یہ بات معلوم نہ ہو کہ ہم اپنے اداروں اور تنظیموں کی رجسٹریشن کرواتے ہوئے اپنے عقائد و نظریات کو یوں بیان کرتے ہیں کہ "حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی کی تحریرات و تعلیمات کے مطابق"۔۔۔۔۔ کیوں کہ ان ہستیوں نے قرآن و سنت کی ترجمانی جس صحت و صداقت سے کی ہے وہ امت مسلمہ پر ان کا احسان ہے، اللہ کریم ہمیں اس پر قائم و ثابت رکھے کبھی ہمت کر سکا تو آپ کے ارشاد کی تعمیل میں ضرور کچھ لکھوں گا۔

حضرت مولانا اشرف قادری صاحب نے خوب لکھا ہے، اس سے زیادہ کی مجھ میں تاب و مجال کہاں؟ وہ ہستی جس کی خوشہ چینی کر کے ہم خود کو معتبر بناتے ہیں اس کی رفعتِ علم اور مرتبت کو سلام، اللہ کریم ان کے درجات بلند فرمائے

والسلام

مخلص! کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہٗ

۲۸/۱۲/۱۴۱۸ھ

مکتوب گرامی مولانا کوکب نورانی مدظلہ العالی (کراچی) بنام مدیر سلسلۂ کتابی المصداق (۴-۳) حیدر آباد



کتب :-

۱- محمد عالم آسی امر تسری، مولانا : الکاویہ علی الغاویۃ

۲- اقبال احمد فاروقی، پیرزادہ : تذکرہ علمائے اہل سنت وجماعت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء

۳- محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ : تذکرہ اکابر اہل سنت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء

۴- محمد منشا تابش قصوری، علامہ : تحریک نظام مصطفےٰ اور جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور ۱۹۷۸ء

۵- محمد صدیق ہزاروی، علامہ : تعارف علمائے اہل سنت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء

۶- شرافت نوشاہی، سید : شریف التواریخ، جلد نمبر ۱۲، مطبوعہ لاہور اکتوبر ۱۹۸۴ء

۷- محمد عبدالرحمٰن الحسنی : فیوضات بارویہ، مطبوعہ فتح پور ضلع لیہ، ۱۹۸۵ء

۸- اردو جامع انسائیکلو پیڈیا حصہ اول، مطبوعہ شیخ غلام علی لاہور ۱۹۸۷ء

۹- اردو جامع انسائیکلو پیڈیا حصہ دوم، مطبوعہ شیخ غلام علی لاہور ۱۹۸۸ء

۱۰- محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ : اشعۃ اللمعات مترجم جلد چہارم مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء

۱۱- محبوب احمد چشتی، مولانا : علماء اہل سنت کی قلمی خدمات، غیر مطبوعہ لاہور ۱۹۹۳ء

۱۲- محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ : زندہ جاوید خوشبوئیں، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۳ء

۱۳- محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ : مقالات سیرت طیبہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۳ء

۱۴- محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ : تقدیس الوھیت اور امام احمد رضا، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۴ء

۱۵- محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ : نور نور چہرے، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء

۱۶- محمد عبدالستار طاہر : محسنِ اہل سنت، علامہ محمد عبدالحکیم شرف، غیر مطبوعہ ۱۹۹۸ء

رسائل :-

۱- ماہنامہ عرفات، لاہور، نومبر دسمبر ۱۹۷۵ء

۲- ماہنامہ المعین، ساہیوال، اکتوبر ۱۹۸۴ء

۳- ضمیمہ دانش، اسلام آباد شمارہ ۳۱

۴- ماہنامہ استقلال، لاہور اکتوبر ۱۹۹۶

۵- ماہنامہ سوئے حجاز، لاہور جنوری ۱۹۹۸ء

۶- ماہنامہ اخبار اہل سنت، لاہور جولائی اگست ۱۹۹۷ء

تعارف فقہ و تصوف

شیخ محقق امام اہل سنت
شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

شرف اہل سنت
علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

الممتاز پبلی کیشنز ۔ لاہور